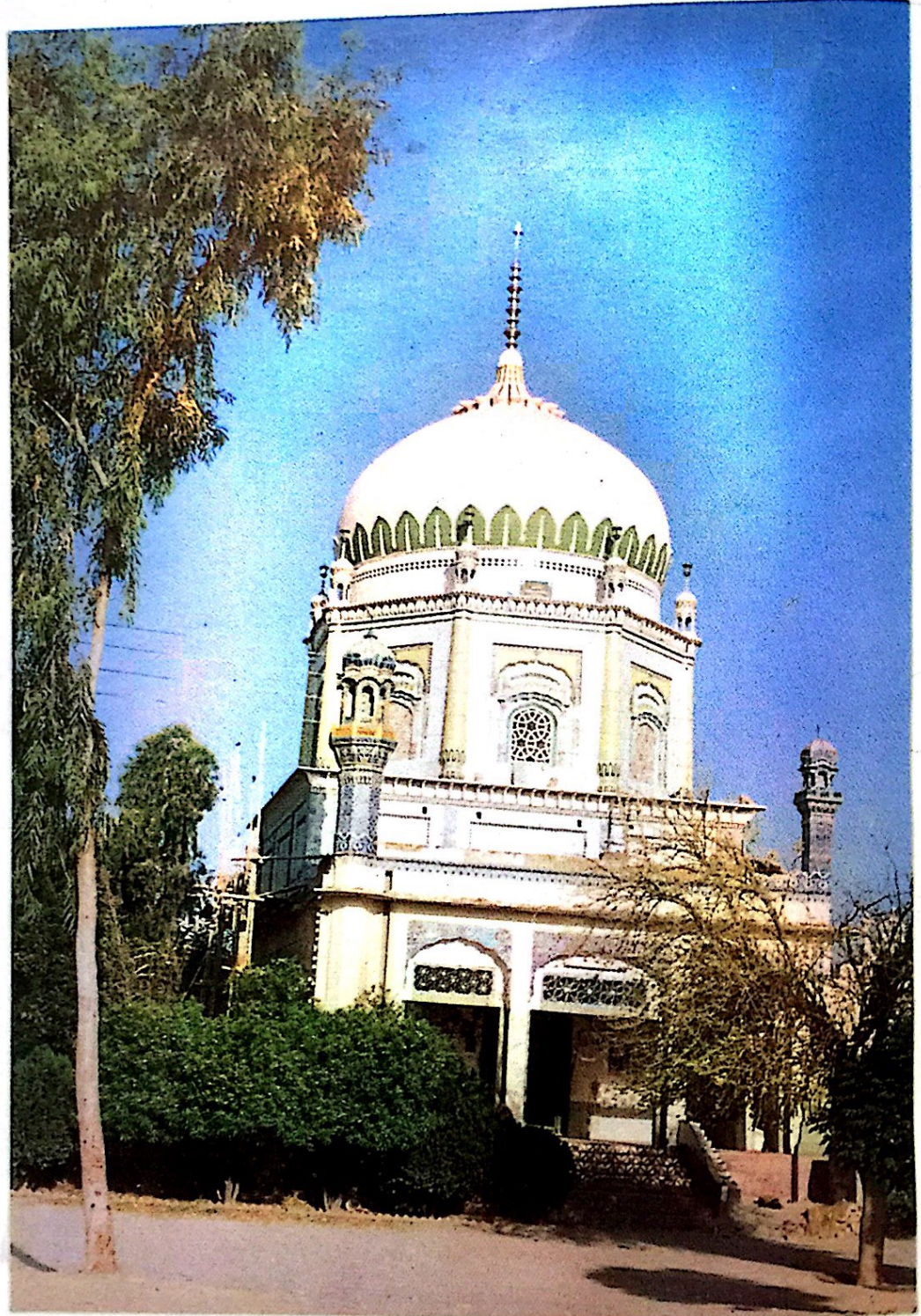


فیوضا حسنیہ

حضرت صاحبزادہ احمد حسن صاحب الحسنی ظلہ

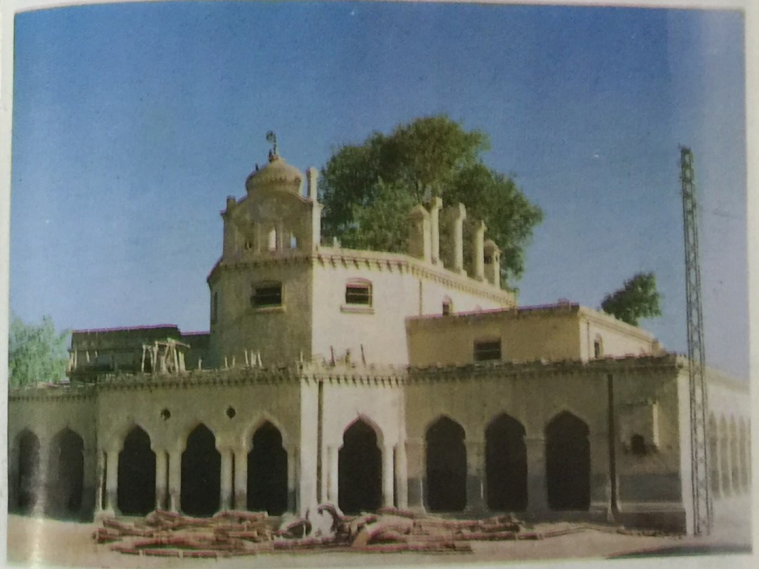
کلمہ نبی داعسراں دا گہناں
پڑھدا پڑھیندا حسن نماں



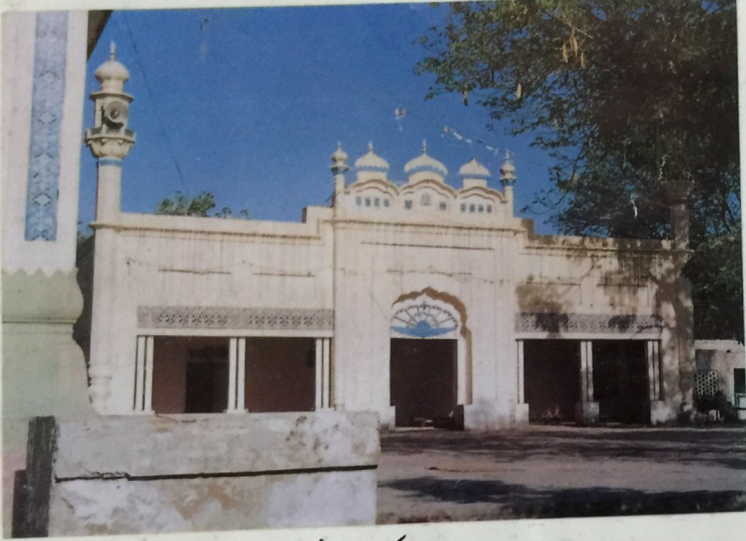
روضہ شریف



قبرہ دار حجرہ جو صرف کچی اینٹ سے تیار کیے گئے



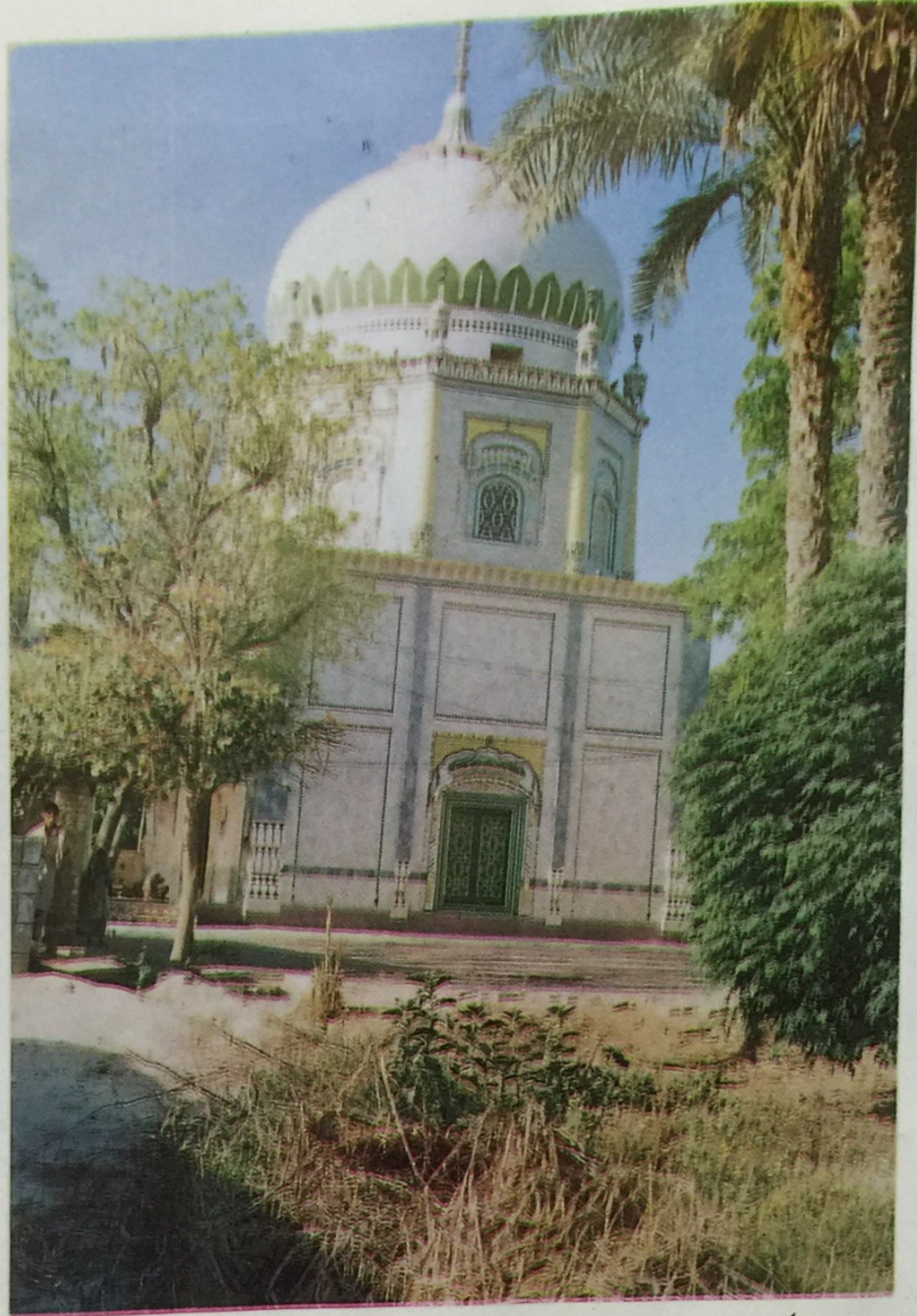
مہمانخانہ جو حضرت ثانی رحمہ اللہ کے دور میں تیار ہوا



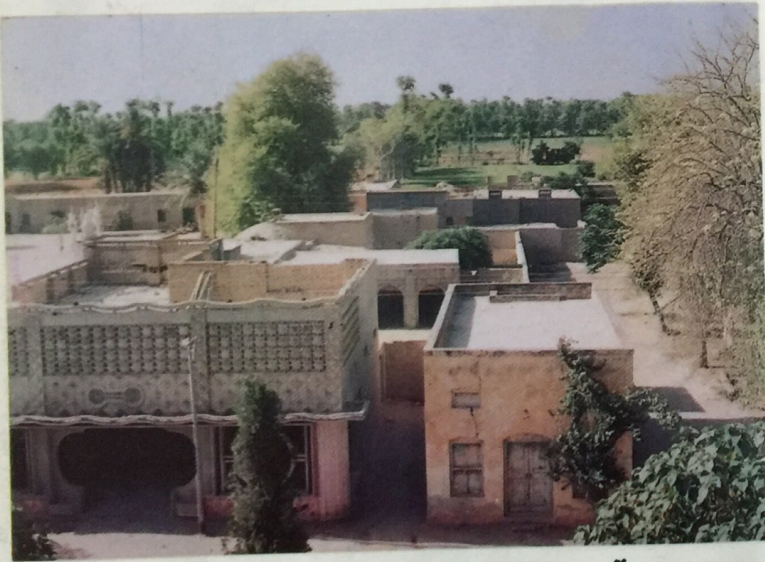
دربار عالیہ کی مسجد شریف



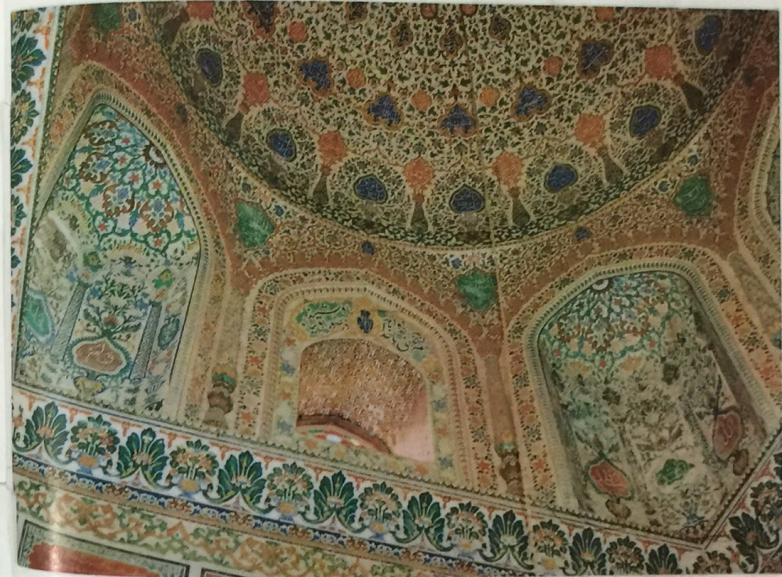
مزار مبارک حضرت خواجہ غلام حسن پیر سواگ رحمہ اللہ
مزار مبارک حضرت ثانی خواجہ غلام محمد رحمہ اللہ



روضہ مبارک حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کا دوسرا رخ



تبیخ خوانہ و لنگر شریف کے دیگر مکانات



گنبد شریف کا اندرونی منظر

سوانح حیات خواجہ جگان غوث زمان حضرت خواجہ غلام حسن
پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ

فیوضاتِ حسنیہ

باہتمام:

حضرت صاحبزادہ محمد حسن صاحبِ ظلّہ

مبعاہدہ نشین آستانہ عالیہ پیر سواگ شریف

تصحیح و تہدید:

حضرت صاحبزادہ احمد حسن صاحبِ ظلّہ

ترتیب:

ابوالانوار محمد عبد الرحمن الحسنی

ناشر:

مکتبہ حسنیہ مجددیہ

دربار عالیہ سواگ شریف (عسل عین کروڑ) ضلع لیہ



حضرت صاحبزادہ صاحب کی رہائش گاہ

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲۲	حلیہ مبارک	۱۵	سخن گفتنی
۱۲۳	اشاعت دین و حمایت شریعت	۲۲	فقر
۱۲۵	تاریخ انتقال پر ملال	۲۳	ہدیہ عقیدت بخضر حضرت پیر سواگ
۱۳۳	تذکرہ اولاد	۲۵	ہدیہ عقیدت بخضر حضرت ثانی صاحب
۱۳۵	حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب قدس سرہ	۳۰	مرشد ہمیں کیا دیتے ہیں
۱۳۶	تاریخ وفات خواجہ فقیر محمد صاحب	۳۱	تقدیم - از علامہ بندیا لوی
۱۳۸	حضرت خواجہ غلام حسین صاحب قدس سرہ	۴۵	تقریب - از علامہ عبدالحکیم شہر
۱۳۹	تاریخ وفات خواجہ غلام حسین صاحب	۸۱	قارن - از محمد عبدالرحمن حسنی
۱۴۳	ثانی لائانی حضرت خواجہ غلام محمد صاحب		باب اول
	باب دوم	۱۱۳	نام و نسب
۱۴۷	ارشادات	۱۱۵	شجرہ نسب
۱۵۲	سلوک کا مقصد مقام احسان کا حصول		ولادت باسعادت
۱۵۵	ایک خواب اور اس کی تعبیر	۱۱۷	پیرہریت کی زیارت
۱۵۶	رابطہ شیخ و تابع خطرات		و شرف بیعت
	قبض اور بسط	۱۱۸	شادی خانہ آبادی
۱۵۸	سیر آفاقی و انفسی		تکمیل سلوک و حصول اجازت
	حصول سے خوش نہ ہو	۱۲۰	خانقاہ سراچیہ کی بنیاد رکھنا

یوسف محمد پرنٹر زانہ دون بھائی میٹ لاہور

نام کتاب: فیوضِ حسنیہ
 موضوع: سوانح حیات حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ
 تصنیف و تجدید: صاحبزادہ احمد حسن صاحب المستی مدظلہ
 مقام اشاعت: دربار عالیہ حضرت پیر سواگ ضلع لیہ
 بار: اول - صفر المظفر ۱۴۱۲ھ / ستمبر ۱۹۹۱ء
 تعداد: ایک ہزار صفحات، ۵۲۶
 خطاطی: سید حسن واسطی - خطاط قیمت - ۱۰۰ روپے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۶۹	ہم کی وجہی	۱۵۸	وقت قلبی
"	خاتم الاولیاء	۱۵۹	تصور شیخ
"	اب ڈھونڈیے اُن کو	"	اوقات مراقبہ
"	چراغِ رخِ زیبائے کر	"	فیض کا منتظر رہے
۱۴۱	خدمت و جان نثاری	"	بے نصیب نہیں آتا
"	مہین عشق پر رحمت خدا کی	"	"اللہ" کا طالب خالی نہ ملے گا
"	راجھا صاحب کمال	۱۶۱	ایام کی تخصیص
"	تین بندگان سے زیادہ محبت	"	رابطہ کسی و ذاتی
۱۴۲	اپنی زندگی شاہ صاحب کو دیدی	۱۶۲	شیخ کی بارگاہ میں حاضری
"	امانت کی حفاظت	۱۶۳	ادب پہلی شرط ہے
۱۴۴	میاں حبیب اللہ صاحب	"	مردودِ طریقت
۱۴۵	حیات ہیں	"	ناقص کامل بن جاتا ہے
"	پیر و مرشد سے ذکرِ خدا حاصل کئے	۱۶۴	حضرت شاہ غلام علی دہلوی
"	پیر اپنے مرید کے حالات	"	کی نسبت
۱۴۶	سے آگاہ ہے	"	بتدی اور نوافل
"	پیر کے متعلق عقیدہ	۱۶۵	عروضات و نجا بیٹھوں
"	مقاماتِ مقدسہ کسوتی ہے	"	تہجد کے لیے بیدار کرتے
۱۴۷	سفرِ بخیر انجام ہوا	"	حضرت خواجہ محمد عثمان
"	سات پشتوں تک اثر	"	اور خدمتِ شیخ
"	حضرت کی یاد تازہ ہو جاتی	۱۶۷	نماز فجر کے بعد سنتوں کا حکم
۱۴۸			

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۹۱	ضعف کے باوجود عبادت کی پابندی	۱۴۸	کشفِ عیانی حاصل ہے
۱۹۲	دیباچہ حبیب کا ادب	"	غیر سے درتے مول نہ جا
"	کنائے پرہیزگاریا	۱۴۹	جس دعوے شیوا میں دا
۱۹۳	کثرتِ درود - حل مشکلات	"	پیکرِ تسلیم و رضا
"	اول و آخر درود شریف	"	مولوی حسین علی کا علم غیب
"	نسبتِ خفی و جلی	۱۸۰	ڈاڑھی کترے کے پیچھے نماز ناجائز
۱۹۴	مریدین کی نسبت	"	نماز احتیاطی
"	نہر کار مدینہ علی اللہ علیہ وسلم کی زیارت	۱۸۱	موسیٰ زنی اور نماز جمعہ
"	درخت فیض دیتے ہیں	"	حصول کمال کے لیے
۱۹۵	حقِ خدمت ادا کیا	"	مدت درکار ہے
"	بہشتی اسرار	۱۸۲	ہمارے طریقہ میں محرومی نہیں
۱۹۶	مولانا عبد الکریم اور خدمت	"	شیعہ کو تین بد دعائیں
"	قدیر مسجد کو لازم پکڑو	۱۸۳	نماز باجماعت کی پابندی
۱۹۷	خواجہ گل حسن کا واقعہ وفات	۱۸۴	شریعتِ طہرہ کی پابندی
۲۰۲	مرشد کی توجہ اور تکمیل سلوک	"	صفیں کج - دل پریشان
۲۰۳	اصلی سید	"	نماز میں وساوس سے
"	حاجی موسیٰ ولی ہے	۱۸۵	مغفول بننے کا طریقہ
"	نزار پر حاضری کا طریقہ	"	نماز تسبیح
۲۰۴	خواجہ محمد عثمان قیوم زمان تھے	۱۸۷	دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا
"	نظر جنہاندی کی مکیا	۱۸۹	وقتِ لاموت

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۴۸	غائبانہ بیعت اور رقت	۲۳۱	چھانسی اور عرقید سے بچایا
۲۴۹	حسن خاتمہ کی خبر	"	دو فرزند عطا فرمائے
۲۵۱	مرید کا جسم قبر میں صبح و سالم تھا	۲۳۲	جانور پر توجہ کا اثر
"	خلو کا جسم صبح اور خوشبودار تھا	۲۳۳	مسجد کی دیوار سے پار ہو گئے
۲۵۲	دعا کی برکت سے عزت ملی	"	قوت جاتی رہی
۲۵۳	دعا سے ناسردی ختم	۲۳۴	دعا کی برکت سے تھوڑے خلیج ہوا
۲۵۴	خاتمہ ایمان پر ہوا	۲۳۵	اشک سے دل کی دنیا بدل گئی
"	مہرے وقت کلمہ جاری ہو گیا	۲۳۶	چند دامن رحمت میں چھپ گیا
۲۵۵	آخری وقت میں دستگیری	۲۳۷	بر وقت پہنچ کر گناہ سے بچایا
"	بیمار کو گھر جانے کا حکم	۲۳۸	دوران وعظ بدنہ بیتاب ہوا
۲۵۶	محکم صاحب کی رسائی	۲۳۹	کشتی کنکے پر لگ گئی
"	پانی کا اثر ندارد	۲۴۰	وعظ سے بے عمل متقی بن گئے
۲۵۷	گاڑی کو حضرت کا سلام	۲۴۱	دعا سے بارش نازل ہوئی
"	مشکلیں حل ہو گئیں	"	فرمان سے موسم بدل گیا
۲۵۸	پانچ کاکھانا چالیس پر پورا ہوا	۲۴۲	خبر سے پہلے موت کا حکم تھا
۲۵۹	آپ کی برکت سے پانی اتر گیا	"	تمام واقعہ پہلے بیان کر دیا
۲۶۰	خدا نے آپ کے فرمان کی لاج رکھی	۲۴۳	دعا سے ایمان مل گیا
۲۶۱	چمن بیعت کے لیے حاضر ہوئے	۲۴۴	ملزم بری ہو گئے
۲۶۲	چیرٹیوں نے مسجد خالی کر دی	۲۴۵	وصال کے بعد تنبیہ سہ ماہی
"	دولت اور شفا کا خزانہ مل گیا	۲۴۶	مشکل کشائی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۱۵	خنازیر کی مرض دور ہو گئی	۲۰۴	ہوائی رزق
۲۱۶	حضرت کی توجہ سے لاعلاج مرض ختم	۲۰۵	شفا میں جانب اللہ ہے
"	تپ دق کی مریضہ شفا ملا	"	دنیا دار اور حق بینی
۲۱۷	تپ عرقہ سے نجات مل گئی	"	گلستان قرآنی آیات کا ترجمہ
۲۱۸	لا علاج مریضہ کو شفا شکل میں دستگیری	"	نخی نسبت
۲۱۹	دریا میں غرق ہونے سے بچایا	۲۰۶	نسبت چار قسم ہے
۲۲۰	ارشاد سے ہندو شرف بہ اسلام ہوا	"	ذلیفہ اور بزرگی
"	تین ہندو افسر ایک وقت مسلمان ہو گئے	۲۰۷	تجدید بیعت
۲۲۱	باران رحمت کا نزول	"	سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علم میں بحث
۲۲۲	باران رحمت میں نزول باران رحمت	"	ملازمین صاف کے کی شبہات سے نفرت
"	گم شدہ مال مل گیا	۲۰۸	فی العصور برکت
۲۲۳	کافر مشرف بہ اسلام ہو گیا	"	جمال، مہمیشیں
۲۲۴	دعا سے ذریعہ معاش مل گیا	۲۰۹	ایں جہان توں خالی ویسی
"	خاتم تھانیدار کا تبادلہ	"	روزے میں تیل و سرور
۲۲۵	ٹوٹے ہوئے رشتے کو جوڑ دیا	۲۱۰	سراپکی مقولہ
"	دعا سے فوجوان صلح بن گیا	"	کالا نہ کر بگے کوں
۲۲۶	بیعت کا منکر، بیعت ہو گیا	۲۱۱	باب سوم کرامات
۲۲۷	مدینہ منورہ میں طالب لوک کو	۲۱۲	بیمار کو شفا مل گئی
۲۲۸	بیعت کا اشارہ	۲۱۳	دعا نے مہربان دیا
۲۲۹	گناہ کی طاقت سلب کر لی	۲۱۴	فلک کی خاکستر سے بخار جاتا رہا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۱۱	وفات کے دن کی خبر	۲۶۳	آرامش کی خبر اور دستگیری
"	قوم اجازت دے گی	۲۶۴	دریائے مکہ تسلیم کیا
۳۱۲	چلے اور گری	۲۶۵	پیشین گوئیاں
"	انتقال کی خبر پہلے دی		باب چہارم
۳۱۳	محل میں موجود ہے	۲۷۱	مقدور قتل زور پورہ قتل
"	دل کے ارادے پر اطلاع	۲۷۸	واقعہ قتل و گرفتاری
۳۱۴	تمام اوقات وظیفہ میں گزاریں	۲۸۴	رہائی
۳۱۵	یہ لوگ شریر ہیں	۲۸۷	فیصلہ ہائی کورٹ
"	اس شغل سے کیا حاصل	۳۰۱	باب پنجم مکاشفات
۳۱۶	اسباق شروع کرو دے کھل چکے ہیں	۳۰۵	مکاشفہ کی تصدیق
"	استحسان کے لیے آنے والے کو پہچان لیا	"	بیعت ہو گا مگر سالک نہ ہو گا
۳۱۷	فقیر کی دعا سے ایمان مل گیا	۳۰۶	اہل و عیال مسلمان ہو گئے
۳۱۸	جی آئی ہے دہن نام بتا دیتا	"	لاقات کا موقع دیا جائے
"	جاؤ وضو کر کے آؤ	۳۰۷	شادی کی اجازت
۳۱۹	مزدوں کا ایک بوڑھا اور آئے گا	"	جلال خان نظر نہیں آتا
"	ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ	"	دل کے خطرہ پر آگاہی
۳۲۰	ناپاک ہتھندی کی خبر	۳۰۸	فقیر کو خدمت کی حاجت نہیں
"	گھر جانا ضروری ہے	۳۰۹	دونوں مسلمان ہو جائیں گے
۳۲۱	شیطان خیال مت لاؤ	"	بیمار کو شفا مل گئی
۳۲۲	پیر و مرشد باخبر ہے	۳۱۰	رابطے کے نقصان کا نتیجہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۷۰	حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۲۳	خدا نے بتا دیا
"	حضرت بائزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۲۴	منی آرڈر آگیا
۳۷۱	خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۲۵	فرزند عطا ہو گا
۳۷۲	خواجہ ابوالقاسم گرگانی رحمہ اللہ تعالیٰ	"	ہمارے سلسلہ میں محرومی نہیں
"	خواجہ ابوعلی فارمدی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۲۶	پیدل سفر نہ کریں
۳۷۳	خواجہ یوسف ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۲۷	شاید تمہیں کھانا نہیں ملا
"	خواجہ عبداللہ بن محمد زانی رحمہ اللہ تعالیٰ	"	گھر چلے جاؤ
۳۷۴	خواجہ عارف ریوگری رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۲۸	اسی وقت واپس کیا
۳۷۵	خواجہ محمد انجیر فغنی رحمہ اللہ تعالیٰ	"	دل کے ارادے پر واقفیت
۳۷۶	خواجہ عزیزان علی راستی رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۲۹	آپ کا کشف
"	خواجہ محمد بابا ساسی رحمہ اللہ تعالیٰ		باب ششم
۳۷۷	خواجہ سید امیر کلال رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۳۱	مکتوبات
۳۷۸	خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۳۲	خواجہ سراج الدین صاحب مکتوبات
۳۷۹	خواجہ علاؤ الدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۵۹	پیر سواگ کے مکتوبات مریدین کے نام
۳۸۰	خواجہ یعقوب چرخچی رحمہ اللہ تعالیٰ		باب ہفتم
"	خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۶۵	حالات مشائخ
۳۸۱	خواجہ محمد زاہد رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۶۷	سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۳۸۲	خواجہ درویش محمد رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۶۸	سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
"	خواجہ مولانا خواجہ کبیر علی رحمہ اللہ تعالیٰ	"	سیدنا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
۳۸۳	خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ	۳۶۹	حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۸۴	ذکر و شکر	۳۸۴	ام ربانی مجدد اہل ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ
"	مراقبہ	۳۸۵	خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ تعالیٰ
"	تکمیل لطائف	۳۸۶	خواجہ شیخ سیف الدین رحمہ اللہ تعالیٰ
"	جذبہ	۳۸۷	خواجہ حافظ محمد حسن رحمہ اللہ تعالیٰ
۳۸۶	ایمان	"	خواجہ سید نور محمد بلالونی رحمہ اللہ تعالیٰ
"	اسلام	۳۸۸	حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ تعالیٰ
۳۸۷	دین	۳۸۹	حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ
"	مقربیت	۳۹۱	حضرت شاہ ابوسعید احمدی رحمہ اللہ تعالیٰ
"	افق	۳۹۲	حضرت شاہ احمد سعید احمدی رحمہ اللہ تعالیٰ
"	افق مبین	۳۹۳	خواجہ دوست محمد قدصادی رحمہ اللہ تعالیٰ
"	افق اعلیٰ	۳۹۵	خواجہ محمد عثمان دامانی رحمہ اللہ تعالیٰ
"	اداک	۳۹۷	خواجہ محمد سلج الدین رحمہ اللہ تعالیٰ
"	جمعیت	۳۹۸	خواجہ غلام حسن پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ
"	تفروت	۳۹۹	حضرت ثانی خواجہ غلام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ
"	داسطہ		باب ہشتم
"	ولایت کامل	۴۰۱	اصطلاحات و مراقبات
"	مال	۴۰۳	تصرف
"	ناسوت	"	صوفی
"	ملکوت	"	سلوک
۴۰۸	جبروت	۴۰۴	فقیر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۱۲	ولایت کبریٰ کا دوسرا دائرہ	۴۰۸	لاہوت
"	ولایت کبریٰ کا تیسرا دائرہ	"	علم لدنی
"	ولایت کبریٰ کی قوس	"	توجہ و القا
۳۱۳	مراقبہ اسم الظاہر	"	معجزہ
"	مراقبہ اسم الباطن	"	کرامت
"	مراقبہ کمالات بنوت	"	معونہ
"	مراقبہ کمالات رسالت	"	استدراج
"	مراقبہ کمالات الواعزم	"	صاحب تمکین
"	مراقبہ حقیقت کتبہ ربانی	"	صاحب تلوین
۳۱۴	مراقبہ حقیقت قرآن مجید	۴۰۹	مراقبوں کی نیتیں:
"	مراقبہ حقیقت نماز	"	نیت مراقبہ احدیت
"	مراقبہ محبوبیت صرفہ	"	مراقبات مشارب
"	مراقبہ حقیقت ابراہیمی علیہ السلام	"	اول مراقبہ لطیفہ قلب
"	مراقبہ حقیقت موسوی علیہ السلام	"	دوم مراقبہ لطیفہ روح
"	مراقبہ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم	۴۱۰	سوم مراقبہ لطیفہ سر
۳۱۵	مراقبہ حقیقت احمدی	"	چہارم مراقبہ لطیفہ خفی
"	مراقبہ حقیقت صرفہ	"	پنجم مراقبہ لطیفہ انغی
"	مراقبہ دائرہ لاتعین	۴۱۱	نیت مراقبہ معیت
۳۱۶	ختم ہائے جمیع خواجگان نقشبندیہ	"	نیت مراقبات ولایت کبریٰ
"	ختم اول	"	ولایت کبریٰ کا پہلا دائرہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۶۲	دافع بواسیر	۴۵۴	جنات کی سنگ باری
"	دافع درد	۴۵۵	علاج عقیمہ
۴۶۳	مال جلدی فروخت ہو	"	حفظ جنین در شکم مادر
"	تیزی ذہن	۴۵۶	دفع مشکل
"	بچے کا رونا	"	برائے درد زہ
۴۶۴	برائے دفع طحال	"	اولاد نرینہ کے لیے
"	برقان	۴۵۷	مساجد (بچہ زندہ نہ بچتا ہو) کے لیے
"	ختم قادریہ	"	جو عورتیں لڑکیاں جنتی ہوں
۴۶۵	دوسری شادی کی خواہش	"	گل گھوٹو کا دفع کرنا
"	برائے حب	"	دفع زنا
۴۶۶	تعویذ ہر شے کے لیے	۴۵۸	مرض لادوا
"	بقائے محل کے لیے	"	گم شدہ چیز کی بازیابی
"	برائے ناف کاٹنا	"	برائے تپ لرزہ
۴۶۷	تعویذ درد سر	۴۵۹	خنازیر
"	درد چشم	۴۶۰	ضعف بصر
۴۶۸	طلمس حضرت علی کرم اللہ وجہہ	"	مرگی کے لیے
"	عمل	"	برائے امراض سخت
۴۶۹	درد دندان درد سر، درد ریاہ	۴۶۱	بچے کا آفات امراض سے محفوظ رہنا
"	سفر سے بخیر و خوبی واپسی	"	مماثلت زراعت
"	مطاب نی و دیوی کے حصول کے لیے	۴۶۲	دافع تپ ہر قسم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۶۶	ایضاً مثل اول	۴۱۸	ختم دوم
"	مثل فوائد بالا	۴۲۰	ختم سوم
"	"	۴۲۲	سلسلہ شریف نقشبندیہ (فارسی)
"	"	۴۲۳	سلسلہ عالیہ نقشبندیہ (اردو)
۴۶۷	سلسلہ ابول۔ جلیان۔ افراطیض	"	باب نہم
"	نکسیر دائمی کے لیے	۴۳۱	تعویذات و عملیات
"	بچے کی بد خوئی	۴۳۳	طریقہ تلاوت حزب البحر
"	نظر بد	۴۳۸	صدور نازل حصین لجزری
"	چھپک	۴۳۹	دلائل الخیرات پڑھنے کا طریقہ
۴۶۸	برے ہمسائے کو دفع کرنا	۴۴۱	عمل سودہ یسین
"	درد سر	۴۴۲	عمل سودہ منزل
"	روٹھے کو منانا	۴۴۳	حصول مطالب ہر قسم
"	دفع مشکل، احضار غائب، شفاء مرض	"	دشمنوں پر فتح مندی حاصل ہو
"	دیوانہ کتا کاٹے	"	گم شدہ چیزوں کا ڈھونڈنا
۴۶۹	افسر کے عقد سے بچنے کے لیے	"	استخارہ
"	جمع امراض کے لیے	۴۴۴	شفاء امراض / درد سر
"	۳۳ آیات قرآنیہ	"	برائے دفع جی
۴۷۰	برائے چھپک	۴۴۵	گم شدہ کی بازیابی
"	اسماء اصحاب کف	"	برائے ہر حاجت
۴۷۱	قضاء حاجات	۴۴۶	برائے بندش بل دہلزد اور پھریشا
۴۷۲	"	"	"

سخنِ گفتنی

صاحبزادہ امجد الحسن الحسنی
استانہ عالیہ سواگ شریف (لیہ)

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۷۶	مرگی - ام الصبیان	۴۷۰	تعویذات حضرت ثانی صاحب
	باب دہم		کمن اور دودھ زیادہ ہو
۴۷۷	خلفاء حضرت پیر سواگ		ایضاً کمن زیادہ ہو
۴۷۹	حضرت خواجہ گل حسن ہرشد آبادی	۴۷۱	در در کان یا کان بند ہو
۴۸۳	خواجہ محمد عبداللہ المعز پیر بارو		در در دندان
۴۸۹	حضرت بابا جی صاحب دربار شریف	۴۷۲	باری کے بخار کے لیے
۴۹۳	حضرت خواجہ غلام قائم صاحب کبوتہ		رکاوٹ آندھی
۴۹۹	حضرت خواجہ محمد اسد خان ترین		بندش ڈالہ باری
۵۰۱	حضرت خواجہ فقیر سلطان علی نقشبندی		فرانخی رزق
۵۰۹	حضرت مولانا عبدالکریم جام پوری		برائے مشکل
۵۱۰	حضرت پیر سواگ کے دیگر خلفاء	۴۷۳	فالنامہ اصلی
۵۱۳	نعتِ اجازت نامہ		طریقہ فال
	خاتمہ در	۴۷۴	دافعِ جمیع آفات و بلیات
۵۱۵	قصائدِ مدحیہ	۴۷۵	ہر مشکل کا حل
۵۱۷	(۱) از سید راجن علی شاہ نوی کوئی		تھپو کا درد
۵۱۹	(۲) از محترم محمد امین صاحب بہاولپور		دردِ طلوعی
۵۲۱	(۳) از محترم غلام محمد نگرین صاحب		جمیع امراض جانوران
	تمت بالخیر	۴۷۶	برائے زیادتی ذہن

قدوة الاولیاء، سراج الاصفیاء، قطب دوران، غوث زمان،
خواجہ خواجگان، حضرت خواجہ غلام حسن سواگ قدس سرہ العزیز
کا تذکرہ حیات پہلی مرتبہ ۱۳۵۹ھ میں فارسی زبان میں شائع ہوا۔
اس کے مؤلف حضرت مولانا ابن الصدیق عبد الکریم بلوچ
احمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ (جام پور، ڈیرہ غازی خان) نے اس کا نام
”ملفوظات حسنیہ“ رکھا۔

مولانا موصوف کتاب کے اول میں رقم طراز ہیں:
”می گوید احقر عباد اللہ الصمد عبد الکریم ابن مولانا
مولوی صدیق محمد غفر اللہ لہما نقشبندی مشرباً، حنفی مذہباً
بعد از فراغت علم بوساطت بعض اولیا مشتبہ خاک سیاہ
نسخہ وجود خود بدامن درویشاں آلودم، و خاک ربوبی در
ایشاں را سعادت یقین کردہ - ہنوز کہ عمرم پہل رسیدہ
بیچ عمل صالح نیند وختہ - این چند سلک جواہر بھنے
از حالات و کرامت ہا و کلام فیض نظام حضرت
قطب الاولیاء، غوث الشیخ و اشاب، عبیدہ الاولیاء،
سند الاتقیاء، برہان الشریعہ، مقتداہ طریقت، وسیلتنا
الی ذی المنن حضرت خواجہ غلام حسن جمع نمود، وسیلہ

نجاتِ اُخروی پندارد۔ امید کہ مقبولِ بارگاہِ ایزدی
خواہ شد۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔ نامش
”ملفوظاتِ حنیہ“ داشتہ۔ مشتمل بر مقدمہ و ہفت
ابواب و یک خاتمہ۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

احقر عبد اللہ الصمد عبد الکرم ابن مولانا مولوی صدیق محمد
غفر اللہ لہما نقشبندی مشرباً و حنفی مذہباً عرض پرداز ہے کہ فراغتِ
علم کے بعد میں نے بعض اولیاء کی وساطت سے اپنے نسخہ وجود
کی منتفی بھر خاکِ سیاہ کو درویشوں کے دامن سے وابستہ کیا۔ اور اُن
کے درگاہ کی خاکِ ربوبی کو سعادت سمجھا۔ اب جبکہ میری عمر
چالیس برس تک پہنچ چکی ہے۔ اور اعمالِ صالح کا کوئی توشہ موجود
نہیں، یہ چند موتی کی لڑیاں جمع کی ہیں۔ جو کہ قطب الاولیاء،
غوثِ اشبغ و الشاہ، عمدۃ الاولیاء، سندِ الاقویاء، بُرہانِ شریعت،
مقتدائے طریقت، وسیلتنا الی ذی المنن حضرت خواجہ غلام حسن
رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعض حالات و کرامات اور کلامِ فیض نظام
پر مشتمل ہیں۔ میں اسے وسیلہٴ نجاتِ اُخروی سمجھتے ہوئے بارگاہِ
ایزدی میں قبولیت کا امیدوار ہوں اور یہ اللہ تعالیٰ پر کچھ
دشوار نہیں۔ اس کا نام ”ملفوظاتِ حنیہ“ رکھا گیا۔ اور یہ
کتاب ایک مقدمہ، سات ابواب اور ایک خاتمہ پر
مشتمل ہے۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

اس کتاب کی اشاعت کے کچھ عرصہ بعد حضرت پیر سواگ
کے خدام نے محسوس کیا کہ حضرت کے ملفوظات، ارشادات اور
فیوض و برکات کو عام کرنے کا مقصد پورا نہیں ہو سکا۔ کیونکہ
”ملفوظاتِ حنیہ“ سے صرف فارسی خواں حضرات ہی مستفید
ہو سکے ہیں۔ چنانچہ حضرت ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق
”ملفوظاتِ حنیہ“ کا اُردو ترجمہ مولانا احمد بخش قیصرانی اور
مولوی محمد حیات صاحب آف ڈیرہ اسماعیل خان کی کوشش سے
۱۳۰۷ھ میں شائع ہوا۔ جس کا نام ”فیوضاتِ حنیہ“ تجویز
کیا گیا۔

”فیوضاتِ حنیہ“ کے آخر میں سالِ اشاعت اشعار میں ذکر
کیا گیا ہے۔

صد شکر فروزاں ہوئی شمعِ کمالات
تابندہ ہوئے جس سے پر اسرار مقامات

یہ گنجِ کرامات اور سالی ترتیب
ہاتھ نے بتایا مجھے ”گنجِ فیوضات“
۱۳۰۷ھ

اس کے بعد ۱۳۰۸ھ میں مولانا محمد اقبال صاحب بارہوی نے
خوبصورت ادبی انداز میں ”شہبازِ قدس“ کے نام سے حضرت کی
سوانح حیات لیتے سے شائع کی۔

حضرت پیر سواگ قدس سرہ العزیز کی سوانح حیات، اور
آپ کے ارشادات و کرامات کی اشاعت کے سلسلہ میں یہ تمام

کوششیں قابل قدر اور قابل تعریف ہیں۔ مگر ایک عرصہ سے اکثر پیر بھائیوں کی طرف سے یہ مطالبہ ہوتا رہا کہ سنہ ۱۳۵۰ھ میں عام فہم اردو زبان میں شائع ہونے والے ”فیوض حسنیہ“ کے حصہ کو دوبارہ شائع کیا جائے، تاکہ عوام اور خواص یکساں طور پر مستفید ہو سکیں۔

راقم الحروف نے پیر بھائیوں کے اس مطالبہ کو پورا کرتے ہوئے اشاعت کے جدید تقاضوں کے مطابق خوبصورت، اور دیدہ زیب انداز میں پوری تصحیح و تجدید کے ساتھ ”فیوض حسنیہ“ کی از سر نو اشاعت کا اہتمام کیا۔ اور اس اہم کام کی ذمہ داری صاحبزادہ ابوالانوار محمد عبد الرحمن صاحب الحسنی شاہ والا شریف کو سونپی۔

صاحبزادہ صاحب نے جس محنت اور حسن و خوبی کے ساتھ اس عظیم کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ اور مزید یہ کہ حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت ثانی قدس سرہ العزیز کی حیات طیبہ کا جو اجمالی خاکہ ”عارف“ کے عنوان سے انتہائی دل نشین انداز میں لکھ کر کتاب کی ابتدا میں شامل کیا۔

اس پر دل کی گہرائیوں سے دُعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے۔ اور حضرت پیر سواگ کا فیضان ہمیشہ ان کے شامل حال رکھے۔ (آمین)

اُستاذ العلماء، ملک المدرسین، جامع معقول و منقول حضرت علامہ الحاج مولانا عطا محمد صاحب چشتی، گولڑوی، بندیالوی، پھر لڑوی

دامت برکاتہم العالیہ کا بہت ممنون ہوں کہ آپ نے اپنی گوناگوں علمی و تدریسی مصروفیات کے باوجود میری درخواست پر حضرت پیر سواگ کی شخصیت پر خصوصاً اور شان اولیاء کے موضوع پر عموماً ایک انتہائی محققانہ مقالہ سپرد قلم فرما کر کتاب کی زینت کو دوبالا فرمایا۔ دعا ہے کہ رب کعبہ ان کا سایہ رحمت دراز فرمائے۔ اور اہل حق کو تا دیر ان کے فیوض و برکات سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین۔

حضرت مولانا علامہ عبد الحکیم صاحب شرف قادری زید مجدہ کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے ”تقریب“ کے عنوان سے حضرت پیر سواگ کی حیات طیبہ پر ایک جامع اور مختصر تحریر سپرد قلم فرمائی۔

خدائے بزرگ و برتر ان حضرات کی مساعی جمید کو مقبول فرما کر ذخیرہ آخرت، اور ہماری اس کاوش کو زیور قبولیت سے آراستہ فرمائے۔

تمام مُریدین، متوسلین اور مُتقدِرین کو ”فیوض حسنیہ“ سے کما حقہ مستفیض ہونے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین۔ بحاء سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و اصحابہ اجمعین۔

صاحبزادہ احمد حسن

دربار عالیہ پیر سواگ

ضلع لیہ

فتر

چیت فقرے بندگان آب گل
فقر کار خوش را بنجیدن است
برگ ساز او ز شتران عظیم
گرچه اندر بزم کم گوید سخن
با سلاطین در فتد مرد فقیر
قلب او را قوت از جذب سلوک
فقر قرآن اعتساب است بود
فقر غریاں گرمی بدر و جنین
یک نگاہ راه ہیں یک زندہ دل
برد و حرف لا الہ پیچیدن است
مرد درویش نہ گنج در گلیم
یک دم او گرمی صد انجمن
از شکوہ بویا لرزد سریر
پیش سلطان نعرہ اولاد ملوک
نہ باب دستی و قص و سرود
فقر غریاں بانگ تکبیر حسین

بر عیار مصطفیٰ خود رازند
تا جہان دیگرے پید آئند

ہدایہ عقیدت

بمضور
بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ رب العالمین
والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد
وآلہٖ الطیبین

از نتیجہ فکر:
ابوالاسرار صاحبزادہ محمد اسماعیل صاحب فقیر احسنی
شاہ والا شریف

تُو مرکزِ رُوحانی
 تُو مصدرِ ایمانی
 تُو منبعِ عِرفانی
 تُو معدنِ ایقانی
 اے ثانی لا ثانی
 تُو پسیہ کبرِ نورانی
 تُو سرورِ صمدانی
 تُو رہبرِ انسانی
 تُو گوهرِ عثمانی
 اے ثانی لا ثانی

تُو جلوہٴ جانانی
تُو خواجہٴ لافانی
تُو نقشہٴ حقانی
تُو لمعہٴ بُرمانی

اے ثنائی لا ثنائی

تُو عارفِ یزدانی
تُو عالمِ ربانی
تُو عاشقِ سُبجانی
تُو عابدِ رحمانی

اے ثنائی لا ثنائی

یہ دور ہے طوفانی
ہٹ جائے پریشانی
مٹ جائے پشیمانی
اک نظرِ نگہبانی

اے ثنائی لا ثنائی

نہ شوکتِ سلطانِ
نہ سطوتِ خاقانی
نہ تختِ سلیمانی
دے در کی ہی درباری

اے ثنائی لا ثنائی

مے درد کی درباری
انوار کی تابانی
جلووں کی سراوانی
از مرشدِ دامانی

اے ثنائی لا ثنائی

اک عبدِ حقیرِ آیا
اُفت کا اسیرِ آیا
ہے در پہ فقیرِ آیا
کمرے کو مدحِ خوانی

اے ثنائی لا ثنائی

مُرشد ہمیں کیا دیتے ہیں

از: استاذ الشعراء عزیز حاصل پوری

پُچھتے کیا ہو کہ مُرشد ہمیں کیا دیتے ہیں
 دردِ دل دیتے ہیں پھر اس کی دوا دیتے ہیں
 اہل ایمان کی نگاہوں کے مناظر دکھو
 آنکھوں آنکھوں میں وہ پیغام دفا دیتے ہیں
 اولیا واقعی ہوتے ہیں خدا کے بندے
 ملنے والوں کو خدا سے بھی ملا دیتے ہیں
 جب میں کہتا ہوں ملے ساغرِ عشق و مستی
 میرے مُرشد مجھے آنکھوں سے پلا دیتے ہیں
 اُن کا احسان جزا کے نہیں رہتا قابل
 کر کے احسان جو احسان جتا دیتے ہیں
 یاد رکھتے ہیں دُعاؤں میں جو دن رات ہمیں
 ہم عزیز ان کی دُعاؤں کو دُعا دیتے ہیں

تفہیم

استاذ العلماء

ملك المدرسين جامع معقول ومنقول

حضرت علامہ اعظم اہل ہند حضرت شیخ بن علی بن ابی

ڈھوک دھمن پدمراٹر (خوشاب)

✓

※

فقیر عطاء محمد چشتی گولڑوی، اخوان اہل سنت کی خدمت میں عرض پڑا ہے کہ جناب صاحبزادہ احمد حسن صاحب دامت برکاتہم العالیہ خانقاہ سراجیہ حسن آباد سواگ شریف اپنے مورث اعلیٰ و جدِ امجد شیخ الشائخ حضرت شاہ غلام حسن صاحب قدس سرہ الغزیز کے ملفوظات شریفہ کی اشاعت نو کا ارادہ رکھتے ہیں۔

چونکہ اس فقیر کو بھی حضرت اعلیٰ سواگ شریف کی زیارت کا شرف حاصل ہے، اس لیے جناب صاحبزادہ صاحب نے

از راہ کرم بندہ کو بھی اپنے جدِ اہم کے متعلق کچھ تحریر کرنے کے لیے ارشاد فرمایا۔ تاکہ اسے بھی ملفوظاتِ مقدسہ میں شامل کیا جائے۔ کیونکہ ارشادِ گرامی ہے کہ ”بذكر الصالحين تنزل الرحمة“ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کا ذکر رحمتِ خداوندی کے نزول کا سبب ہوتا ہے۔ اس بنا پر یہ فقیر اپنی بے بضاعتی کے باوجود آفتابِ عالم تاب حضرت پیر سواگ پر کچھ لکھنے کی جسارت کرتا ہے۔

ہم نے اپنے مشائخ سے سنا ہے کہ صالحین کے غلط ملفوظات ذکر کرنا اس طرح ہے جیسا کہ احادیثِ موضوعہ (بنادنی احادیث) کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا۔ اس لیے یہ فقیر حضرت پیر سواگ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے وہ حالات و ملفوظات ذکر کرے گا جو چشم دید ہیں اور آنحضرتؐ سے خود سماعت کیے گئے ہیں۔ یا نہایت باوثوق ذریعہ سے بندہ تک پہنچے ہیں۔

نیز اس فقیر کو چونکہ حضرت پیر سواگ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی زیارت کا شرف بہت کم حاصل ہوا ہے لہذا مختصر حالات پر اکتفا کیا گیا۔ بندہ ابتداءً اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے چند مستند فضائل ذکر کرتا ہے:

حدیثِ قدسی ہے :

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قال من عادى لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب وما تقرب الی عبدی بشئ احب الی مما افترضت علیہ ولا یزال

عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ الذی یبطش بہا ورجلہ الذی یشی بہا۔ وان سألنی لأعطینہ۔ ولن استغاضی لا عیذ نہ۔ وما ترددت عن شیء انا فاعلہ ترددی عن نفس المؤمن یکرہ الموت وانا اکرہ مساءتہ ولا بد منہ۔

غلامز مدیث شریف یہ ہے کہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں کہ جو انسان میرے ولی کے ساتھ عداوت اور دشمنی رکھتا ہے (وہ میرا دشمن ہے) اور میں نے اُس سے اعلانِ جنگ کیا ہے اور میرا بندہ فرض کی ادائیگی سے جتنا میرا قُرب حاصل کرتا ہے دُوسرے کسی عمل سے اتنا قُرب حاصل نہیں کرتا (فرض کی ادائیگی کے بعد) وہ نفلی عبادت سے میرا قُرب حاصل کرتا ہے۔ حتیٰ کہ میں اُسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں۔ اور درجہٴ محبوبیت کے بعد میں اُس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سُنتا ہے۔ اور اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ میں اُس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے۔ میں اُس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ اگر مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے تو میں ضرور اس کو عطا کرتا ہوں اور اگر کسی شے سے پناہ مانگتا ہے تو میں یقیناً اس کو پناہ دیتا ہوں اور کسی کام میں مجھے تردد نہیں ہوا (کہ یہ کام کروں یا نہ) البتہ ایک مقام پر مجھے تردد ہوتا ہے کہ میری تقدیر میں میرے بندے کی موت کا وقت آجاتا ہے اور وہ اس کو مکروہ جانتا ہے (ابھی مرنا نہیں چاہتا۔ تاکہ اپنے رب کی مزید عبادت کرے) اور میں اپنے بندے کی اس ناراضگی کو

لہ : بخاری شریف

مکروہ جانتا ہوں (یعنی جس چیز کو میرا بندہ پسند نہیں کرتا میں اس کو مکروہ جانتا ہوں۔ لیکن چونکہ تقدیر میں موت کا وقت آچکا ہے لہذا) اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔

اس حدیث پاک سے چند نوٹ حاصل ہوئے۔

فائدہ اول :-

یہ کتب جس اور تتبع کے بعد یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ جل جلالہ نے صرف دو آدمیوں سے اعلان جنگ کیا ہے :

۱۔ سود خوار سے۔ اور اس کا ذکر قرآن پاک میں اس انداز سے فرمایا : "فَاذْكُرُوا يَحْرَبَ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ" یعنی اے سود کھانے والو خدا اور اس کے رسول کے ساتھ لڑائی اور جنگ کا یقین کرلو۔ اور جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔

۲۔ اس آدمی سے اعلان جنگ کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے کسی دلی کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث پاک سے معلوم ہوا ہے۔

یہاں یہ جاننا ضروری ہے کہ جس طرح محبت کا تعلق دل سے ہوتا ہے، اسی طرح عداوت اور دشمنی کا تعلق بھی دل سے ہوتا ہے۔ لہذا اس واعد سے بچنے کے لیے ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ اپنے دل میں جھلکے۔ کیا کسی دلی اللہ کی عداوت تو اس میں موجود نہیں ؟

اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ان نام نہاد مسلمانوں کے شر سے بچانے جو اولیاء اللہ کے احترام اور ان کی تعظیم کو شرک سے تعبیر کر کے رات دن اولیاء اللہ سے متنفذ کرنے کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ (آمین)

تبع کے باوجود کسی تیسرے آدمی کا علم نہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے اعلان جنگ کیا ہو۔

فائدہ دوم

مذکورہ بالا حدیث پاک میں فرائض و نوافل کو پابندی سے ادا کرنے والوں کے متعلق اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے کہ میں ان کے کان، آنکھ اور ہاتھ پاؤں بن جاتا ہوں۔ اس کے متعلق علماء، مفسرین و محدثین نے دو قول کتب مذہب میں نقل کیے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں :

پہلا قول یہ ہے کہ اس بندے کے کان، آنکھ اور ہاتھ پاؤں اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہو جاتے ہیں۔ اور وہ بندہ ان تمام اعضاء کو اسی جگہ استعمال کرتا ہے جس جگہ استعمال کرنے کا اُسے حکم دیا گیا۔ اور جہاں استعمال کرنے سے اُسے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

دوسرا قول : اس کا ذکر امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر کبیر میں کیا ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو :

"وَكذلك العبد اذا واطب على الطاعات بلغ المقام الذي يقول الله جل وعلا كنت له سمعا وبصرا فاذا صار نور جلال الله سمع القريب والبعيد واذا صار ذاك النور بصره رأى القريب والبعيد واذا صار ذاك النور يداه قدر على التصرف في السبب والسهل والبعيد والقريب"

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مقبول بندہ جب طاعات و عبادات پر مداومت و مواظبت اختیار کرتا ہے تو ایک ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اس کے کان اور آنکھ بن جاتا ہوں

جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نور اس کے کانوں میں آجاتا ہے اور وہ اس نور کے ذریعے قریب اور بعید سے سنتا ہے اور جب یہ نور اُس کے ہاتھوں میں آجاتا ہے تو وہ اللہ کا ولی مشکل اور آسان امور میں تصرف کرتا ہے۔ اور بعید اور قریب میں ہاتھ بڑھا کر مشکلات کو آسان کر دیتا ہے۔ حدیث شریف کے متعلق علماء مفسرین و محدثین نے جو دو قول بیان کیے ہیں اہل سنت و جماعت ہر دو کو حق جانتے اور مانتے ہیں ہر دو قول میں کوئی تخالف اور تضاد نہیں۔ یعنی ولی کے مذکورہ اعضا، اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع بھی ہیں اور ولی قریب و بعید سے سنتا اور دیکھتا بھی ہے اور قریب و بعید کی مشکلات کو حل بھی کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشکل اور تنگی کے وقت میں اولیاء اللہ کو پکارنا اور ان سے مدد مانگنا از روئے حدیث پاک ثابت و جائز ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ اپنے تصرفات کے ذریعے مشکلات حل فرماتے ہیں اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے نور کے سبب سے ہوتا ہے۔ اس کا انکار درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طاقت کا انکار ہے۔ جن لوگوں کے دلوں میں اولیاء اللہ سے بغض و عداوت موجود ہے وہ اس قول دوم کا انکار کرتے ہیں جسے امام رازیؒ نے ذکر کیا ہے۔ اور قول اول کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ علماء نے حدیث پاک کا یہ معنی بیان کیا ہے۔ حالانکہ وہ یہ نہیں جانتے کہ قول اول سے قول دوم کی نفی لازم نہیں آتی۔

فائدہ سوم:

مذکورہ بالا حدیث پاک میں جس ”تردد“ کا ذکر کیا گیا ہے اُس کا حقیقی معنی اللہ رب العزت کی ذات میں محال ہے۔ اس کا ذکر صرف بندوں

کو سمجھانے کے لیے کیا گیا کہ جب تمہیں کسی کام میں تردد ہو جائے تو عجیب قسم کی کشمکش میں مبتلا ہو جاتے ہو کہ یہ کام کریں یا نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے ولی کے ساتھ جو محبت ہے اس کو اپنے تردد پر قیاس کرلو۔ حدیث پاک میں تردد سے مراد یہ ہے کہ جب اللہ کا ولی موت کو مکروہ جانتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی تقدیر کو پورا کرنے کے لیے اس ولی پر ایسی نظر کرم فرماتا ہے کہ اس سے موت کی کراہت دور ہو جاتی ہے۔ اور موت پر خوش ہو کر اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو برضا و رغبت قبول کرتا ہے۔ اور اس کی مسادہ و ناراضگی چھے اللہ تعالیٰ مکروہ جانتا ہے، خوشی میں بدل جاتی ہے۔

فائدہ چہارم:

قرآن کریم میں اللہ جل شانہ کو ”رب العالمین“ فرمایا گیا۔ اور ”العالمین“ عالم کی جمع ہے۔ اور عالم ”آلہ“ کا صیغہ ہے۔ جس چیز سے کسی شے کا علم آئے اور جو چیز کسی کے وجود پر دلیل ہو اس کو عالم کہا جاتا ہے۔ چونکہ عالم کا ہر ذرہ اللہ تعالیٰ کے وجود پر دلیل ہے، اس لیے اس کو عالم کہا جاتا ہے۔ اور عالم موجود ماسوی اللہ کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ اور معدومات پر عالم کا اطلاق نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کی توحید یہ ہے کہ اس کو دلیل سے حاصل کیا جائے کیونکہ عالم کا ہر ذرہ اللہ تعالیٰ کے وجود اور توحید کی دلیل ہے۔ لہذا اس عالم کا جتنا زیادہ کسی کو علم ہوگا۔ اتنی ہی اس کی توحید کامل ہوگی اور جس کو عالم کا تصور علم ہوگا، اس کی توحید ناقص ہوگی۔ اس لیے اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم کی

ہر چیز کا علم ہے۔ لہذا آپ کی توحید کامل اور مکمل ہے۔ اور اگر کسی نام نہاد مسلمان کا یہ عقیدہ ہو کہ عالم کی فلاں چیز کا علم حضور کو عطا نہیں ہوا، یا آپ فلاں فلاں چیز کو نہیں جانتے تو گویا وہ شخص حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توحید کو (العیاذ باللہ) ناقص اور غیر مکمل خیال کرتا ہے۔

یہ جاننا ضروری ہے کہ تمام اشیاء متناہی اور محدود ہیں اور عارف باللہ پر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ اس کو عالم کی تمام اشیاء کا علم آجاتا ہے اور اس کی توحید مکمل ہو جاتی ہے۔ اس کو "سیر فی اللہ" کہا جاتا ہے۔ یہ سیر متناہی اور محدود ہے۔ عارف باللہ اس کو ختم کر لیتا ہے۔ اس کے بعد "سیر فی اللہ" شروع ہوتی ہے۔ یعنی عارف باللہ کو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا علم آنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ سیر غیر متناہی اور لامحدود ہے۔ عارف اس میں ہمیشہ ترقی کرتا رہتا ہے۔ اور یہ سیر کبھی ختم نہیں ہوتی۔ مذکورہ بالا حدیث پاک میں جو فرمایا گیا کہ لا یزال عبدی یتقرب الی (الحديث) اس میں "سیر فی اللہ" کا ذکر ہے۔ اور "سیر فی اللہ" کا ذکر قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ میں ہے وَالَّذِينَ جَاءَهُدُ وَإِنَّا لَهُم مَّهْدٍ هُمْ سُبُلَنَا یعنی جو لوگ ہم میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم انہیں اپنے راستوں تک پہنچاتے ہیں یا اپنے راستے دکھاتے ہیں۔

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے اس کے وجود اور توحید کے دلائل ہیں اور وہ دلائل عالم کی ہر چیز ہے۔ یہاں تک "سیر" کی دو قسموں کا ذکر ہے۔ "سیر فی اللہ" اور "سیر فی اللہ" سیر کی یہ دو قسمیں ان

اولیاء اللہ کو بھی حاصل ہو جاتی ہیں جو نبی نہیں ہیں۔ پھر انبیاء علیہم السلام کو عموماً اور خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خصوصاً ہر دو قسم سیر بطریق اولیٰ حاصل ہیں۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے "سیر فی اللہ" اور "سیر فی اللہ" کا تو کوئی تصور ہی نہیں کر سکتا۔ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے: وَلَآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ

اس آیت شریف میں "اولیٰ" اور "آخرہ" سے مراد صرف دنیا اور قیامت ہی نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہر آنے والی ساعت اور ہر آخری گھڑی پہلی ساعت سے بہتر ہے۔ حدیث پاک میں وارد ہے: إِنَّهُ لَيُغَانُ عَلَى قَلْبِي وَإِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةً مَرَّةً۔ آپ کا ارشاد ہے کہ میرے دل پر پردے چڑھانے جاتے ہیں اور میں دن میں سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔ محقق علی الاطلاق حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس حدیث پاک کا معنی سمجھنے میں علماء محدثین حیران ہیں کہ قلب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ ازلی اور اطرہ ہے اس پر "پردہ" کا کیا معنی؟

تو اس حدیث پاک میں "سیر فی اللہ" کی طرف اشارہ ہے کہ سات اول میں حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "سیر فی اللہ" کے ایک مرتبہ پر سرفراز ہوتے ہیں۔ پھر دوسری ساعت میں "سیر فی اللہ" میں ترقی ہوتی ہے اور وہ ترقی اس قدر زیادہ ہوتی ہے کہ اس کے مقابلہ میں ساعت اول کی ترقی گناہ معلوم ہوتی ہے اور اسی سے

سبح اللہ العالی

استفسار فرماتے ہیں۔ اور سیر فی اللہ میں یہ ترقی ابد الابد تک ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ آپ اس ظاہری حیاتِ دنیوی میں بھی سیر فی اللہ میں ترقی کرتے رہے اور اب عالم برزخ میں بھی ترقی فرما رہے ہیں اور قیامت اور جنت میں بھی یہ ترقی کرتے رہیں گے اور چونکہ "سیر فی اللہ" غیر متناہی اور لامحدود ہے لہذا نہ تو "سیر فی اللہ" ختم ہوگی اور نہ اس میں ترقی ختم ہوگی۔ اور پہلی ساعت و دوسری ساعت ہر دو کی ترقی میں اتنا فرق ہے کہ پہلی ساعت کی ترقی دوسری ساعت کی ترقی کے مقابلہ میں گناہ معلوم ہوتی ہے اور اسی سے استفسار کرتے ہیں۔ اور یہ معاملہ ابد الابد تک جاری رہے گا۔ تو ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو سیر فی اللہ میں ترقی فرما رہے ہیں اور ابد الابد تک ترقی کرتے رہیں گے اس کا تصور اور احاطہ مشکل تر ہے۔ اب ہم یہاں شیخ محقق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی وہ عبارت نقل کرتے ہیں جو انہوں نے اسی حدیث کے سلسلہ میں سپرد قلم کی ہے:

"كان يكتشف على قلبه الشريف في كل ساعة من انوار صفات الحق وكان يترقى في كل ان في هذه التجليات ويعد بعد الترقى الى درجة الفوق ما تحتها بشأمة ذنب يستغفر منه وهكذا حال قلبه صلى الله تعالى عليه وسلم دائما بل الى ابد الابد" لہ

خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر ہر ساعت میں اللہ تعالیٰ کی صفات کے انوار کی تجلی پڑتی ہے اور آپ ان تجلیات میں ہر آن و ہر لمحہ ترقی کرتے رہتے

لہ لمعات

ہیں اور جب اوپر کے درجہ پر فائز ہوتے ہیں تو فوقانی اور تحتانی ہر دو درجہ میں اتنا فرق عظیم ہوتا ہے کہ بچے درجہ کو بنزہ گنہ کے خیال فرما کر اس سے توبہ فرماتے ہیں۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب اطہر کا دائما بلکہ ابد الابد یہی حال ہے۔

قرآن پاک میں جو وارد ہے کہ "وَلِلْآخِرَةِ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ" اس آیت مبارکہ کا یہی مطلب ہے جو اوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔ اور یہی حالت اولیاء اللہ کی ہے۔

فائدہ چارم کا خلاصہ یہ ہوا کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ظاہری اور دنیوی زندگی میں "سیر الی اللہ" ختم کر چکے ہیں۔ اور یہ اس وقت ممکن ہے جبکہ آپ کو عالم کے ہر ذرہ کا علم ہو اور آپ اپنی ظاہری زندگی میں "سیر فی اللہ" میں شروع ہو چکے ہیں۔ لیکن چونکہ سیر لامحدود ہے لہذا کبھی ختم نہ ہوگی۔

یہاں ایک دوسرا عقیدہ بھی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم کی ہر چیز کا علم نہیں اب ان کے نزدیک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پوری "سیر الی اللہ" ہی حاصل نہیں۔ لہذا آپ "سیر فی اللہ" میں شروع ہی نہیں ہوئے۔ اور جب آپ "سیر فی اللہ" میں شروع نہیں ہوئے اور "سیر الی اللہ" ختم نہیں کی تو ان عقیدہ والوں کے نزدیک کسی ولی کی "سیر الی اللہ" ختم نہیں ہوتی اور کوئی ولی "سیر فی اللہ" میں داخل نہیں ہوا۔ تو گویا ان کے نزدیک "سیر" کا ایک ہی قسم ہوا۔ "سیر الی اللہ"۔ حالانکہ مستند تفاسیر میں "سیر" کے دو قسم مذکور ہیں۔ اس انکار کی وجہ بغور یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس مکتبہ فکر کے دل میں اولیاء اللہ اور

حنور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بغض بھرا ہوا ہے۔ ورنہ وہ ایسی غیر معقول بات ہرگز نہ کرتے۔

فائدہ پنجم :

حدیث بالا میں مذکور ہے کہ اللہ کا ولی اللہ تعالیٰ سے اگر کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو مسئلہ چیز سے عطا کر دی جاتی ہے اور اگر کسی چیز سے پناہ مانگتا ہے تو اس کو پناہ دے دی جاتی ہے۔ حدیث پاک میں اس امر کا ذکر نہیں کہ اللہ کا ولی اپنے لیے اس چیز کا سوال کرتا ہے اور اپنے لیے پناہ مانگتا ہے، یا اس کا سوال اور پناہ دوسرے لوگوں کے لیے ہوتے ہیں، تو چونکہ حدیث پاک میں یہ تعین نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ یہاں عموماً مراد ہے۔ اللہ کا ولی اپنے لیے سوال کرے، یا غیر کے لیے، اپنے لیے پناہ مانگے یا دوسروں کے لیے۔ حدیث پاک دونوں کو شامل ہے۔

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ان الله ملائكة يطوفون في الطرق يلتمسون اهل الذكر فاذا وجدوا قومًا يذكرون الله تنادوا هلموا الى حاجتكم قال فيحفونهم باجنحتهم الى السماء الدنيا فيستلهمهم وهو اعلمهم ما يقول عبدى (الى ان قال) قال فيقول فاشهدكم انى قد غفرت لهم قال يقول ملك من الملائكة فيهم فلان ليس منهم انما جاء لحاجة قال هم الجلساء لا يشقى جلسيهم (رواه البخارى)

ان الله ملائكة سيارة فضلا يبتغون مجالس الذكر فاذا وجدوا مجلسا فيه ذكر قعدوا معهم وحف بعضهم بعضا باجنحتهم حتى يملثوا ما بينهم وبين السماء الدنيا (الى ان قال) قال فيقول قد غفرت لهم فاعطيتهم ما سئلوا واجرتهم مما استجاروا قال يقولون رب فيهم فلان خطا وانما من فجلس معهم قال فيقول ولله غفرت هم القوم لا يشقى جلسيهم (رواه مسلم) ہر دو حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی ایک جماعت مقرر کی ہے، جن کا کام یہ ہے کہ وہ ذکر کی مجالس کو تلاش کرتے ہیں۔ جب ان میں سے کوئی مجلس ذکر پالیتا ہے تو دوسروں کو آواز دیتا ہے، ”ادھر آؤ! تمہاری حاجت یہاں ہے۔“ پھر وہ مجلس ذکر کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ حتیٰ کہ آسمان دنیا تک سب جڑ اور خلا کو بھر لیتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کے دربار میں جاتے ہیں تو باوجود علم کے اللہ تعالیٰ ان سے سوال کرتا ہے کہ میرے بندے کیا کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتا ہے کہ میں نے سب کو بخش دیا۔ اور جس چیز کا سوال کرتے ہیں وہ چیز ان کو عطا کر دی ہے اور جس چیز سے وہ پناہ مانگتے ہیں ان کو اُس چیز سے پناہ دے دی۔ اے فرشتو! تم گواہ بن جاؤ۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: من رشتہ عرض کرتے ہیں: اے رب ہمارے! ان ذاکرین میں ایک بدکار آدمی

تھا۔ جس کا مقصد ذکر کرنا نہیں تھا، بلکہ اُسے کوئی اپنا کام تھا۔ یا اتفاقاً وہاں سے گزرا اور بیٹھ گیا۔ اس کے جواب میں اللہ جل شانہ فرماتے ہیں میں نے اس کو بھی بخش دیا۔ کیونکہ ذاکرین ایسی قوم ہیں جن کے ساتھ بیٹھنے والا بدبخت نہیں رہتا۔

ہر دو حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ وہ بدکار آدمی جس کا مقصد ذاکرین کی صحبت و زیارت نہ تھا، بلکہ وہ اپنے کام کے لیے جا رہا تھا، اور اتفاقاً اس مجلس میں بیٹھ گیا اور ذاکرین کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہ معاف کر دیے۔ تو اب جو شخص قصداً ذاکرین کی زیارت کے لیے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قوی امید ہے کہ اس کے گناہ معاف ہو جائیں۔

حدیث پاک کی وضاحت کے لیے بندہ یہاں ایک حکایت ذکر کرتا ہے: مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری جو غیر معتقدین (اہل حدیث) کے اکابر علماء سے ہیں، انھوں نے ایک مرتبہ سیدی و سندی سید پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز سے سوال کیا کہ: عوام جو پاکستان شریف میں بہشتی دروازہ سے گزرتے ہیں، یہ چونکہ کتاب و سنت سے واقف نہیں، لہذا ان پر تو حیرت نہیں ہے۔ لیکن آپ جو علم شرع سے پوری طرح باخبر ہیں، آپ بھی اس دروازہ سے گزرتے ہیں، اس پر ہمیں بڑی حیرت ہوتی ہے۔ حضرت السید پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہ العزیز نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو فرمایا کہ اگر کوئی عام آدمی مجھ پر یہ سوال کرتا تو مجھے حیرت نہ ہوتی۔ آپ جو اہل حدیث کے جید عالم ہیں اور اپنے آپ کو اہل حدیث کہلاتے ہیں

(جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو حدیث پر برا عبور ہے) آپ کے سوال سے مجھے بڑی حیرت ہوئی ہے۔ کیا آپ نے یہ حدیث پاک نہیں پڑھی: ”ہم القوم لایشقی جلیسہم“ وفی روایۃ ”ہم الجلساء لایشقی جلیسہم“ آپ کو دروازہ کے بہشتی ہونے میں تردد ہے، مگر میرے نزدیک تو پاکستان شریف کا پورا ٹیلا (بہشت) بہشتی ہے۔

حضرت اعلیٰ گولڑوی قدس سرہ العزیز کا مطلب یہ ہے کہ جب ایک بدکار آدمی بلا قصد ذاکرین کی مجلس میں بیٹھ جاتا ہے تو اس کی بخشش ہو جاتی ہے، تو پاکستان کے بہشتی دروازہ سے گزرنے والے تو قصداً گزرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمادے۔ لہذا ان کو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے زیادہ امید ہونی چاہیے۔

بندہ عرض کرتا ہے کہ مشہور مقولہ ہے: ”رحمت خدا بہانہ جوید بہانے جوید“ اللہ کی رحمت بہانہ مانگتی ہے۔ اس رحمت کی قیمت کوئی بھی ادا نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ ایک بہانہ سے گنہ گاروں کے گنہ معاف کرنا چاہتا ہے۔ مگر برکاتِ اولیاء کے منکرین خدا کی رحمت کے آگے دیوارِ مائل کرنا چاہتے ہیں۔

واضح ہو کہ پاکستان شریف کے بہشتی دروازہ سے سلاسلِ اربعہ کے مشایخ کرام گزرے ہیں۔ لہذا اس دروازہ کے بہشتی ہونے پر سلاسلِ اربعہ کا اجماع ہے۔

یہ امر بھی ملحوظ رہنا چاہیے کہ اہل سنت و جماعت جو تیسرا ساتواں اور چالیسواں کرتے ہیں اور سال کے بعد بزرگانِ دین کا عرس اور مسیحا شریف مناتے ہیں، یہ بھی مجالس ذکر ہیں۔ جن کی تلاش کے لیے اللہ تعالیٰ

نے فرشتوں کی ایک جماعت مقرر کر رکھی ہے۔ اور ان مجالس میں بھی فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور اس کی رپورٹ اللہ تعالیٰ کو پیش کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ حاضرین کی مغفرت پر فرشتوں کو گواہ بناتا ہے۔ اور اگر کوئی ایسا آدمی اس محفل میں شریک ہو جائے جس کا مقصد عرس کی حاضری نہ تھا، مزید برآں بدکار بھی ہے تو ان ذاکرین کے طفیل اس کو بھی بخش دیا جاتا ہے۔ کیونکہ ذاکرین ایسی قوم ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھے والا بدبخت نہیں رہتا۔



فضائل اولیاء کے سلسلہ میں پچھنی حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں:

وعنه قال كسرت الربيع وهي عمه انس بن مالك ثنية جارية من الانصار فاتوا النبي صلى الله عليه وسلم فامر بالقصاص فقال انس بن النضر عمر انس بن مالك لا والله لا تكسر ثنيةها يا رسول الله، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا انس كتاب الله القصاص فرضي القوم وقبلوا الارش، فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ان من عباد الله من لواقم على الله لا برة - متفق عليه

خلاصہ حدیث پاک یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میری پھوپھی نے انصار کی ایک لڑکی کا سلنے والا دانت توڑ دیا یہ لوگ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے قصاص کا حکم دیا، تو حضرت انسؓ کے چچا نے کہا کہ خدا کی قسم میری

ہمیشہ کا اگلا دانت نہیں توڑا جائے گا یا رسول اللہ! — تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے انسؓ! اللہ تعالیٰ کی کتاب کا حکم قصاص ہے۔ اس کے بعد قوم انصار روپیہ لینے پر راضی ہو گئی، اور حضرت انسؓ کی پھوپھی کے دانت نہ توڑے گئے — آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے وہ ہیں اگر اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کرتا ہے۔ اور انہیں حانت ہونے سے بچا لیتا ہے۔

اس حدیث پاک میں اولیاء اللہ کی ایک خاص فضیلت کا ذکر ہے وہ یہ کہ حدیث پاک میں جو یہ مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مقبول بندہ اگر کسی امر پر قسم اٹھائے کہ یہ کام ہوگا۔ یا نہیں ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو پورا فرماتا ہے اور اپنے مقبول کو حانت نہیں کرتا۔ اب دیکھنا ہے کہ مثلاً اللہ کا مقبول قسم اٹھاتا ہے کہ یہ کام ضرور ہوگا۔ اب اگر وہ کام نہ ہو، تو اللہ کا مقبول اس قسم میں حانت ہوگا اور کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے مقبول کو کفارہ سے بچانے کے لیے وہ کام پیدا فرمادیتا ہے۔ اور اگر اللہ کا ولی قسم اٹھاتا ہے کہ یہ کام نہیں ہوگا (جیسا کہ حدیث پاک میں ہے) اب اگر وہ کام ہو جائے تو اللہ کا مقبول قسم میں حانت ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کو جنت سے بچانے کے لیے وہ کام پیدا نہیں فرماتا۔ اب اگر پہلی صورت (جس میں اللہ کا ولی قسم اٹھاتا ہے کہ یہ کام ہوگا) تقدیر میں بھی اس کام کا ہونا لکھا ہوا ہو تو اب جو یہ کام ہوگا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں اس کام کا ہونا لکھا تھا، نہ اس لیے کہ

۵۰

اللہ کے مقبول نے اس کام کی قسم اٹھائی ہے — ظاہر یہ ہے کہ پہلی صورت میں تقدیر میں کام کا نہ ہونا لکھا ہے، لیکن چونکہ اللہ کے مقبول نے قسم اٹھائی ہے کہ یہ کام ہوگا تو اللہ تعالیٰ اپنے مقبول کو حث سے بچانے کے لیے اس کی قسم کو پورا کرتے ہیں اور وہ کام پیدا فرمادیتے ہیں، حالانکہ تقدیر میں اس کے خلاف تھا — خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ کے ولی کی قسم خدا کی تقدیر کو بدل دیتی ہے۔

اب دوسری صورت ملاحظہ فرمائیں۔ جس میں اللہ کے ولی نے قسم اٹھائی کہ یہ کام نہیں ہوگا۔ اگر تقدیر میں بھی یہی لکھا ہو کہ یہ کام نہ ہوگا۔ اب یہ کام اگر نہیں ہوا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ تقدیر میں اس کا نہ ہونا لکھا ہوا ہے۔ نہ اس لیے کہ اللہ کے ولی نے اس کام کے نہ ہونے کی قسم اٹھا رکھی ہے۔ تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں تقدیر میں کام کا ہونا لکھا ہے۔ اب یہ کام جو نہیں ہوگا، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کے ولی نے اس کام کے نہ ہونے کی قسم اٹھائی ہے — خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ کے ولی کی قسم تقدیر کو بدل دیتی ہے۔

عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لا تقوم الساعة حتی لا یقال فی الارض اللہ اللہ۔

خلاصہ حدیث پاک یہ ہے کہ قیامت اس وقت آئے گی، جب اللہ اللہ کا ذکر کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔

سند روایت

۵۱

حدیث شریف میں جو لفظ اللہ تکرار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، اس سے کثرت ذکر مراد ہے۔ اور ظاہر ہے کہ کثرت ذکر صالحین کا طریقہ ہے، کہ خود بھی کثرت سے ذکر کرتے ہیں اور اپنے مُتوسلین کو بھی ذکر کی تلقین کرتے ہیں۔ اس حدیث کے ماتحت حاشیہ مشکوٰۃ شریف میں ہے: ومن هذا یعرف ان بقاء العالم ببرکۃ عباد الصالحین۔ یعنی اس سے معلوم ہوا کہ اس عالم کی بقاء اللہ تعالیٰ کے صالحین بندوں کی برکت سے ہے یعنی جب صالحین ختم ہو جائیں گے تو عالم بھی ختم ہو جائے گا۔ اور قیامت قائم ہو جائے گی۔ اولیاء اللہ کے منکرین اور صالحین و ذاکرین سے عناد رکھنے والے کس قدر ناشاکر ہیں جن کی برکت سے ان کی بقاء ہے، ان سے ہی وہ عناد رکھتے ہیں۔

○

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هل تنصرون وترزقون الا بضعفاء کم۔

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ابتغونی فی ضعفاء کم فانما ترزقون او تنصرون بضعفاء کم۔

خلاصہ ہر دو حدیث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو تمہاری مدد فرماتا ہے، دشمنوں پر فتح عطا کرتا ہے، تمہیں رزق عطا فرماتا ہے تو یہ تمہارے ضعیف اور کمزور بندوں کی برکت سے ہے۔

اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی آدمی

سند بخاری شریف سند ابوداؤد شریف

مجھے تلاش کرنا چاہیے تو وہ اللہ کے ضعیف بندوں میں تلاش کرے۔
قابلِ غور بات یہ ہے کہ ہر دو حدیث میں جن ضعیف کا ذکر ہے
ان سے کون لوگ مراد ہیں؟

ظاہر ہے کہ اس سے مطلق کمزور آدمی مراد نہیں ہیں۔ بلکہ اس
سے مراد وہ اولیاء اللہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مجاہد کرتے ہیں۔
اور اس دوران غذا کا استعمال بہت کم کرتے ہیں۔ جس سے وہ ضعیف
اور کمزور ہو جاتے ہیں۔ ان ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دشمن پر
فتح عطا کرتا ہے اور ان کی برکت سے لوگوں کو رزق ملتا ہے۔ مکرمین
اولیاء پر افسوس ہے کہ جن نفوس قدسیہ کی برکت سے انھیں رزق ملتا
ہے۔ ان کا بغض اپنے دل میں رکھتے ہیں۔

فضائل اولیاء کے متعلق ساتویں حدیث ملاحظہ فرمائیں:

عن بريدة قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
اهل الجنة عشرون ومائة صفة ثمانون منها من هذه الامة
واربعون من سائر الامة۔ رواه الترمذی والدارمی والبيهقی

یعنی قیامت میں جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی۔ جن
میں سے اسی صفیں اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتہیہ کی ہوں گی اور
چالیس صفیں دوسری اُمتوں سے ہوں گی۔ یعنی دو تہائی جنتی اس اُمت
سے ہوں گے اور ایک تہائی دوسری اُمتوں سے ہوں گے۔ اور یہ صفیں
زمین کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک ہوں گی۔ دیکھنا
یہ ہے کہ وہ دو تہائی اس اُمت کے کون لوگ ہیں؟ تو گزارش ہے کہ

اس اُمت میں کئی مکاتبِ فکر ہیں۔ اہل سنت و جماعت کے سوا کوئی
مکتبہ فکر ایسا نہیں جو دو تہائی صفوں پوری کر سکے۔ اہل سنت کے
سوا تمام مکاتبِ فکر اکٹھے کیے جائیں تو ان سے ایک صفت بھی پوری
نہیں ہو سکتی۔ تو ان دو تہائی صفوں کو اہل سنت و جماعت ہی پورا
کریں گے۔ اور اہل سنت یا تو سلاسلِ اربعہ کے مشائخ ہیں یا ان کے
متوسلین۔۔۔۔۔ بغداد شریف سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ
اٹھیں گے، اور ان کے ہمراہ اربوں قادری ہوں گے۔ اسی طرح اجمیر شریف
سے حضرت خواجہ دانی ہند اٹھیں گے۔ ان کے ہمراہ اربوں چشتی ہوں گے۔
اسی طرح دہلی شریف سے حضرت خواجہ باقی باللہ اور سرہند شریف سے
حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہما اٹھیں گے۔ ان کے ہمراہ اربوں
نقشبندی ہوں گے۔ اسی طرح حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی
قدس سرہ العزیز بغداد شریف سے اٹھیں گے۔ ان کے ساتھ اربوں
سہروردی ہوں گے۔۔۔۔۔ ان سلاسلِ اربعہ کے مشائخ اور
متوسلین سے دو تہائی صفوں قیامت میں پوری ہوں گی۔ گویا
عالم کی بقاء بھی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی برکت سے ہے۔
اور قیامت میں جنت کی آبادی اور رونق بھی عباد اللہ الصالحین
سے ہوگی۔

یہاں یہ جاننا ضروری ہے کہ دینِ حق کی خدمت کرنے والے
عام طور پر دو گروہ ہیں۔ گروہِ اول مشائخِ کرام اور اولیاءِ عظام
ہیں۔ جو عام مسلمانوں کو طریقت اور حقیقت اور معرفت کی تربیت
دیتے ہیں۔ گروہ دوم علماء کرام ہیں۔ جو کہ ظاہرِ شرع اور کتاب

و سنت کی تدریس و تبلیغ کرتے ہیں — علماء کرام کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ مشائخ کرام اور اولیاء اللہ ابتدا میں ظاہری علم اور کتاب و سنت کی تعلیم علماء کرام سے حاصل کرتے ہیں — لیکن مشائخ کرام اور اولیاء اللہ کو علماء کرام پر چند وجوہ سے فضیلت حاصل ہے — علماء کرام کندن اس وقت بنتے ہیں جبکہ ان کی بیعت کسی شیخ کامل کے ساتھ ہو، ورنہ ان کو شیطان اپنے مکر میں پھنسا لیتا ہے اور وہ اہل سنت کے عقائد سے انحراف کر کے نئے مذہب کی بنیاد ڈالتے ہیں اور مسلمانوں میں افتراق و تشقت کا باعث بن جاتے ہیں۔ برخلاف مشائخ کرام کے کہ ان کی وجہ سے مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد پیدا ہوتا ہے اور ہر شیخ دوسرے سلاسل کے مشائخ کا احترام کرتا ہے۔

۲ — شاید ہی کوئی عالم ہوگا جس کے ہاتھ پر ایک ہزار آدمی مسلمان ہوا ہو، برخلاف مشائخ کرام کے کہ ان کے ہاتھوں پر لاکھوں انسانوں نے اسلام قبول کیا۔ جیسا کہ تاریخ سے ثابت ہے کہ حضرت غریب نواز خواجہ ابھیری قدس سرہ العزیز کے ہاتھ پر توڑے لاکھ انسانوں نے اسلام قبول کیا۔ اسی طرح دوسرے مشائخ کے توسل سے لاتعداد انسان مشرف بہ اسلام ہوئے۔ چنگیز اور ہلاکو خان جو کہ تاتاری کافر تھے انھوں نے تمام عالم اسلام کو تہ و بالا کیا اور بغداد شریعت کی خلافت کو ختم کیا۔ ان تاتاریوں کی اولاد سے شاہ غازیان مسلمان ہوا۔ اور اس کی متابعت میں اس کے لشکر اور لاکھوں آدمیوں نے اسلام قبول کیا۔ شاہ غازیان کو حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر کے ایک خلیفہ نے مسلمان کیا۔ ہندوستان میں چوغٹھ خاندان حکمران رہا ہے۔ اس خاندان سے اکبر بادشاہ

نے ایک نیا دین ایجاد کیا۔ اس کا مقابلہ حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا۔ اور قید و بند کی صعوبتوں کو برداشت کیا۔ اس خدمت دین کے سلسلہ میں مشائخ کرام کا کوئی عالم مقابلہ نہیں کر سکتا۔

۳ — مسلمانوں میں جتنے مکاتب فکر ہیں ان میں شدید اختلاف ہے ہر مکتبہ فکر اپنے سوا دوسرے کو مسلمان ہی نہیں سمجھتا۔ یہ سب اختلاف علماء کا پیدا کردہ ہے — مشائخ کی وجہ سے کسی قسم کا کوئی اختلاف پیدا نہیں ہوا۔

۴ — اس وقت تمام عالم اسلام میں جو مسلمان بھی مذہب حقہ اہل سنت و جماعت پر مضبوطی سے قائم ہیں، یہ مشائخ کی برکت ہے۔ کیونکہ کوئی عالم خواہ وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، اس کے مقتدی اور تابعین زیادہ سے زیادہ ہزار یا دو ہزار ہوں گے۔ برخلاف مشائخ کے کہ ہر شیخ کے متوسلین لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ اور ان کے اسلام کی پیشگی مشائخ کی برکت سے ہے۔ مشائخ نے اپنے متوسلین کو کبھی ایسے عقیدہ کی تلقین نہیں کی جو اہل سنت کے عقائد کے خلاف ہو اور وہ عقیدہ کفریہ ہو۔ برخلاف اس کے علما کی وجہ سے لاکھوں مسلمانوں کا عقیدہ عقائد اہل سنت کے خلاف ہو گیا اور عقیدہ کفریہ ہو گیا۔ غور کیجیے، مرزا غلام احمد قادیانی، مشائخ سے نہیں تھا بلکہ علماء کے گروہ سے تھا۔ اس کی وجہ سے لاکھوں مسلمان گمراہ ہو کر خارج از اسلام ہو گئے۔

اس بحث میں بندہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ

محمد احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ العزیز کا ایک مستند ملفوظ ذکر کرتا ہے چے
حضرت علامہ محمود آلوسی صاحب روح المعانی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے ۔
ملفوظ ملاحظہ ہو :

”و رایت فی مکتوبات الامام الفاروقی الربانی مجدد الالاف
الثانی قدس سرہ ما حاصلہ ان القطبیتہ لم تکن علی سبیل الاصالۃ
إلا لأئمة اهل البيت المشهورین ثم اتهاصارت بعدہم لفرہم
علی سبیل النبیایۃ عنہم حتی انتہت النبوتۃ الی السید الشیخ
عبد القادر الکیلانی قدس سرہ النورانی فنال مرتبۃ القطبیتۃ
علی سبیل الاصالۃ فلما عرج بروحہ القدسیۃ الی اعلیٰ علیین نال
من نال بعدہ تلك علی سبیل النبیایۃ فاذا جاء الیہدی ینالہا اصالۃ
کما نالہا غیرہ من الائمة رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین“

یعنی مرتبہ قطبیت بالاصالۃ صرف ائمہ اہل بیت مشورین کے لیے
ہے۔ ائمہ اہل بیت کے بعد اگر کسی ولی کو مرتبہ قطبیت حاصل ہوا ہے
تو ائمہ اہل بیت کی نیابت سے حاصل ہوا ہے، نہ کہ بالاصالۃ۔ اور ائمہ
اہل بیت کے بعد ہر قطب ائمہ اہل بیت کا نائب ہے۔ اور جب
سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ آیا، تو
آپ بالاصالۃ قطب کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ اور جب ان کی روح نے
اعلیٰ علیین کی طرف پرواز کی تو اس کے بعد ہر قطب حضرت غوث اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نائب ہے اور جب حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ
کا زمانہ آئے گا تو وہ قطب بالاصالۃ ہوں گے۔

اس عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ قطب بالاصالۃ ائمہ اہل بیت ہیں

اور حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ و امام مہدی
رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب تک ائمہ اہل بیت اس زمین پر جلوہ گر رہے تو
ہر قطب ان کا نائب رہا اور ان کے بعد حضرت غوث اعظم کا
زمانہ آیا تو حضرت غوث رضی اللہ عنہ قطب بالاصالۃ ہوئے۔ آپ کے
بعد حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے دور تک ہر قطب آپ کا
نائب ہے، خواہ وہ کسی سلسلہ سے تعلق رکھتا ہو۔ اور آخری قطب
بالاصالۃ امام مہدی رضی اللہ عنہ ہیں۔

یہاں یہ امر جاننا ضروری ہے کہ صوفیاء کرام میں اختلاف ہے کہ
اہل بیت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ و بارک وسلم کے بغیر
درجہ قطبیت کسی اور کو حاصل ہو سکتا ہے، یا نہیں؟ بعض صوفیاء
کا مذہب ہے کہ اہل بیت کا غیر — قطب نہیں ہو سکتا۔ اور بعض کے
نزدیک غیر اہل بیت بھی قطب ہو سکتا ہے۔ لیکن قطب بالاصالۃ نہیں
ہو سکتا۔ البتہ اہل بیت کے قطب کا نائب ہوگا۔ جیسا کہ حضرت امام
ربانی شیخ محمد احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ کی عبارت سے واضح ہو چکا
ہے — لیکن اس امر پر تقریباً اجماع ہے کہ ”قطب الاقطاب“
صرف اہل بیت سے ہی ہوگا۔ اس تفصیل پر علامہ آلوسی بغدادی کی
عبارت ملاحظہ ہو۔ روح المعانی میں ہے :

”ذهب قوم الی ان القطب فی کل عصر لا یكون الا منہم ای
من اهل بیت خلافاً للاستاد ابی العباس المرسی حیث ذهب کما
فقل عنه تلمیذہ التاج بن عطاء اللہ الی انہ قد یكون من غیرہم
والذی یقلب علی ظنی ان القطب قد یكون من غیرہم لکن قطب

الاقطاب لا يكون الا منهم لانهم اركل الناس اصلا وافرهم فضلا۔ یعنی صوفیا میں سے ایک قوم کا مذہب یہ ہے کہ ہر زمانہ میں قطب صرف اہل بیت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہوتا ہے اور اُستاد ابو العباس رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ قطب قلیل طور پر غیر اہل بیت سے بھی ہوتا ہے اور غالب ظن یہ ہے کہ اگرچہ قطب تو غیر اہل بیت سے قلیل طور پر آسکتا ہے لیکن قطب الاقطاب صرف اہل بیت سے ہی ہوتا ہے، کیونکہ اہل بیت اصل کے لحاظ سے تمام لوگوں سے پاکیزہ تر اور بزرگی کے لحاظ سے زیادہ تر ہیں۔

یہ فضیلت ہشتم اس مقام پر اس لیے ذکر کی گئی کہ کچھ لوگ جوش عقیدت میں بعض مشائخ کو قطب الاقطاب کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ مشائخ اہل بیت سے نہیں ہوتے۔

○
فضیلتِ نهم۔ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے کہ کرامات اولیاء حق ہیں۔ اور کتب فقہ حنفی میں اس پر دلیل قائم کی گئی ہے کہ خانہ کعبہ شریف اولیاء کرام کی زیارت کے لیے جاتا ہے۔
”بحر الرائق شرح کنز الدقائق“ میں ہے:

”وفي عدة الفتاوى الكعبة اذا رفعت عن مكانها لزيارة اصحاب الكرامة ففى تلك الحالة جازت صلوة المتوجهين الى ارضها“

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حاشیہ ”بحر الرائق“ میں فرمایا: ”قال الرملى وفي التارخانيه نقل هذه المسئلة عن العتابية وهذا صريح في كرامات الاولياء فيرد به على من نسب امامنا الى القول بعدمها“

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حاشیہ ”رد المحتار“ میں ”بحر الرائق“ کی مذکورہ بالا عبارت نقل کر کے مزید وضاحت فرمائی ہے: ”وفي البحر عن عدة الفتاوى الكعبة اذا رفعت عن مكانها لزيارة اصحاب الكرامة ففى تلك الحالة جازت الصلوة الى ارضها وما ذكره في البحر نقله في التارخانيه عن الفتاوى العتابية قال الخیر الرملى وهذا صريح في كرامات الاولياء فيرد به على من نسب امامنا الى القول بعدمها“

مذکورہ بالا عبارت کا مطلب بیان کرنے سے پہلے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ فقہاء کرام نے جو یہ مسئلہ بیان فرمایا کہ کعبہ شریف اولیاء اللہ کی زیارت کو جاتا ہے، اسے اس لیے ذکر کیا کہ یہاں ایک سوال ہوتا تھا، فقہاء کرام نے اس کا جواب دیا کہ سوال یہ تھا کہ ”خانہ کعبہ“ جب اولیاء کی زیارت کو چلا جاتا ہے تو اس دوران جو لوگ خانہ کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے ہیں، ان کی نماز کیسے درست ہوگی، جبکہ اُن کے آگے خانہ کعبہ نہیں ہے۔

فقہاء کرام نے جواب دیا کہ خانہ کعبہ میں چند چیزیں ہیں ایک تو وہ زمین ہے جس پر خانہ کعبہ شریف کی تعمیر ہے۔ دوم وہ ہوا ہے جو تحت الثریٰ سے لے کر عرشِ معلٰی تک ہے۔ سوم پتھر کی دیواریں ہیں۔ ان تین چیزوں سے ہر ایک کو خانہ کعبہ کہا جاتا ہے۔ تو کعبہ شریف جو اولیاء کرام کی زیارت کو جاتا ہے، یہ دیواریں ہیں۔ اور کعبہ شریف کی زمین اور ہوا اپنی جگہ قائم رہتے ہیں۔ اس دوران جو لوگ نماز پڑھتے ہیں تو وہ کعبہ شریف کی زمین اور ہوا کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے ہیں تو انھوں نے کعبہ شریف ہی کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھی لہذا ان کی نماز درست ہوئی۔ اس تفصیل کے بعد مذکورہ بالا عبارت کا مطلب ملاحظہ ہو۔ ”عدۃ الفوائد“ میں ہے کہ کعبہ شریف اولیاء کرام کی زیارت کے لیے جاتا ہے اور اپنے مقام پر قائم نہیں رہتا تو اس حالت میں جو نمازیں پڑھی جاتی ہیں وہ جائز اور درست ہیں۔ کیونکہ ان نمازوں میں کعبہ کی زمین کی طرف توجہ ہوتی ہے اور یہ مسئلہ کرامت اولیاء پر صراحتِ دلالت کرتا ہے، جن لوگوں کا خیال ہے۔ ہمارے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ نے کرامات کے عدم کا قول کیا ہے۔ یہ خیال بالکل باطل ہے۔

یہاں تک تو عام مسئلہ ذکر کیا گیا۔ اب ہم اس کی ایک خاص تجزی بھی ذکر کرتے ہیں۔

مستند تواریخ میں مذکور ہے کہ حضرت شاہ رکن عالم ملتانی رحمہ اللہ تعالیٰ جو کہ حضرت خواجہ غوث بہاؤ الحق والدین ملتانی رحمہ اللہ تعالیٰ

کے پوتے ہیں۔ آپ جب حج بیت اللہ ادا کرنے کے لیے مکہ تشریف لے گئے تو آپ نے باطنی آنکھوں سے دیکھا کہ خانہ کعبہ اپنی جگہ پر نہیں ہے۔ اس وقت امام کعبہ حضرت امام یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ تھے جو کہ اکابر علماء اور مشہور اولیاء اللہ سے ہیں۔ حضرت شاہ رکن عالم قدس سرہ العزیز نے حضرت امام یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اے امام! خانہ کعبہ اپنی جگہ پر نہیں ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ امام یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواباً فرمایا: ”قد ذهب لزيارة الشيخ نصير الدين السراج الدهلوي“ یعنی خانہ کعبہ شریف حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے دہلی شریف چلا گیا ہے۔

سبحان اللہ! اولیاء کرام کی کتنی عظمت ہے کہ خانہ کعبہ ہزاروں میل کی مسافت سے اولیاء کرام کی زیارت اور استفادہ کیلئے تشریف لاتا ہے۔ حیث ہے منکرین اولیاء پر کہ اولیاء اللہ کی خانقاہوں کی طرف سفر کرنے کو حرام قرار دیتے ہیں۔

شرح عقائد کی شرح ”نہر اس“ میں ہے: ”قال الشيخ ابو عبد الله اليافعي امام مكة ان الشيخ ركن الدين ابا الفتح القرشي المتتاني و الشيخ نصير الدين السراج الدهلوي يصليان في المسجد الحرام“ حضرت شیخ ابو عبد اللہ امام یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ جو اپنے وقت میں امام کعبہ تھے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ رکن الدین ملتانی اور حضرت

شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی ہمیشہ میری اقتداء میں غارِ کعبہ میں نماز پڑھتے ہیں۔
نور فرمائی کہ ہر دو حضرات ملتان اور دہلی میں ہوتے تھے اور
نہ شریف میں نماز پڑھنا باجماعت ادا کرتے تھے۔ اس کی دلیل ابتداء
میں حدیث قدسی گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نور اس کے مقبول بندوں
کے کانوں، آنکھوں اور ہاتھ پاؤں میں آجاتا ہے تو وہ اللہ کا مقبول
دور و نزدیک سے سُنا اور دیکھتا ہے اور مشکلات میں تصرف کرتا
ہے اور مسافت بعیدہ کو چند سیکنڈ میں طے کر جاتا ہے۔ منکرینِ کرامات
اولیاء اس قسم کی کرامات پر تعجب کرتے ہیں اور تسلیم نہیں کرتے۔
حالانکہ قرآن پاک میں مذکور ہے کہ آصف بن برخیا جو حضرت سلیمان
علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت کا ولی تھا۔ آنکھ جھپکنے کی
دیر میں بقیس کا تخت دو ماہ کی مسافت سے لے آیا۔ منکرین بھی
اس سے انکار نہیں کر سکتے، ورنہ قرآن کے انکار سے کافر ہو جائیں گے
حالانکہ یہ کرامت بنی اسرائیل کے ایک ولی کی ہے اور اُمتِ محمدیہ
کا ہر ولی بنی اسرائیل کے ولی سے برتر ہے۔ حیرت کی بات تو یہ
ہے کہ منکرینِ شانِ اولیاء بنی اسرائیل کے ولی کی کرامت کے تو قائل
ہیں، لیکن جس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہیں اُس کی
اُمت کے ولی کی کرامت کے منکر ہیں۔

بعینہ حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام جوکہ بنی اسرائیل
کے نبی ہیں۔ منکرین اُن کی حیات ظاہری و جسمانی کے تو قائل ہیں
لیکن خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ظاہری و جسمانی
کے منکر ہیں۔ یہ کس قدر حیران کن بات ہے۔

شیخ علی ابن سینا جو کہ منطق و فلسفہ اور حکمت کا امام ہے۔
اس کو مُعَلِّمِ سوم کہتے ہیں — مُعَلِّمِ اوّل ارسطو۔ اور مُعَلِّمِ ثانی
فارابی ہے۔ یہ ابن سینا حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ اسامی
کے زمانہ میں تھا۔ جب ابن سینا نے حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی
رضی اللہ عنہ کی شہرت سنی تو خرقان میں حضرت کی زیارت کے لیے
حاضر ہوا۔ شیخ ابوالحسن خرقانی اس وقت گھر پر موجود نہ تھے۔ بلکہ
لکڑیاں لانے کے لیے جنگل میں گئے ہوئے تھے۔ ابن سینا نے
شیخ کے اہل خانہ سے آپ کے متعلق دریافت کیا تو حضرت شیخ
کی بیوی جو آپ کی سخت مُنکرہ تھی اُس نے ابن سینا سے کہا
کہ اس شخص سے کیا حاصل کرنا چاہتے ہو اور شیخ کے متعلق نازیبا
کلمات استعمال کیے۔ ابن سینا کے دل میں شیخ کے متعلق شک
گزرا کہ جس کی بیوی ہی اس کی مُنکرہ ہے وہ کیا ولی ہوگا۔ لیکن سوچا
کہ اتنا سفر طے کیا ہے اب زیارت کر کے جانا ہی مناسب ہے۔
آخر ابن سینا نے جنگل کی راہ لی۔ اور راستہ میں حضرت شیخ
ابوالحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ آپ لکڑیوں
کا گتھا شیر کی پشت پر لاد کر آ رہے تھے۔ ابن سینا نے حیران ہو کر
پوچھا کہ آپ کی بیوی تو آپ کی سخت مُنکرہ ہے۔ اور آپ کی حالت
یہ ہے کہ شیر جنگل بھی آپ کا مطیع ہے۔ آپ نے جواب میں
فرمایا کہ گھر میں اس بھیڑیے، بیوی، کا بوجھ برداشت کرتا ہوں۔
اس لیے شیر میرا مطیع ہے۔ اس کے بعد ابن سینا حضرت شیخ

کے ہمراہ آپ کے گھر آیا۔ آپ نے گھر کی دیوار تعمیر کرنا تھی اس لیے آپ نے پہلے تو مٹی میں پانی ڈال کر گارا تیار کیا اور ہتھوڑا لے کر دیوار پر چڑھ گئے۔ اتفاقاً ہتھوڑا آپ کے ہاتھ مبارک سے گر گیا ابن سینا آگے بڑھا کہ ہتھوڑا اٹھا کر شیخ کو پیش کرے مگر اُس سے پہلے ہتھوڑا خود بخود اڑ کر حضرت کے ہاتھ میں پہنچ گیا۔

فضیلت یازدہم سے مقصود ایک تو اولیاء اللہ کی کرامت بیان کرنا ہے۔ اور دوسرا مقصد یہ ہے کہ ابن سینا جو کہ امام فن ہے وہ بھی روحانیت میں اللہ کے مقبولوں کا محتاج ہے۔ لیکن آج کل کے منکرینِ اولیاء جن کا علم ابن سینا کے علم سے کروڑوں حصہ کم ہے۔ وہ اپنے آپ کو اولیاء اللہ سے مستغنی سمجھتے ہیں۔ یہاں تک بندہ نے اولیاء اللہ کے گیارہ فضائل ذکر کیے ہیں۔ بعض عمومی اور بعض خصوصی۔

اب بندہ اصل مقصد کی طرف رجوع کرتا ہے۔ بندہ اس سے قبل ابتداء میں ذکر کر چکا ہے کہ جناب صاحبزاد احمد حسن صاحب زیب دربار عالیہ مجددیہ حسن آباد سواگ شریف نے حکم فرمایا کہ یہ فقیر صاحبزادہ صاحب کے جد امجد اور مورث اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ خواجہ شاہ غلام حسن صاحب قدس سرہ العزیز کے متعلق کچھ تحریر کرے، اس لیے اب طویل تمہید کے بعد اصل تمنا ذکر کی جاتی ہے۔

تقریباً ۱۹۳۷ء میں بندہ جامعہ فقیہہ اچھرہ لاہور میں بطور طالب علم تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ اچھرہ میں ایک سید اکبر علی شاہ صاحب

تھے جو شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت پیر سواگ کے خلفاء میں سے تھے۔ حضرت شیخ المشائخ کا پوتا بیمار تھا۔ آپ اس کے علاج کے لیے لاہور تشریف لائے اور اچھرہ میں سید اکبر علی شاہ صاحب موصوف کے ہاں قیام پذیر تھے۔ جامعہ فقیہہ جناب سید صاحب مذکور کی رہائش گاہ کے قریب تھا۔ اس لیے جب ہم نے حضرت کی تشریف آوری کے متعلق سنا تو یہ فقیر اور ایک طالب علم اللہ داد جو آپ کا مرید تھا۔ حضرت کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔ آپ ایک کمرہ میں دری پر تشریف فرما تھے۔ گندمی رنگ۔ نحیف بدن۔ سفید دھاتی لباس میں ملبوس تھے۔ جب عرض کیا گیا کہ ہم طالب علم ہیں، تو آپ نے ہم پر بڑی شفقت فرمائی اور اسباق دریافت فرمائے۔ اسی دوران کتابوں کے مقام درس کا ذکر آیا کہ فلاں کتاب فلاں جگہ تک پڑھائی جاتی ہے۔ مثلاً ”مطول“ مائنا قلت تک۔ اور ”ملاحسن“ و ”قاضی مبارک“ مفہوم تک تو آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بیٹے (حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب) کو جو کتاب بھی شروع کروانی ہے تو پوری کی پوری کتاب پڑھائی ہے، کیونکہ جس عالم نے جو تصنیف کی ہے تو وہ اس لیے ہے کہ ساری کتاب پڑھائی جائے نہ معلوم آج کل لوگوں نے ہر کتاب کا مقام درس کیوں مقرر کر رکھا ہے۔ بندہ نے حضرت اُستاد غلام محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ آن پلاں سے سنا ہے کہ حضرت شیخ المشائخ کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بہت بڑے عالم اور علم دوست تھے۔ انھوں نے مولانا عبد العزیز صاحب پرہادی کی تمام تصانیف بڑی

گوشش سے اکٹھی کی تھیں۔ لیکن افسوس اُن کی حیات مُستعار بہت
 تصویری تھی اور وہ جلد ہی وصال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ
 اس فقیر نے چونکہ اپنے اُستاد حضرت پیراوی رحمہ اللہ سے کتابوں
 کے مُتعلق سنا ہوا تھا۔ اس لیے بندہ نے اپنے احباب میں سے
 ایک مولوی صاحب کو جن کا تعلق سواگ شریف سے تھا کہا کہ اگر
 دربار عالیہ پر حاضری کا موقع ملے تو کتابوں کی پڑتال کریں۔ کہ مولانا
 عبد العزیز صاحب پرہاروی کی کون کون سی کتابیں کُتب خانہ میں
 موجود ہیں۔ کچھ مدت کے بعد مولوی صاحب نے بندہ کو بتایا کہ
 میں نے دربار عالیہ کے کُتب خانہ کی مکمل پڑتال کی ہے۔ کُتب خانہ
 میں مولانا عبد العزیز صاحب پرہاروی کی کوئی قابلِ قدر تصنیف نہیں
 ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف لوگ کتابیں مانگ کر لے گئے
 ہوں گے اور پھر واپس نہ کی ہوں گی۔ بندہ کا تجربہ ہے کہ اکثر
 درباروں کے کُتب خانوں کا یہی حال ہے۔ یہاں تک حضرت
 شیخ المشائخ کے متعلق جو ذکر کیا گیا ہے یہ بندہ کا اپنا مشاہدہ ہے۔
 اب وہ حالات ذکر کرتا ہوں جو مُستند اور بادِ ثوق ذریعہ سے سندہ
 تک پہنچے ہیں۔

حضرت شیخ المشائخ سرانیکی میں سادہ تقریر فرماتے تھے، لیکن
 آپ کی تقریر اتنی مؤثر ہوتی کہ مجلس کے تمام لوگ کھڑے ہو کر گناہوں
 سے تائب ہو جاتے تھے۔

بنیع میانوالی کے اکثر لوگ نسوار کے عادی ہیں۔ اور مُنہ میں نسوار
 رکھتے ہیں۔ جو تمباکو وغیرہ سے بنائی جاتی ہے۔ اس کے استعمال سے

دانت سیاہ ہو جاتے ہیں اور مُنہ سے بدبو آتی ہے۔ ایک مرتبہ
 حضرت شیخ المشائخ قدس سرہ العزیز واں بھجراں تشریف لائے۔ آپ
 نے دورانِ تقریر نسوار اور پٹرا کی مذمت فرمائی۔ لوگوں کی کثیر تعداد
 مجلسِ وعظ میں حاضر تھی۔ اور اُن کی غالب اکثریت نسوار اور پٹرا
 استعمال کرتی تھی۔ لوگ آپ کی تقریر سے اس قدر متاثر ہوئے کہ
 اپنی جیبوں سے نسوار کی ڈبیاں نکال کر مسجد سے باہر پھینک دیں۔
 چشم دید گواہوں کا بیان ہے کہ مسجد کے باہر ڈبیوں کے ڈھیر لگ
 گئے۔ صرف مسلمان ہی آپ کی تقریر سے متاثر نہیں ہوتے تھے
 بلکہ غیر مسلم ہندو اور سکھ بھی آپ کے وعظ سے متاثر ہو کر آپ
 کے دستِ حق پرست پر تائب ہوتے اور اسلام قبول کرتے۔
 چنانچہ فوراً پور تھل کے کئی سکھ خاندان آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور
 آپ کی بیعت کی۔ فوراً ہی آپ کی تبلیغ سے کئی بدعتیہ لوگ بھی
 مسلکِ اہل سنت کے پابند ہوئے۔

چنانچہ فوراً ہی آپ کے مُریدین میں سے ایک شخص جو کہ شیعہ
 مذہب سے تائب ہو کر سُنی ہوا تھا، اس کا اپنے رشتہ داروں سے جھگڑا
 ہوا اور ایک آدمی قتل ہو گیا۔ مقتول پارٹی نے آپ پر بھی مقدمہ دائر کر دیا
 چنانچہ پولیس نے آپ کو گرفتار کر کے جھنگ جیل میں نظر بند کر دیا۔ دارِ وفاء
 جیل آپ کا مُرید ہو گیا۔ اُس نے آپ پر پابندی ختم کر دی۔ آپ ٹھکی جگہ
 پر بیٹھتے تھے اور زائرین آزادانہ طور پر آپ کی زیارت و صحبت سے
 مشرف ہوتے تھے۔ آپ کا کھانا دارِ وفاء جیل کے گھر سے آتا تھا۔ اس
 دور میں رمضان شریف کے مہینے میں فقیر کے علاوہ (سُون) کے مُخفاظ

قرآن پاک سنانے کے لیے کثیر تعداد میں جھنگ شہر جاتے تھے۔ بندہ کے شہر پدھرڑ سے چھ میل دور ایک موضع ”وسنال“ ہے۔ جہاں بندہ نے تین سال رہ کر قرآن پاک حفظ کیا۔ اس موضع کے ایک قاضی محمد بشیر صاحب تھے۔ انھوں نے خود بندہ کو بتلایا کہ اس دوران میں بھی قرآن پاک سنانے کے لیے جھنگ گیا ہوا تھا۔ عصر کے بعد حضرت شیخ المشائخ کھلی جگہ پر چارپائی پر تشریف فرما ہوتے اور کثیر تعداد میں زائرین بھی حاضری کا شرف حاصل کرتے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ہم حفاظ بھی آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے تو حضرت شیخ المشائخ نے سرانیکی کا شعر سادہ طریقے سے تحت اللفظ پڑھا۔ حاضرین پر رقت طاری ہوگئی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیل کے درو دیوار بھی رو رہے ہیں۔ حضرت شیخ المشائخ نے جیل کی صعوبتوں کو برداشت کچکے اپنے شیخ اکبر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اقتدا کی ہے۔ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی یہ صعوبت برداشت کرنا پڑی۔

مکرمین اولیاء کرام یہاں ایک اعتراض کرتے ہیں۔ چونکہ بظاہر وہ اعتراض درست معلوم ہوتا ہے لہذا بندہ اسے نقل کر کے جواب دے گا۔

اعتراض یہ ہے کہ اگر اولیاء کرام واقعی صاحب کرامت اور اللہ کے مقبول ہیں تو وہ کرامت کے ذریعہ سے اپنے آپ کو تکالیف اور مصائب سے کیوں نہیں بچا لیتے؟

جواب پر غور فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں پر جو مصائب و آلام اور تکالیف

آتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی اہل تقدیر ہوتی ہے۔ جس کا پورا ہونا ضروری ہے۔ اولیاء اللہ کو قبل از وقت اس کا علم ہوتا ہے کہ ہم پر یہ تکلیف آنے والی ہے، جو کہ اہل ہے۔

اب اگر اولیاء کرام اپنی کرامت کی وجہ سے ان مصائب و تکالیف سے بچنے کی کوشش کریں، تو یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوگا کہ اے اللہ تیری تقدیر تو یہ ہے کہ ہم پر مصائب و تکالیف آئیں، لیکن ہم اپنی کرامت سے تیری تقدیر پوری نہیں ہونے دیں گے۔ یہ خیال کتنا قبیح ہے۔

اللہ تعالیٰ کے مقبول باوجود علم کے اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ تقدیر کا قبل از وقت علم ہوجانے سے انسان کسی صورت میں تقدیر سے بچ نہیں سکتا۔ یہ مکرمین کا عقیدہ ہے کہ تقدیر کا قبل از وقت علم ہونے سے انسان تقدیر سے بچ جاتا ہے۔ یہ عقیدہ باطل اور فاسد ہے۔

اگر کسی منکر کو قبل از وقت اپنی تقدیر مُبَرَم کا علم ہوجانے کے اس نے فلاں جگہ پر مرنا ہے، تو کیا ہو سکتا ہے کہ وہ منکر مقررہ وقت پر موت کی جگہ پر نہ جائے۔ اور موت سے بچ جائے؟ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

دیکھیے! حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے رفقاء کے ہمراہ دشتِ کربلا میں شہید ہوئے، تو مکرمین یہاں بھی اعتراض کرتے

ہیں کہ اگر حضرت امام کو اپنی اور اپنے ساتھیوں کی شہادت کا علم ہوتا تو وہ کوفہ اور کربلا کیوں جاتے؟

جواب یہی ہے کہ قبل از وقت علم اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے نہیں بچا سکتا۔ حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی اور اپنے ساتھیوں کی شہادت کا علم تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی ہو گئے تھے۔ اب اگر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے علم کی بنا پر کوفہ اور کربلا کا سفر نہ کرتے اور تقدیر سے بچنے کی کوشش کرتے، تو یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے مقابلہ ہوتا۔ اور یہ باطل ہے۔ کیونکہ اللہ کے مقبول اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی ہوتے ہیں۔

حضور رحمتِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے متعدد قاریوں کو تبلیغ کے لیے بھیجا۔ مگر ان قاریوں کو دھوکے سے شہید کر دیا گیا۔ یہاں بھی منکرینِ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم ہوتا کہ انہیں دھوکے سے شہید کر دیا جائے گا تو آپ ان قاریوں کو روانہ نہ فرماتے۔

اس اعتراض کی مدار بھی اسی عقیدہ فاسدہ پر ہے کہ تقدیر کے قبل از وقت علم سے انسان تقدیر سے بچ جاتا ہے۔ اور یہ عقیدہ سراسر باطل ہے۔

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قبل از وقت علم تھا کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیرِ مبرم یہ ہے کہ ان قاریوں کے ساتھ دھوکا ہوگا، اور یہ لوگ فلاں وقت فلاں جگہ شہید کر دیے جائیں گے۔ اب اگر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے علم کی بنا پر قاریوں کو روانہ نہ

کرتے، تو یہ اللہ کی تقدیر سے مقابلہ ہوتا۔ اور اللہ کے محبوب اللہ تعالیٰ

کی تقدیر پر راضی ہوتے ہیں۔ منکرین کا یہ نظریہ کہ اگر اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قاریوں کو روانہ نہ کرتے تو وہ شہید نہ ہوتے۔ یہ منافقین کا عقیدہ تھا، جو خود بہانہ بنا کر جہاد سے رُک جاتے تھے اور دوسرے مسلمانوں کو بھی جہاد سے روکتے تھے کہ جہاد پر نہ جاؤ، لڑائی میں مارے جاؤ گے۔ مسلمانوں میں سے اگر کوئی شخص شہید ہو جاتا تو منافق کہتے تھے کہ اگر مسلمان ہمارا کما مانتے تو قتل نہ ہوتے۔ قرآن پاک میں منافقین کا یہ قول نقل کیا گیا کہ: لَوْ أَطَاعُوا مَا قُتِلُوا یعنی جو مسلمان جہاد پر گئے ہیں، انہوں نے ہماری بات نہیں مانی، اگر مان لیتے تو قتل نہ ہوتے۔ منافقین کا یہ عقیدہ تھا کہ اگر مسلمان جہاد پر نہ جاتے تو نہ مرتے۔ حالانکہ ان کی تقدیر میں شہادت لکھی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے منافقین کا رد کرتے ہوئے فرمایا: قُلْ قَادِرُوا عَلٰی اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتِ۔ خلاصہ یہ ہے کہ تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ مسلمان جہاد پر نہ جاتے تو شہید نہ ہوتے۔ اُن کی شہادت اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں لکھی تھی۔ انہوں نے ہر حالت میں شہید ہونا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اُل ہے۔ منافقین سے فرمادو کہ تم اپنے نفس سے موت کو دور کر دو۔ اور تقدیر کا مقابلہ کرو۔

منکرینِ ادویا، حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے متعلق بھی اعتراض کرتے ہیں کہ اگر ان کو یوسف علیہ السلام کے متعلق قبل از وقت علم ہوتا تو وہ اُن کو بھائیوں کے ساتھ نہ بھیجتے۔

اور گنہوں سے نکال لیتے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یعقوب علیہ السلام کو تمام واقعہ کا علم تھا۔ لیکن یوسف علیہ السلام کا سارا واقعہ تقدیرِ مُبرم میں لکھا جا چکا تھا، جسے لازمی طور پر وقوع پذیر ہونا تھا۔ لہذا یعقوب علیہ السلام کا علم تقدیرِ خداوندی کو بدل نہیں سکتا تھا۔ اگر یعقوب علیہ السلام اپنے علم کی بنا پر یوسف علیہ السلام کو بھائیوں کے ساتھ نہ بھیجتے، یا گنہوں سے نکال لیتے تو یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے مقابلہ ہوتا اور انبیاءِ علیہم السلام اللہ تعالیٰ کا مقابلہ نہیں کرتے، بلکہ ان کا طریقہ ”رضا باقضاء“ ہے۔ مستند تفاسیر میں موجود ہے کہ مصر کے چٹنے فرعون ہوئے ہیں ان میں سے کوئی فرعون مسلمان نہیں تھا، صرف یوسف علیہ السلام کا فرعون یوسف علیہ السلام کے ہاتھ پر مسلمان ہوا۔ اب تقدیرِ خداوندی میں تو یہ لکھا تھا کہ فرعون یوسف علیہ السلام کے ہاتھ پر مسلمان ہوگا۔ اگر حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے علم کی بنا پر یوسف علیہ السلام کو اپنے بھائیوں کے ساتھ نہ بھیجتے، تو یہ تقدیرِ خداوندی کا مقابلہ ہوتا۔ کسی میں طاقت نہیں کہ تقدیرِ خداوندی کا مقابلہ کرے۔

مکریں اولیاء کے عقیدہ فاسدہ کے رد میں مضمون میں طوالت ہو گئی۔ اصل کلام اس میں تھی کہ شیخ المشائخ حضور اعلیٰ سواگ شریف نے اپنے مشائخ کی اتباع میں قید و بند کی صعوبتوں کو برداشت فرمایا اس پر معاندین کا یہ اعتراض تھا کہ آپ کرامت کے ذریعے اس تکلیف سے کیوں نہ بچ گئے۔ تو بندہ نے جواب دیا کہ کرامت تقدیر کا مُقابلہ نہیں کرتی۔ اللہ کے مقبول تقدیرِ الہی کو بخوشی قبول کرتے ہیں اور کرامت

کے ذریعے تقدیر سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے۔

بندہ اس مضمون کو انہی الفاظ پر ختم کرتا ہے اور دُعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبولوں کے طفیل ہمارے گناہ معاف فرمائے اور ہمارے دلوں کو نورِ معرفت سے مُنور فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

أحب الصالحين ولست منهم
لعل الله يرزقني صلاحاً

حمدہ الفقیر الحقیر الی اللہ الصمد

العاجز عطا محمد چشتی گولڑوی

ڈھوک دمن پھرڑ تحصیل وٹسل خوشاب

۱۹ ذی الحجہ ۱۴۰۸ھ

۱۳ اگست ۱۹۸۸ء

[illegible]

میر

عَلَامَةُ عَبْدِ الْحَكِيمِ شَرِيفِ قَادِي

جامعہ نظامیہ رضویہ . لاہور

شریعت، طریقت اور حقیقت اگرچہ تین الگ الگ الفاظ ہیں، لیکن درحقیقت یہ ایک ہی سلسلے کی تین کڑیاں ہیں۔ وہ سلسلہ جسے صراطِ مستقیم کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ سے ہر نماز میں دعا کی جاتی ہے کہ ہمیں صراطِ مستقیم پر چلا، اس لیے ہر مسلمان کو جاننا چاہیے کہ شریعت کیا ہے؟ اور طریقت و حقیقت کیا ہے؟

شریعت: احکامِ الہیہ کے جاننے کو کہتے ہیں۔ خواہ ان کا تعلق عقائد سے ہو یا اعمال و اخلاق سے۔

طریقت: ان احکامِ الہیہ کے اپنانے کو کہتے ہیں۔ یعنی عقائدِ صحیحہ، مسلکِ اہل سنت و جماعت کے مطابق اختیار کیے جائیں۔ اعمالِ صالحہ اور اخلاقِ حسنہ اپنے اوپر نافذ کیے جائیں۔ اور برے اعمال و اخلاق سے دامن بچایا جائے۔

حقیقت: احکامِ الہیہ کے بجالانے کے ثمرات و نتائج کا حاصل ہونا ہے۔

اس تفصیل کو ایک مثال سے یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ عسلیم طب پڑھنے سے انسان کو دواؤں کی خصوصیات کا پتا چل جاتا ہے، اس کے بعد دواؤں کے استعمال کا مرحلہ آتا ہے۔ تیسرے درجے میں بیمار کا تندرست ہونا آتا ہے۔ اسی طرح علمِ کلام،

فقہ اور اخلاق کی کتابیں پڑھنے سے علم حاصل ہو گیا۔ یہ علم شریعت ہے۔ اس علم کو اپنے ظاہر و باطن پر جاری کرنا طریقت ہے۔ اور طریقت کے فوائد و ثمرات کا حاصل ہونا حقیقت ہے۔ اس درجے میں جو علم حاصل ہوگا وہ یقینی اور شک و شبہ سے پاک ہوگا۔ اعمالِ صالحہ اور اچھے اخلاق کے ساتھ لگاؤ کا یہ عالم ہوگا کہ ان کے بغیر چین نہیں آئے گا۔ جس طرح علم شریعت کے لیے اُستاد کی ضرورت ہے، اسی طرح طریقت کے لیے بھی ایک رہبر اور راہنما کی ضرورت ہے، جسے مُرشد اور پیر کہتے ہیں۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ۵

+ پیر را بگزین کہ بے پیر ایں سفر

ہست بس پُر آفت و خوف و خطر

پیر کا دامن پکڑ لے، کیونکہ یہ سفر پیر کے بغیر آفت اور خوف و خطر سے بھرا ہوا ہے۔

البتہ یہ ضروری ہے کہ کسی پیر و مُرشد کے دامن سے وابستہ ہونے سے پہلے یہ اطمینان کر لیا جائے کہ وہ صحیح عقائد و اعمال کا حامل ہے یا نہیں؟ نیز اس کی مجلس میں حاضر ہونے سے اللہ تعالیٰ اور آخرت کی یاد آتی ہے یا نہیں؟ اس کی ہم نشینی سے عبادات اور اعمالِ صالحہ کا شوق دل میں پیدا ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر کسی مُرشد میں یہ اوصاف پائے جائیں تو اس کی وابستگی کو قیمت جانا جائے اور دل و جان

سے اس کی خدمت کر کے فیض حاصل کیا جائے۔

ان ہی اوصاف کے حامل 'سواگ شریف ضلع لیہ میں ایک عارفِ کامل حضرت خواجہ غلام حسن رحمہ اللہ تعالیٰ گزرے ہیں، وہ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، ایسے ولی کامل کے مُرید اور خلیفہ ارشد تھے۔ حضرت خواجہ غلام حسن قدس سرہ کو اپنے مُرشد گرامی سے سلسلہ نقشبندیہ میں اجازت و خلافت تھی۔ مُرشد کامل کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ سراج الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے انہیں باقی تین سلسلوں کی اجازت عطا فرمائی، لیکن آپ کو سلسلہ نقشبندیہ سے زیادہ شغف تھا۔

حضرت خواجہ غلام حسن رحمہ اللہ تعالیٰ کی زبان اور نظر میں بے پناہ تاثیر تھی، آپ کی تبلیغ و تلقین سے سینکڑوں غیر مسلم ملحقہ بگوشِ اسلامی ہوئے۔ ایک دفعہ اسی بناء پر آپ پر مقدمہ دائر کر دیا گیا کہ یہ زبردستی لوگوں کو مسلمان بنا لیتے ہیں۔ آپ نے پکھری میں متعدد افراد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: 'اس کو میں نے کہا ہے کہ مسلمان ہو جاؤ، جس کی طرف اشارہ کرتے، وہ کلمہ پڑھنے لگ جاتا۔ بد مذہب ان کے ارشادات سن کر تائب ہو جاتے۔ اور مسلکِ اہل سنت اختیار کر لیتے۔ بد عمل متنبعِ سنت بن جاتے۔ غرض یہ کہ وہ ان اربابِ کمال میں سے تھے، جن کے دیکھنے سے اللہ تعالیٰ کی یاد آتی ہے اور دل میں اتباعِ شریعت و سنت کا جذبہ انگڑائیاں لینے لگتا ہے۔

حضرت خواجہ غلام حسن سواگ شریف قدس سرہ نے سلوک کی تکمیل کرانے کے بعد 'میانوالی، کیمیل پور (انگل)، مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خان اور بلوچستان کے سینکڑوں مریدین کو سید خلافت و اجازت عطا فرمائی، جنہوں نے آپ کے مشن کو جاری رکھا اور لاکھوں افراد کو فیض یاب کیا۔

۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ / ۱۹۳۹ء کو حضرت کا وصال ہوا سواگ شریف ضلع لیہ میں آپ کا مزار پُر انوار ہے، جہاں ہر سال عرس ہوتا ہے۔ آپ کے اخلاف میں سے حضرت صاحبزادہ محمد حسن صاحب مدظلہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ سواگ شریف نے شیعہ معرفت جلائی ہوئی ہے اور آپ کے مشن کو جاری رکھا ہوا ہے۔

محمد عبدالحکیم شریف قادری نقشبندی

۱۲ اگست ۱۹۹۱ء جامعہ نظامیہ مظفریہ، لاہور

تعارف

ابوالاعلیٰ محمد بن عبد اللہ بن حسین بن علی

آستانہ عالیہ شاہ والا شریف (خوشاب)

سید الاولیاء، المتأخرین، سند العلماء الراعین، حجة الکاملین، حامی دین متین
 خواجہ خواجگان حضرت خواجہ غلام حسن پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی ۱۲۸۵ھ)
 ان اولیاء کاملین میں سے ہیں جنہوں نے تیرہویں صدی کے آخر اور
 چودھویں صدی کے اول میں اعلاء کلمۃ الحق، تبلیغ دین متین - امر
 بالمعروف، نہی عن المنکر، اشاعت سنت نبویہ (علی صاحبہا
 الصلوٰۃ والتحیہ) و امانت بدعت سینہ کے ذریعہ ایک عظیم
 انقلاب برپا کیا۔ شریعت و طریقت کے اس آفتاب عالم تاب
 کے دست حق پرست پر سینکڑوں غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام
 ہوئے۔ ہزاروں کی تعداد میں فاسق و فاجر تائب ہوئے۔ اعتدال
 مجرم پیشہ بیعت ہونے کے بعد نہ صرف خود تقویٰ و طہارت
 کا پیکر بنے، بلکہ اکثر خلافت و اجازت سے مشرف ہو کر
 لوگوں کی ہدایت اور طریقہ کی اشاعت کا فریضہ انجام دیتے
 رہے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اس گل سرسبد نے ہنگامہ
 ولایت کی تاثیر سے دلوں میں نقش "لا الہ الا اللہ" اس طرح ثبت کیا
 کہ انقلاب زمانہ اس کو مٹانے سے قاصر رہا۔
 اگر دلی کی یہ تعریف ہے کہ "جسے دیکھ کر خدا یاد آئے۔ تو
 بلا شک حضرت پیر سواگ" اذ ارؤا ذکر اللہ کی تصویر تھے۔

اگر ولی وہ ہے کہ جس کی سیرت و صورت، ظاہر و باطن قرآن و سنت کے مطابق ہو تو لاریب حضرت خواجہ غلام حسن سنتِ مصطفیٰ کا پیکر اور اخلاقِ محمدی کا نمونہ تھے۔ اگر ولی صاحبِ کرامت کو کہتے ہیں تو یقیناً حضرت پیر سواگ شریعت و طریقت کا وہ مجمع البحرین ہیں، جن کی کرامتیں حد شمار سے باہر ہیں۔

اگر ولی اس کو کہتے ہیں کہ جس کی زبان پر ذکرِ محبوب اور دل میں فکرِ محبوب ہو تو حضرت پیر سواگ وہ سرورِ باخدا تھے جو نہ صرف خود ذکر و فکر میں محو رہے بلکہ باطنی تصرف سے ہزار ہا لوگوں کو عمر بھر کے لیے ذاکر بنا دیا۔ اس عالم بے ریا و درویش باصفا کی نگاہِ کیمیا اثر نے مردہ دلوں کو زندگی اور زندوں کو پائندگی عطا کی۔

آسمانِ ولایت کے اس شمسِ ہدایت نے ذرے ذرے کو انوار و تجلیات سے معمور کر دیا۔ اس صاحبِ ہمت و عزیمت اور پیکرِ خیریت و استقامت نے اپنی تربیت سے : بحر العلوم، جامع شریعت و طریقت حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب سواگوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ثانی لاثانی، فخر الماشائخ حضرت خواجہ غلام محمد صاحب سواگوی حضرت خواجہ گل حسن صاحب مرشد آبادی حضرت خواجہ محمد عبد اللہ صاحب المعروف پیر بارو صاحب۔ حضرت خواجہ محمد عبد الغفور صاحب المعروف "بابا جی"

صاحب دریا شریف۔

حضرت خواجہ فقیر سلطان علی صاحب نقشبندی مجددی شاہ والا شریف۔

حضرت خواجہ غلام قاسم صاحب کبہہ۔ اور حضرت خواجہ محمد اسد صاحب ترین رحمہ اللہ تعالیٰ۔ جیسی سیکڑوں نامور ہستیاں پیدا فرمائیں۔

سفر و حضر، نشست و برخاست، گفتار و رفتار، اکل و شرب، معاملات و عبادات۔ ہر چیز میں شریعتِ مطہرہ کی پابندی ملحوظ رکھی۔ سادہ مزاج، سادہ خوراک اور سادہ لباس میں ملبوس رہنے کے ساتھ ساتھ تواضع و انکساری کا پیکر اور سراپا ادب و حیا تھے۔ لیکن بایں ہمہ ہیبت و جلال اور رعب اس قدر کہ بڑے بڑے رؤسا اور ظالم و جابر محفل میں دم مارنے کی جرأت نہ رکھتے تھے۔

+ ہیبتِ حق است ایں از خلق نیست
ہیبتِ ایں مرد صاحبِ دلق نیست

○

حسبِ نسب، عاداتِ مبارکہ و معمولاتِ خاصہ

والد گرامی کا نام ملک لعل بن احمد یار بن یار محمد ہے۔ آپ کی قومیت سواگ ہے۔ دریائے سندھ کے مشرقی کنارے پر مونیق

ڈگر سواگ ضلع لیا جانے ولادت ہے۔ سن ولادت ۱۳۶۷ھ معلوم ہوا ہے۔ اور سن وصال بالاتفاق ۱۳۵۸ھ ہے۔
آپ کا قد متوسط، رنگ گندمی، ابرو کشادہ تھے۔ ریش مبارک سفید اور دراز تھی۔ لباس سادہ اور سفید استعمال فرماتے کبھی نیلا اور سیاہ تہبند بھی استعمال کرتے۔ عامہ شریف ہمیشہ سفید باندھتے۔ گرمی ہو یا سردی سر پر چادر اوڑھتے اور عصا ہاتھ میں رکھتے۔ خالقہ شریف میں حاضر ہونے والوں کی خبر گیری خود فرماتے۔ جب تک صحت قائم رہی لنگر شریف اپنے ہاتھ مبارک سے تقسیم فرماتے۔

نماز پڑھاتے ہوئے طویل سوتیں ترتیل کے ساتھ پڑھتے۔ نماز تہجد و اشراق کبھی قضا نہیں ہوتی۔ صلوٰۃ تسبیح بردایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اکثر پڑھتے۔ ایک مدت تک حسن شریف اور دُعا، حزب البحر کا ورد فرماتے رہے۔ قرآن مجید کا ختم عموماً ایک ماہ میں اور ماہ رمضان میں ایک ہفتہ میں اور کبھی اس سے کم و بیش وقت میں فرماتے۔ رات کے وقت بغیر نفیس لوگوں کو تہجد کے لیے بیدار فرماتے۔

دو وقت یعنی بعد از فجر و بعد از نماز عصر مراقبہ کی تاکید فرماتے۔ تمام ختموں میں خود بیٹھتے۔ مگر آخر عمر میں صبح کے ختم میں ضرور شرکت فرماتے۔

جمعہ وعیدین کا غسل کبھی نافہ نہیں فرمایا۔ غسل کے بعد نئے کپڑے اور قبا زیب تن فرماتے۔ ہر وضو کے ساتھ سواک

کرنا اور ریش مبارک میں گنگھی کرنا عادت مبارک تھی۔ ۱۲ ربیع الاول شریف اور عیدین کے موقع پر کثیر تعداد میں ختم قرآن مجید اور بہت زیادہ صدقہ و خیرات فرماتے۔ رمضان المبارک میں ایک ختم تراویح میں سنتے۔ ۲۷ رمضان شریف کو ختم فرماتے۔ تراویح کے بعد سورۃ الملک خود تلاوت فرماتے۔ اور آخر عمر میں حافظ قرآن سے سنتے۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف بھی بیٹھتے۔ عید کے دن زائرین و سائلین کے لیے وسیع لنگر کا انتظام کیا جاتا۔

تجدیدی کارنامے

دین اسلام کی اشاعت

سنت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سربندی اور تبلیغ دین متین کے سلسلہ میں پیر سواک کے انقلابی کارناموں کو دیکھ کر یہ یقین کرنے میں کوئی تامل باقی نہیں رہتا کہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ غلام حسن سواک رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے زمانہ کے مجدد تھے۔ آپ علم و عمل کا حسین امتزاج اور شریعت و طریقت کا روشن چراغ تھے۔

آپ اپنی پوری زندگی میں لادینیت، بدعتیہ کی اور بُرائی کے خلاف منہ و فہم جہاد رہے۔
مخبر صادق نسلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مسلمان ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ
مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا (ابرواد شریف) اللہ تعالیٰ ہر صدی کے
سرے پر ایسے شخص کو بھیجے گا جو اس کے دین کی تجدید کرے گا۔
”علی راس کل مائۃ سنۃ“ کے تحت محدثین نے یہ
وضاحت کی ہے، مجدد کے لیے ضروری ہے کہ ایک صدی کے
آخر اور دوسری صدی کی ابتداء میں اس کے علم و عرفان اور شرف
و فضل کا خوب شہرہ اور چرچا ہو۔ مجدد کی علامت یہ ہے کہ
وہ شریعت و طریقت اور علوم ظاہرہ و باطنہ کا جامع ہو۔ سنتوں کو
زندہ کرنے اور بدعتوں کو مٹانے میں سرگرم ہو۔ اس کے وعظ و
نصیحت اور ارشاد و تبلیغ سے لوگوں کو نفع کثیر پہنچے۔
لہذا جس شخص نے صدی کے آخر کو نہیں پایا اور اس زمانہ
میں اس سے احیاء دین نہیں ہوا تو وہ مجددین کی فہرست میں
شامل نہیں۔

تاریخ اسلام میں جتنے بھی مجددین گزرے ہیں، ان سب کی
تاریخ ولادت و وصال سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے۔
مثلاً ہم تاریخ کی ان تین عظیم شخصیتوں کی تاریخ ولادت و
وصال کا ذکر کرتے ہیں جن کے مجدد ہونے پر اُمت کا اتفاق
ہے۔ اس تناظر میں حضرت خواجہ غلام حسن پیر سواگ رحمۃ اللہ تعالیٰ
کی تاریخ ولادت و تاریخ وصال بھی یکجہی جاسکتی ہے۔

حضرت غوث الاعظم سیدنا
شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ
ولادت ۳۷۱ھ وصال ۵۶۲ھ

حضرت محمد الف ثانی سیدنا
شیخ محمد احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ
ولادت ۹۷۱ھ وصال ۱۰۲۴ھ

مجدد ملت حضرت مولانا شاہ
احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ
ولادت ۱۲۷۲ھ وصال ۱۳۵۴ھ

غوث زمان حضرت مولانا
خواجہ غلام حسن پیر سواگ رحمۃ اللہ تعالیٰ
ولادت ۱۲۶۷ھ وصال ۱۳۵۸ھ

آپ کی تاریخ ولادت و تاریخ وصال کو دیکھ کر یہ واضح ہو جاتا
کہ ”علی راس کل مائۃ سنۃ“ کی شرط آپ میں پائی جاتی ہے۔
اور علماء محققین نے تصریح کر دی ہے کہ ایک صدی میں ایک سے
زیادہ مجدد بھی ہو سکتے ہیں۔

محدث شہیر حضرت علامہ علی قاری رحمۃ اللہ الباری اپنی مشہور
آفاق کتاب ”مرقاۃ“ شرح مشکوٰۃ میں رقمطراز ہیں:

والاظهر عندي والله اعلم ان المراد بمن يجدد ليس
شخصا واحدا بل المراد به جماعة يجدد كل احد في
بلد في فن او فنون من الامور الشرعية ما يتصل به من
الامور التقريرية او التحريرية.

(مرقاۃ ص ۳۰۲ کتاب السلم)

اور میرے نزدیک زیادہ ظاہر یہی ہے اور اللہ تعالیٰ بہت زیادہ جاننے والا ہے کہ (حدیث پاک میں) "من یجدد" سے ایک شخص مراد نہیں، بلکہ اس سے جماعت مراد ہے۔ جس کا ہر فرد کسی (بھی) شہر میں امور شریعیہ کے ایک فن یا متعدد فنون میں تجدید کر رہا ہے۔ خواہ وہ تقریر کے ذریعہ سے ہو یا تحریر کے ذریعہ سے۔

اسی حدیث کے تحت حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں:

"بعض گفتہ اند کہ اولیٰ حل بر عموم است خواہ یک کس باشد یا جمعے باشند، چہ کلمہ "من" واقع می شود، بر واحد و بر جمع۔ و نیز مخصوص نیست بعلماء و فقہاء بلکہ شامل است ملوک و امراء و قراء و اصحاب حدیث و زہاد و عباد و علماء نحو و ارباب سیر و تواریخ و اغنیاء و اصنیاء کہ اموال و اشیاء را بر علماء و صلحاء و مصارف خیر صرف کنند و باعث ترویج و تقویت دین گردند۔ و جمیع طوائف را کہ بوجود ایشان قوت و کمالے و رواجے در دین پیدا آند۔ انتہی

"و اگر عموم بلاد و دیار نیز اعتبار کنند تا شاید کہ در یک زمان در ہر شہرے یکے یا جماعت پیدا شوند بایں صفت دور نہ باشد۔"

بعض حضرات کے نزدیک (حدیث پاک میں) "من یجدد" کے لفظ کو (عموم پر محمول کرنا زیادہ بہتر ہے (یعنی مجدد) خواہ

ایک شخص ہو یا ایک جماعت ہو، کیونکہ کلمہ "من" واحد اور جمع دونوں پر بولا جاتا ہے۔ نیز (مجدد) صرف علماء و فقہاء کے ساتھ ہی خاص نہیں، بلکہ بادشاہ، امراء، قراء، اصحاب حدیث، اور زہاد و عباد اور علماء نحو، اصحاب سیر و تواریخ اور وہ دولت مند اور سخی لوگ جو اپنے مال و دولت کو علماء و صلحاء پر اور نیک کاموں پر خرچ کرتے ہیں اور دین کی اشاعت و تقویت کا باعث بنتے ہیں اور ہر وہ گروہ جس کے وجود سے دین میں کمال، اور قوت اور ترویج پیدا ہوتی ہو سب کو شامل ہے۔

اور اس میں شہروں اور ملکوں کا عموم مراد لینا بھی بعید نہیں۔ حتیٰ کہ ایک وقت میں ہر شہر میں ایک شخص یا ایک جماعت ایسی پیدا ہو سکتی ہے جو ان اوصاف سے (جو مجدد میں پائے جاتے ہیں) موصوف ہو۔

حضرت پیر سواگ کے علم و عرفان، احیاء شریعت، کفر و شرک اور بدعت و الحاد کے خاتمہ کی تفصیل آپ کی سوانح حیات میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

مگر یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ آپ نے پوری زندگی کلمہ حق کی اشاعت میں صرف کی۔ آپ نے اپنی نگاہ کے فیضان سے سینکڑوں غیر مسلم ہندوؤں اور بکھنوں کی تقدیر بدل کر انہیں حلقہ بگوش اسلام کیا۔ قریہ بستی بستی اور گھر گھر جا کر احکام خداوندی کو پہنچایا۔ آپ کی توجہ سے ہزار ہا بدعتیہ راہ راست پر آئے اور مسلک اہل سنت کے پابند ہوئے۔

بے شمار سکھ نوجوانوں کو نہ صرف مسلمان کیا بلکہ انہیں مکمل دینی تعلیم سے آراستہ کر کے خلافت سے سرفراز فرمایا۔

آپ صرف گوشہ نشین عابد ہی نہ تھے بلکہ باطل کے خلاف میدان میں نکل کر برسرِ پیکار رہے۔ دینِ اسلام کی عظمت کے لیے امام ربانی محبوبِ سبحانی حضرت مجدد الف ثانی سیدنا شیخ محمد احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت کو زندہ کرتے ہوئے قید و بند کی صعوبتوں کو برداشت کیا۔ صرف اس "جرم" کی پاداش میں آپ پر بے شمار مقدمے چلائے گئے کہ جو غیر مسلم بھی آپ کے سامنے آتا ہے وہ تیسرے نگاہ کا وار برداشت نہ کرتے ہوئے بے ساختہ مسلمان ہو جاتا ہے۔

خونے نہ کردہ ایم و کے راز گشتِ ایم
جرم ہمیں کہ عاشقِ روئے تو گشتِ ایم

آپ اپنی محفل میں خلافِ شرع حرکت و جنبش بھی برداشت نہ کرتے تھے۔ آپ کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ اخلاق سے موصوف ہونے کے باوجود جب بھی کبھی شریعتِ مطہرہ کی معمولی خلافِ ورزی ہوتی تو آپ کے چہرہ پر غصہ اور جلال کے آثار فوراً ظاہر ہو جاتے۔ حتیٰ کہ لوگ آپ کی محفل میں اپنے دل کی بھی نگرانی کرتے تھے۔ اگر کسی کے دل میں کوئی دوسرہ پیدا ہوا تو آپ کے قلبِ مبارک پر فوراً عکس پڑتا اور آپ اس کی اصلاح فرما دیتے۔

پیرِ طریقت کی بیعت و خدمت

آپ بچپن ہی میں سایہ پدری سے محروم ہو گئے۔ مگر سعادتِ ازلی نے نامعلوم انداز میں اس درِ یتیم کی راہ نمائی فرمائی۔ تحصیلِ علم دین کے لیے آپ نے مختلف مقامات کا سفر اختیار فرمایا۔ بالآخر آپ حضرت مولانا نور خان صاحب کے پاس "چکڑالہ" تشریف لے گئے۔ مولانا موصوف، قطب الارشاد غوثِ زمان حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی (المتوفی ۱۳۱۳ھ) رحمہ اللہ کے خلفاء میں سے تھے۔

ایک مرتبہ آپ کو اپنے مشفقِ اُستاد کے ہمراہ "موسیٰ زئی شریف" میں غوثِ زمان حضرت خواجہ محمد عثمان قدس سرہ العزیز کی بارگاہ میں شرفِ باریابی حاصل ہوا۔ زیارت کرتے ہی دل میں ذکرِ الہی کی آتشِ شوق بھڑک اُٹھی۔ بیعت کی درخواست پیش کی، جو قبول ہوئی۔ شرفِ بیعت حاصل کر لینے کے بعد آپ پھر ظاہری علوم کی تکمیل میں مصروف ہو گئے۔

ظاہری علوم سے فراغت کے بعد پیر و مرشد کی خدمت میں نو سال کا عرصہ اقامت پذیر رہ کر باطنی علم حاصل کیا۔ اخلاص و وفا کے اس پیکر نے اس عرصہ میں اپنے پیر و مرشد کی غلامی و خدمت کا حق ادا کیا۔

حضرت خواجہ محمد عثمان علیہ الرحمۃ والفرقان نے اس جوہرِ قابل کی صلاحیتوں کو دیکھ کر ایک دن اپنی دستار مبارک اتاری اور حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کے سر پر رکھ کر خلافت و اجازت سے مشرف فرمایا۔

چنانچہ حضرت مولانا حکیم عبد الرسول صاحب بکھر باروی نے جو مظلوم ہدیہ عقیدت پیش کیا ہے، اس میں لکھتے ہیں کہ

شہید از نقشبندان گرامی
خلیفہ حضرت عثمان نامی

راقم الحروف نے اپنے والد گرامی حضرت خواجہ فقیر سلطان علی نقشبندی مجددی قدس سرہ العزیز (المتوفی ۱۳۹۹ھ) (جو کہ حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مجاز ہیں اور تین سال کا عرصہ اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ غلام حسن پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کے آستانہ عالیہ پر آمد و رفت اور حاضری کا شرف حاصل کرتے رہے) سے کئی بار سنا، آپ فرماتے تھے کہ تین شخصیتوں کو حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ العزیز نے بیک وقت خلافت عطا فرمائی تھی:

- ۱۔ حضرت سید لعل شاہ صاحب دندہ شاہ بلاول رحمہ اللہ تعالیٰ۔
 - ۲۔ حضرت پیر سید امیر شاہ صاحب گنجیال شریف رحمہ اللہ تعالیٰ۔
 - ۳۔ حضرت خواجہ غلام حسن صاحب پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ
- چونکہ حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت میں حد درجہ

برقت اور تواضع تھی اس لیے آپ پر گریہ و زاری طاری ہو گئی۔ حضرت خواجہ محمد عثمان قدس سرہ العزیز نے رونے کی وجہ دریافت فرمائی۔

آپ نے جواباً عرض کیا: حضور! یہ دونوں حضرات (سید لعل شاہ صاحب و سید امیر شاہ صاحب) تو سید ہیں اور میں جٹ ہوں۔

آپ نے ارشاد فرمایا: مولوی غلام حسن صاحب! اللہ تعالیٰ نے تمہارے اندر ایک ایسا وصف رکھا ہے جو اس زمانہ کے کسی ولی میں نہیں۔

حضرت خواجہ فقیر سلطان علی صاحب قدس سرہ العزیز فرماتے تھے کہ: ہمارے خیال میں آپ کا وہ امتیازی وصف جس کی طرف حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے بوقت عطاء خلافت اشارہ فرمایا، یہ تھا کہ جس ہندو اور سکھ پر آپ کی نگاہ پڑ جاتی وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا۔

آپ کے اس وصف نے اس قدر شہرت اختیار کر لی تھی کہ جہاں کہیں بھی آپ تشریف لے جاتے، وہاں کے ہندو اور سکھ چھپتے پھرتے تھے اور نوجوانوں کو سختی سے منع کرتے کہ وہ آپ کی محفل میں نہ جائیں۔ بلکہ آپ کے سامنے سے گزرنے سے بھی گریز کریں۔

اس کے بعد آپ نے سراج السالکین حضرت صاحبزادہ محمد سراج الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں آمد و رفت جاری رکھی۔

حضرت خواجہ غلام حسن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کئی مرتبہ فرماتے تھے کہ ”فقیر نے چالیس سال تک اپنے پیرانِ عظام کی خدمت کا شرف حاصل کیا“

خدمت و جاں نثاری، اخلاص و وفا شعارى میں آپ تمام خلفاءِ موسیٰ زئی شریف سے گوئے سبقت لے گئے۔ چالیس چالیس اُونٹ غلہ کے بنفس نفیس لنگر شریف موسیٰ زئی کے لیے حضرت صاحبزادہ محمد سراج الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کیے۔

بالخصوص جب صاحبزادہ محمد سراج الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”دریا خان“ میں ایک گنواں اور ایک عظیم الشان بنگلہ تعمیر کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت پیر سواگ نے پورے اخلاص و محبت اور محنت و جانفشانی سے شب و روز تعمیر کے کام میں حصہ لیا۔ اور جب تک گنواں اور بنگلہ مکمل طور پر تیار نہ ہوئے، آپ دریا خان میں مقیم رہے۔

جوں ہی تعمیر کا کام پایہ تکمیل کو پہنچا تو راہنمائے کاملین حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب تشریف لائے۔ اور آپ نے انتہائی خوشی میں حضرت خواجہ غلام حسن صاحب کو مخاطب ہو کر فرمایا: ”مولوی صاحب! میں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دین و دُنیا کا بادشاہ بنائے۔“

عارفِ کامل کی زبان سے نکلنے والے الفاظ زیورِ قبولیت سے آراستہ ہوئے۔

پیرِ کامل کی دُعاؤں کا نتیجہ اور شیخِ طریقت کی خدمتوں کا صلہ ہی تھا کہ حضرت پیر سواگ اپنے زمانہ میں آسمانِ ولایت پر مہِ کامل بن کر چمک اُٹھے۔

آپ نے سلسلہِ عالیہ نقشبندیہ کو ترویج و اشاعت کے ذریعے اس عروج پر پہنچایا کہ لوگوں کو امامِ ربانی مجددِ اہل ثانی حضرت شیخ محمد احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ کا زمانہ یاد آنے لگا۔

علمِ دین سے محبت

علمِ دین اور علماءِ دین سے آپ کو بے حد محبت تھی۔ علماء و طلباء کی بہت قدر فرماتے۔ جب بھی کوئی عالمِ دین یا طالبِ علم آپ کی خدمت میں ملاقات کے لیے حاضر ہوتا تو ان کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ خدمتِ دینِ متین کی ترغیب دلاتے اور بوقتِ رخصت نقدی اور زادِ راہ بھی عطا فرماتے۔

علماءِ دین اور سادات کا احترام ہمیشہ ملحوظِ خاطر رہتا۔ گوشش فرماتے کہ ”عالم“ اور ”سید“ خالی نہ جائے۔ مادی اور روحانی ہر قسم کی دولت سے ان کے دامن کو مالا مال فرمانے کی پوری سعی فرماتے۔ علمِ دین ہی سے محبت کی وجہ سے آپ کو کتابوں سے بہت زیادہ انس تھا۔

پہنانچہ آپ نے اپنے صاحبزادہ زبدۃ الفضلاء حضرت

خواجہ فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے لیے ایک عظیم الشان کتب خانہ تیار کیا۔ جس میں مختلف قسم کی درسی وغیرہ درسی نایاب کتب کا ذخیرہ موجود تھا۔ چنانچہ آج بھی حضرت مولانا عبد العزیز پرہاروی رحمہ اللہ کی تصنیفات کے بعض قلمی نسخے اس کتب خانہ میں موجود ہیں۔

علم دین سے آپ کی محبت علم دین کی قدر و منزلت اسلامی علوم و فنون کی بقاء اور حفاظت کا جذبہ کس قدر آپ کے دل میں موجزن تھا؟ اس سلسلہ میں ایک واقعہ پیش کرنا بے محل نہ ہوگا جو راقم الحروف نے امام اہل سنت، استاذ العرب والعجم جامع المعقول والمنقول، ملک العلماء، سیدی و سندی حضرت علامہ الحافظ مولانا عطاء محمد صاحب چشتی گولڑوی بندیا لوی دامت بركاتہم لایہ سے سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

میں جب لاہور میں مولانا مہر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زیر تعلیم تھا۔ اس دوران ایک مرتبہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ غلام حسن پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ سید اکبر علی شاہ صاحب کے ہاں اچھرہ تشریف لائے، سید صاحب موصوف آپ کے خلفاء میں سے تھے۔ مدرسہ کے ایک اور طالب علم کے ہمراہ میں بھی آپ کی زیارت و ملاقات کے لیے حاضر ہوا۔

آپ نے سادہ اور سفید لباس زیب تن فرما رکھا تھا۔ درس نظامی کے متعلق گفتگو شروع ہوئی تو حضرت موصوف نے ارشاد فرمایا: ”آج لوگوں نے درس نظامی کی رکت ابوں کے لیے مقام درس مقرر کر دیا ہے جو کہ نامناسب ہے۔ کیونکہ

مصنف جس فن میں بھی کوئی تصنیف کرتا ہے تو اس کی پوری کتاب یکساں طور پر پڑھنے کے قابل ہوتی ہے۔ کتاب کے بعض حصوں کو بعض پر ترجیح دینا درست نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا: ”ہم نے اپنے بیٹے (حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب قدس سرہ العزیز) کو درس نظامی کی ہر کتاب مکمل پڑھائی ہے۔“

اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلامی علوم و فنون کی بقاء کس قدر آپ کے پیش نظر تھی؟

اپنے علمی میراث کی حفاظت کا یہ جذبہ و احساس علوم دینیہ سے آپ کے قلبی لگاؤ کا بین ثبوت ہے۔ اور دور حاضر کے ”اختصار پسند“ علماء و طلباء کے لیے درس عبرت ہے۔

وعظ و تبلیغ کی تاثیر

آپ کی زبان مبارک میں بے پناہ اثر تھا۔

”دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے“

کے مصداق آپ کے دہن مبارک سے نکلنے والے کلمات طیبت سامعین کے دل میں گھر کر جاتے۔ تبلیغ دین کے لیے جگہ جگہ وعظ فرمانے کی خاطر تشریف لے جاتے۔ دس دس ہزار آدمی آپ کے وعظ مبارک میں شریک ہوتے۔ اور درد و افسوس

سوز و گداز و تقویٰ و توبہ کی متاع گراں مایہ لے کر واپس آتے۔
آپ کے وعظ کی یہ خصوصیت تھی کہ مجمع میں تمام لوگ توبہ کر کے
لُٹتے۔ اور بقیہ زندگی شرع شریف کے احکام کے مطابق بسر
کرنے کا تہیہ کر لیتے۔

سید الاصفیاء حضرت خواجہ فقیر سلطان علی صاحب قدس سرہ العزیز
(شاہ والا ضلع خوشاب، راوی ہیں کہ حضرت خواجہ غلام حسن
پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ "شاہ والا جنوبی" میں تشریف لائے۔ آپ
کے ساتھ علماء کی کثیر تعداد تھی۔ تین دن تک وعظ و تبلیغ کا سلسلہ
جاری رہا۔ آخری روز حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ تقریر کے لیے
جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ دور دراز
کا سفر طے کر کے آپ کی زیارت کرنے اور وعظ سُننے کے لیے
آچکے تھے۔

آپ کے دوش مبارک پر سُرخ رنگ کا رومال تھا۔ حضرت
نے تقریر سے پہلے رومال گھا کر تمام حاضرین کو کلمہ طیبہ پڑھنے
کا حکم دیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ محسوس یہ ہوا کہ حضرت موصوف
نے رومال لہراتے ہی اپنی توبہ کو سامعین کی طرف منعطف کر لیا
تھا۔ چنانچہ تمام سامعین پر یک دم رقت طاری ہو گئی۔

آپ نے مختصر خطبہ پڑھا اور فرمایا:
"صَدَقَ اللہ" سچا ہے اللہ!
"وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ" اور سچا ہے

اللہ کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

ایتنا کمنا تھا کہ ہزاروں کا اجتماع ناز و قطار رونے لگا۔
ہر طرف آد و فناں اور صدائے گریہ کا شور بلند ہوا۔ خود حضرت
پر بھی رقت طاری تھی۔ اجتماع میں چٹنے بھی۔ بے نماز، مجرم پیشہ
یا پھر ڈاکو موجود تھے، سب اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ اور با آواز بلند
اپنے سابقہ گناہوں سے سچی توبہ کر کے آئندہ تمام زندگی شریعت
مطہرہ کے مطابق بسر کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔
حاضرین کی گریہ زاری و بے قراری اور رقت و سوز بہت
دیر تک برقرار رہا۔ حتیٰ کہ اس سے زیادہ نہ تو حضرت نے کچھ
وعظ فرمایا اور نہ ہی اہل محفل میں سُنے کی تاب باقی رہی۔

کتنی بیٹھی ہے گفتگو اُس کی
جب بھی بولے فضا میں رس گھولے

بکھرے جاتے ہیں لولوئے لالاء
اور کچھ دیر وہ حبس بولے

حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرماں کی اثر پذیری کے
سلسلہ میں ایک اور واقعہ یقیناً بر محل ہوگا۔ یہ واقعہ بھی راقم الحروف
سے درس نظامی کی عظمتوں کے امین، اسلامی علوم و فنون کے محافظ
علماء ربانیین کی یادگار، ملک و ملت کی متاع ہے بہا۔ ایشیا کے

عظیم محقق، ملک المدرسین حضرت علامہ الحاج حافظ مولانا عطاء محمد صاحب
چشتی گورکھوی دامت برکاتہم العالیہ نے بیان فرمایا:

آپ فرماتے ہیں کہ "واڈی سون سکیر میں ایک بستی" وصال
کے قاضی صاحب میرے اُستاد تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ
حضرت خواجہ غلام حسن صاحب پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ جھنگ جیل
میں تشریف لائے اور داروغہ جیل آپ کا مُرید ہو گیا۔ جب بھی
کوئی شخص ملاقات کے لیے حاضر ہوتا تو اسے اجازت مل جاتی۔
پہنانچہ ہم بھی ملاقات کی خاطر جھنگ جیل گئے۔ بہت سے
اور لوگ بھی برائے ملاقات حاضر تھے۔ آپ نے دورانِ گفتگو
سرائیکی زبان میں کچھ اشعار سادہ انداز میں پڑھے۔ لیکن خدا جانے
ان میں کیسی کشش اور تاثیر تھی کہ تمام سامعین پر گریہ و رقت
طاری ہو گئی اور صرف یہی نہیں بلکہ ہم نے محسوس کیا کہ جیل
کے دروازے پر بھی اس گریہ زاری میں ہمارے ساتھ شریک ہیں۔

گُوڈ گل چہ سخن گفتہ کہ خندان است

بہ خند لب پہ فرمودہ کہ نالان است

○

وفاتِ حسرتِ آیات

آخری عمر میں آپ کو بخار اور سعال کی شدید تکلیف لاحق
ہوئی۔ موسمِ سرما میں تکلیف رہنے لگی۔ اور گرمیوں میں قدرے
افاقہ رہتا۔ علاج کرانے کے باوجود صحت و طاقت روز بروز رُو بہ
تنزل ہونے لگی۔ غذا برائے نام ہی استعمال فرماتے۔ کبھی طعام
کے چند لقمے یا شوربہ کے چند گھونٹ اور کئی ہفتے صرف پانی پر
ہی اکتفا فرماتے۔ مگر رمضان شریف میں عدمِ طاقتی کے باعث
تراویح بیٹھ کر ادا فرمائیں۔ رمضان شریف کے بعد مرض نے زیادتی
اختیار کی اور غذا مکمل طور پر چھوٹ گئی۔ نماز باجماعت حجۃ شریف
میں بیٹھ کر ادا فرمانے لگے۔ تا آنکہ نشست و برخاست کی بھی
طاقت نہ رہی۔ حکماء نے یونانی علاج بہت کیے، مگر افاقہ نہ ہوا۔
حتیٰ کہ ربیع الثانی میں مرض شدید ہوا۔ مزاج پُرسی کرنے والوں کو
اپنی وفات کی خبر خود دینے لگے۔

چنانچہ ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ نمازِ عشاء کے بعد ظاہری و
باطنی علوم کا یہ مجمع البحرین اور شریعت کا آفتاب عالم تاب اپنی
نورانی کرنیں بکھیر کر آسمانِ دُنیا سے غائب ہو گیا۔
خلقِ خدا کا جہمِ غفیر اور مسلمانوں کا انہوہ کثیر آپ کی نمازِ
جنارہ میں شریک ہوا۔

خاتماہ سراجیہ حسن آباد تھل میں حضرت صاحبزادہ خواجہ
فقیر محمد صاحب قدس سرہ الغریزہ کے مزار پر انوار کی شرعی جانب
مدفون ہوئے۔

حضرت مولانا محمد افضل صاحب نے تاریخ وصال اس
شعر سے نکالی ہے: ۵

"مقام یافت در جنت ز ایزد"

۱۳۵۸ھ و "مرشد خلق"

۱۳۵۸ھ

نیز مصرع:

"غلام حسن حامی دین الہی"

۱۳۵۸ھ

سے بھی سن وصال نکلتا ہے۔

مولانا حکیم عبد الرسول صاحب کلاں ساکن بکھر بار ضلع شاہ پور
نے تاریخ وصال اس سے استخراج کی: ۵

گفت تاریخ با سرائندہ

کہ "غلام حسن منیب اللہ"

۱۳۵۸ھ

یہ شعر بھی سن وصال کے سلسلہ میں حکیم صاحب موصوف کا ہے۔

بعد از بہر تاریخش نرد گفت

گو "باز در جنت رفت زابہ"

۱۳۵۸ھ

ثانی لاثانی حضرت خواجہ غلام محمد سواگوی

حضور خواجہ خواجگان حضرت خواجہ غلام حسن صاحب پیر سواگ
رحمہ اللہ تعالیٰ کے تین صاحبزادے تھے:

حضرت مولانا خواجہ فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت خواجہ محمد ابراہیم صاحب

حضرت خواجہ غلام محمد صاحب

آخری دونوں حضرات بچپن ہی میں وصال فرما گئے۔ حضرت
خواجہ فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے ہونہار فرزند ارجمند
تھے۔ آپ کا سن ولادت ۱۳۰۶ھ ہے۔ آپ مادر زاد ولی اللہ
تھے مگر افسوس کہ عمر نے وفات کی اور آپ اپنے والد گرامی
قدس سرہ السامی کی حیات ہی میں بارہ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ
میں وصال فرما گئے۔

مولانا حکیم عبد الرسول مرحوم کے اس شعر سے تاریخ وصال
ظاہر ہے: ۵

بگفتا از غم ایں صدمہ سخت

ولی و عالم کامل جواں بخت

۱۳۲۶ھ

زبدۃ العرفاء حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب قدس سرہ الغریزہ

کے دو فرزند تھے:

حضرت خواجہ غلام حسین صاحب

حضرت خواجہ غلام محمد صاحب

حضرت خواجہ غلام حسین صاحب جوانی میں ۱۲۱ ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ کو وفات فرما گئے۔

باہ و درد ہاتھ از بے یاد

۱۳۵۴ھ

بگفت "داخل جنت بریں باد"

۱۳۵۴ھ

سے تاریخ وصال نکلتی ہے۔

ثانی لاثانی حضرت خواجہ غلام محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب قدس سرہ العزیز کے فرزند اکبر ہیں۔ اعلیٰ حضرت خواجہ غلام حسن صاحب پیر سوگ کو آپ سے بڑی محبت تھی۔ آپ سفر و حضر میں اعلیٰ حضرت کے ہمراہ رہے۔ آپ نے تمام کتب متداولہ پڑھیں اور درس نظامی کی تکمیل فرمائی۔ ظاہری علوم سے فراغت کے بعد حضرت پیر سوگ نے آپ کو ولایت کبریٰ تک تدریجاً سبق عطا فرمائے۔ اور ۱۳۵۶ھ میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک موقع پر تمام خلفاء و علماء کی موجودگی میں آپ کی دستار بندی فرمائی۔ اعلیٰ حضرت خواجہ غلام حسن پیر سوگ رحمہ اللہ تعالیٰ نے وصال سے پہلے حضرت ثانی صاحب کو وصیت فرمائی:

"شمارا در امان الہی سپردم۔ پرواہ شاہ و گدا نہ کنند

اگر در مسجد را لازم گیری، ہیچ حاجت دین و دنیا نخواہد ماند۔ ہرچہ مرا از پیران کبار رسیدہ شمارا سپردم"

"میں تمہیں امان الہی میں دیتا ہوں۔ شاہ و گدا کی پرواہ نہ کرنا۔ اگر در مسجد کو لازم پکڑو گے تو دین و دنیا کی ہر نعمت حاصل ہوگی۔ مجھے جو کچھ اپنے پیران کبار نے عطا کیا، سب کچھ تمہیں دیتا ہوں"

اس فرمان کے بعد حضرت ثانی صاحب نے "اللہ" کا نام سکھانا شروع کیا۔ لوگ جوق در جوق بیعت ہونے لگے۔

اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد خلفاء و متوسلین نے تجدید بیعت کی۔ حضرت ثانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی زندگی میں وہی معمولات میں و عین جاری رکھے جو اعلیٰ حضرت خواجہ غلام حسن صاحب پیر سوگ رحمہ اللہ تعالیٰ کے تھے۔

آپ نے حضرت موصوف کے تبلیغی سلسلہ کو نہ صرف جاری رکھا بلکہ اس میں اور زیادہ شان و شوکت پیدا فرمائی۔ مذہب باطلہ کے رد کے لیے اور بے راہ روی و بے دینی کے سیلاب کو روکنے کے لیے آپ نے جگہ جگہ طوفانی دورے فرمائے۔ مختلف علاقوں اور صوبوں کے لوگ آپ کے دستِ حق پرست پر تائب ہوئے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت اس شان سے فرمائی جس کی مثال نہیں ملتی۔

پیر طریقت حضرت خواجہ محمد عبد اللہ صاحب المعروف حضرت پیر بارو صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو حضرت ثانی صاحب نے بیعت کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت ثانی کے حکم کے مطابق حضرت پیر بارو صاحب نے سلسلہ بیعت شروع فرمایا۔

حضرت ثانی لاثانی خواجہ غلام محمد صاحب سواگوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ دینی مدارس قائم فرمائے۔ جن میں قرآن و حدیث کی تعلیمات کا سلسلہ اُس وقت سے لے کر آج تک جاری ہے۔ بے دین، بد مذہب اور بد عقیدہ لوگوں کے خلاف آپ منگی تلوار تھے۔

آپ نے اپنے تمام خلفاء کو فرمان جاری کیا کہ اپنے حلقہ میں دینی مدارس قائم کریں۔ مسلک اہل حق پر سختی سے عمل پیرا ہونے کی لوگوں کو تلقین کریں۔ اور اپنی اولاد کو دینی تعلیم سے آراستہ کریں۔

اس کے ساتھ ساتھ آپ نے مہمانوں کے لیے قیام گاہیں تعمیر کروائیں۔ اعلیٰ حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار پر انوار پر روضہ شریف کی عظیم الشان و باوقار عمارت تعمیر کروائی۔ اور مسافروں کے لیے ایک وسیع و عریض بنگلہ اور مزار شریف سے متصل ایک خوبصورت مسجد تعمیر کرائی۔

گشتان حسنت کی یہ بلبل خوشنوا ۱۳ محرم ۱۳۸۲ھ کو خاموش ہوئی۔ ایک رسالہ ”تحقیق الحق“۔ ”عجائباتِ محمدی“ بیاض محمدی اور ”صدریاتِ محمدی“ آپ کی یادگار ہیں۔

خانقاہ شریف کی توسیع اور حضرات صاحبزادگان کی ہمت و استقامت

حضرت ثانی لاثانی خواجہ غلام محمد صاحب سواگوی قدس سرہ العزیز کے وصال پر ملال کے بعد آپ کے سب سے بڑے فرزند ارجمند حضرت صاحبزادہ محمد حسن صاحب مدظلہ العالی کو علماء و خلفاء کی موجودگی میں سجادہ نشین منتخب کیا گیا۔ اگرچہ آپ اس وقت نو عمر تھے، مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اُس کے حبیب علیہ السلام کی نگاہ عنایت اور حضرت پیر سواگ کی توجہ کا صدقہ ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف نے اس بارِ عظیم کو پوری ہمت و استقامت کے ساتھ اٹھایا اور اس وسیع کاروبار کو اس خوش اہولی اور حسن انتظام سے نبھایا کہ ہر دیکھنے والا دلہ تحسین دے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آپ نے اپنی نگرانی میں اپنے چھوٹے بھائیوں، حضرت صاحبزادہ احمد حسن صاحب۔

حضرت صاحبزادہ فیض الحسن صاحب۔

حضرت صاحبزادہ نور الحسن صاحب۔

کو اسلامی علوم و فنون اور درس نظامی کی مکمل تعلیم

دلوائی۔ اور

حضرت صاحبزادہ منظور الحسن صاحب - اور
حضرت صاحبزادہ محمود الحسن صاحب کو بھی جدید تسلیم کے
ساتھ ساتھ دینی تعلیم و تربیت سے بہرہ ور فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے تمام صاحبزادگان کو اعلیٰ اخلاق، سخاوت و
مہمان نوازی اور جرأت و ہمت کے ساتھ ساتھ خلق خدا کی خدمت
غریب پروری، مظلوموں اور مساکین کی ہر ممکن امداد و اعانت جیسے
اعلیٰ اوصاف سے سرفراز فرمایا ہے۔ مریدین سے حضرات
صاحبزادگان کی شفقت و محبت اور دینی و دنیوی تمام معاملات
میں اپنے متوسلین کی راہنمائی اور سرپرستی، لنگر شریف کی وسعت
اور انتہائی خوش اخلاقی سے مہمانوں کی خاطر مدارات، زائرینِ مریدین
کے لیے ہر ممکنہ سہولت کا خیال وہ اوصاف ہیں جو موجودہ دور میں
بہت کم آستانوں پر میسر ہیں۔

روضہ شریف کی عمارت جو کہ بعض جگہ سے خستہ ہو چکی تھی
اُسے بنیاد سے لے کر گنبد تک حسین و جمیل سنگ مرمر سے
مزن کیا گیا۔ اور تزئین و آرائش کا کام مسلسل جاری ہے۔
جس پر لاکھوں روپے کے اخراجات اٹھ رہے ہیں۔
پُرانی مسجد شہید کردینے کے بعد ایک عظیم الشان وسیع
وعریض مسجد کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔

بے شمار سایہ دار درخت اور خانقاہ شریف کے ارد گرد
مکتے ہوئے پھول۔ اور حدنگاہ تک سبزہ ہی سبزہ ایک خوشنما
باغ کا منظر پیش کرتا ہے۔

عُرسِ مبارک کے موقع پر خصوصاً اور پورے سال میں عموماً
مہمانوں کے لیے حسبِ مراتب قیام و طعام کے انتظام میں
موجودہ صاحبزادگان ذاتی دلچسپی لیتے ہیں۔ اور بذاتِ خود مہمانوں
کی خبر گیری فرماتے ہیں۔

آمد و رفت میں سہولت کے لیے دربار شریف تک پختہ
سڑک تیار ہو چکی ہے۔ ٹیلی فون ڈائریکٹ ڈائلنگ کا نظام
موجود ہے۔ اور علاقہ کے غریب لوگوں کے لیے ڈاک خانہ، اور
سکول و ہسپتال حضرات صاحبزادگان کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔
دربار شریف میں تعلیماتِ قرآن پاک کو عام کرنے کے لیے
ایک شان دار دینی مدرسہ قائم کیا گیا ہے۔ جہاں علاقہ کے غریب
طلباء تعلیم دین حاصل کرنے میں مصروف ہیں جن کا طعام و قیام
لنگر شریف کے ذمہ ہے۔

آج بھی حضرات صاحبزادگان کی سرپرستی میں پورے ملک میں
عظیم الشان مشہور مدارس مصروفِ تعلیم و تدریس ہیں۔ جن میں:
۱۔ دارالعلوم جامعہ رحمانیہ حنیہ رضویہ شاہ والا متصل قائد آباد
ضلع خوشاب۔

۲۔ دارالعلوم قاسمیہ رضویہ کمبوہ شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان۔

۳۔ جامعہ نعمانیہ رضویہ لیتہ۔

۴۔ مدرسہ عربیہ اسلامیہ دربار حضرت پیر بارو شریف۔

۵۔ جامعہ سلطانہ انوار پیر سواگ پنجہ شریف۔

۶۔ جامعہ سلطانہ حبیبیہ قائد آباد ضلع خوشاب۔

۷۔ مدرسہ تعلیم القرآن دریا شریف دربار حضرت بابا جی صاحب
ضلع انک۔

۸۔ جامعہ عربیہ شمس المدارس پنجابہ ضلع لیہ۔

کے نام قابل ذکر ہیں۔

کراچی سے لے کر اسلام آباد تک آستانہ عالیہ سے وابستہ
بے شمار جید علماء و فضلاء اور علماء و حفاظ مدارس و مساجد
اور کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تعلیم و تدریس اور تصنیف و تالیف
کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

خداے بزرگ و برتر اس چشمہ فیض و برکت کو ہمیشہ جاری
و ساری رکھے اور تشنگانِ علم و معرفت تاقیامت اس سے سیراب
ہوتے رہیں۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ
و صحبہ اجمعین۔

ابوالانوار محمد عابد الرحمن حسنی

آستانہ عالیہ شاہ والا شریف

(غوثاں)

۱۹ صفر ۱۴۱۲ھ
۲۹ اگست ۱۹۹۱ء
روز جمعرات

باب اول

نام و نسب

شجرہ نسب

حضرت غریب نواز خواجہ غلام حسن بن ملک لعل بن ملک احمد
بن ملک یار محمد بن ملک غلام صدیق بن ملک حسین بن ملک غلام محمد
بن ملک کرم دین بن ملک کبیر بن ملک صلاح الدین بن ملک ابراہیم
بن قطب شاہ بن عنایت شاہ بن محمد شاہ
بن حمزہ بن البزیرہ -

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت باسعادت دریائے سندھ کے مشرقی کنارے پر
موضع ڈگر سواگ (لعل عین کروڑ) "چاہ گاڑا" کے مقام پر ہوئی۔ آپ کے
والد گرامی تحصیل بھکر میں ملازم تھے۔ وہیں آپ کو اپنے فرزند ارجمند کی
پیدائش کی نوید سعید پہنچی۔ آپ کی ولادت کے چند روز بعد آپ کی
والدہ ماجدہ انتقال فرما گئیں۔ حضور حضرت صاحب کے والد بزرگوار
معصوم بچہ کی پرورش کے معاملہ میں سخت متفکر ہوئے۔ اور بھکر سے
"چاہ گاڑا" تشریف لائے۔ قدرت نے غیب سے دنگیری فرمائی،
آپ کے خاندان ہی کی ایک پاکباز خاتون مسماۃ فاطمہ نے آپ کو

پرورش کے لیے قبول کیا۔ اس مسماۃ فاطمہ مذکورہ کی گود میں ایک شیرخوار بچہ "احمد یار سواگ" موجود تھا۔ گویا ملک احمد یار موصوف حضرت غریب نے کے رضاعی بھائی ہوئے۔ بچپن ہی میں آپ کے سر سے والد شفیق کا سایہ بھی اٹھ گیا۔ آپ کی رضاعی والدہ نے ایک مکان اور کچھ قطعہ اراضی آپ کو دے دیا۔ جب حضور حضرت صاحب نے عمر تشریف کے دسویں یا بارہویں زینے میں قدم رکھا تو ملک احمد یار سواگ کے ہمراہ بستی والوں کے مویشی چرانا شروع کیے۔ ایک مدت تک یہی شغل رہا۔ سعادت لڈنی نامعلوم انداز میں آپ کی راہنمائی کر رہی تھی۔ اور رب العالمین کو آپ سے مویشی چرانا مقصود نہ تھا، بلکہ آپ کو عظیم الشان مقتدا و پیشوا بنانا منظور تھا۔

ایک دفعہ آپ جمعہ کے دن "کرور" تشریف لائے اور اپنے ساتھی ملک احمد یار کو فرمایا کہ "میرا ارادہ تحصیلِ علم کے لیے ڈیرہ اسماعیل خان جانے کا ہے، چنانچہ آپ ڈیرہ تشریف لائے۔ اور قطب دوران غوث زمان حضرت خواجہ محمد عثمان رحمہ اللہ تعالیٰ کے مخلص خلیفہ مولوی غلام حسن صاحب پونگر کی خدمت میں ابتدائی تعلیم شروع کی۔ آپ نے "صرف" مولانا علی محمد صاحب شیبہ نوالا، ضلع جھنگ سے پڑھی۔ اور "کرور" کے ایک خدا رسیدہ بزرگ مولانا مولوی جان محمد صاحب کے حلقہ درس میں بھی شامل رہے۔ جب ذوقِ علم نے چین سے نہ رہنے دیا تو آپ موضع سیلوان مضافات گندیاں ضلع میانوالی میں تشریف لائے اور حضرت مولانا مولوی غلام محمد صاحب کی خدمت میں رہ کر سلسلہ تعلیم شروع فرمایا۔

ایک طرف علم کا ذوق آپ کے سینہ میں موجزن تھا۔ مگر دوسری طرف قدرت کا ارادہ علم ظاہر کے ساتھ ساتھ علم باطن سے آپ کے دامن کو مالا مال کرنے کا تھا۔ آپ "سیلوان" سے رخصت ہو کر "پنڈوالہ" میں حضرت مولانا مولوی نور خان صاحب کی خدمت میں تشریف لائے۔ مولانا موصوف قطب دوران حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلفاء میں سے تھے۔ حضرت پیر سواگ نے علوم کی تکمیل آپ کے ہاں فرمائی۔

پیر طریقت کی زیارت اور شرف بیعت

حضور حضرت صاحب ایک دفعہ اپنے مشفق استاد حضرت مولانا نور خان صاحب کے ہمراہ قطب دوران حضرت خواجہ محمد عثمان قدرہ العزیز کی خدمت میں موسمی زئی تشریف حاضر ہوئے۔ زیارت کرتے ہی آپ کے دل میں جذبہ ذکر الہی پیدا ہوا۔ آپ نے حضرت غریب نواز کی خدمت میں بیعت کی درخواست پیش کی اور شرف بیعت حاصل کر لینے کے بعد اپنے استاد کے ہمراہ واپس تشریف لائے۔ اب تعلیم ظاہری کے ساتھ باطنی تعلیم بھی شروع ہو گئی۔ چند بار حضرت غریب نواز کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پھر دینی علوم کی تکمیل کے بعد واپس گھر تشریف لائے۔

شادی خانہ آبادی

جب حضور علم کی تکمیل فرما کر گھر پہنچے تو ملک بہادر بن ملک شیر محمد سوگ ساکن موضع دگر سوگ نے اپنی ایک عابدہ صالحہ ہمیشہ بنام جنت بی بی کا نکاح حضور حضرت صاحب سے کر دیا۔

تکمیل سلوک و حصول اجازت

حضور حضرت صاحب باوجود غائی مصروفیات کے اکثر اپنے پیر و مرشد کے حضور حاضر ہوتے رہتے تھے۔ روز بروز مراتب سلوک اور مقامات مجددیہ میں ترقی کر رہے تھے۔ جب سلوک کے تمام مقامات عالیہ کی تکمیل ہو چکی تو حضرت خواجہ محمد عثمان رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک مخلص حاشیہ نشین اور فاضل خلیفہ حضرت میراں صاحب قندار رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضور حضرت خواجہ محمد عثمان رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت گرامی میں عرض کیا کہ مولوی غلام حسن صاحب حضور کے سچے غلام اور مخلص خادم ہیں۔ اور حضور کی توجہ سے تمام مقامات سلوک مکمل کر چکے ہیں۔ آپ شفقت کریمانہ فرما کر اشاعت سلسلہ عالیہ کی اجازت و خلافت مرحمت فرمائیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی دستار مبارک اپنے سر مبارک سے اتار کر حضور حضرت پیر سوگ کے زیب سر فرمائی اور طریقہ نقشبندیہ

کی خلافت و اجازت عطا فرمائی۔ باقی تین طریقوں میں قیوم دوران حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اجازت عطا فرمائی۔ آپ ہمیشہ نہایت مخلصانہ اور والہانہ انداز میں پیر طریقت کی بارگاہ میں حاضر ہوتے رہے۔ اور بقول حضرت مولانا عبد الحکیم ملتانی، مصنف ”فیوضات حسنیہ“:

”مے فرمودند چہل سال خدمت پیراں کردم۔“

یعنی چالیس سال اپنے پیر و مرشد کی خدمت کا شرف حاصل کیا اور جب حضرت خواجہ محمد عثمان علیہ الرحمۃ و الغفران عالم دنیا سے مقام مقعد صدق میں تشریف لے گئے تو آپ قطب العالم سراج العارفین حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سجادہ نشین مند رشد و ہدایت موسیٰ زئی شریف کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ آپ نے انتہائی اخلاص اور تابعداری سے نگر شریف کی خدمت کی۔

چالیس چالیس اونٹ غلہ کے بہ نفس نفیس لے جا کر موسیٰ زئی شریف میں خدمت نگر کے لیے پیش کیے اور حضرت قطب العالم کے تمام خلفاء عظام میں گوئے سبقت لے گئے۔ خصوصاً جب آپ نے حضرت قطب العالم شیخ محمد سراج الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق اپنی طرف سے دریاخان میں ایک کنواں اور بنگلہ تعمیر فرمایا۔ شب و روز مزدوروں کی طرح کام کرتے رہے۔ جب چاہ اور بنگلہ تیار ہوئے تو قطب العالم حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب تشریف لائے اور بہت خوش ہوئے۔ حضور حضرت

پیر سواگ کو مخاطب ہو کر فرمایا :
 ”مولوی صاحب میں دُعا کرتا ہوں اور دادی صاحبہ بھی
 دُعا فرماتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دین و دُنیا کا بادشاہ
 بنائے۔“

تَبَّحَ بِقَوْلِ مَوْلَانَا رُؤُوسِ عَلَيْهِ الرِّحْمَةُ :

گُفْتُ اَوْ كُفْتُ اللّٰهُ بُوَد

گِرَچَ از حَلَقُومِ عَبْدِ اللّٰهِ بُوَد

حضرت قطبُ العالم اور حضرت دادی صاحبہ کی دُعا نے بارگاہِ
 الہی میں وہ قبولیت حاصل کی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور حضرت صاحب
 کو روز روشن کی طرح مُقتدلے زمان اور پیشوائے دوران بنادیا۔



خانقاہِ سراجیہ کی بنیاد رکھنا

جب حضور حضرت صاحب تکمیل سلوک و حصولِ اجازت ، و
 خلافت کے بعد گھر تشریف لائے ، تو صبح و شام مراقبہ میں مشغول رہتے
 اور وعظ و نصیحت ، امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں سرگرم رہتے ۔
 حضور کے اخلاق اور وعظ و پند کے اثرات سے گرد و نواح کے اکثر
 زمیندار لوگ آپ کے گرویدہ ہو گئے ۔ علاقہ کے لوگوں نے آپ سے
 درخواست کی کہ حضور ”ڈپٹی کموڑی“ کے مقام پر ہمیشہ کے لیے سکونت
 اختیار فرمائیں ۔ ہم ہر طرح کی خدمت اور ہمیشہ غلامی کے لیے تیار ہیں۔

آپ نے لوگوں کے اصرار اور نیاز مندانہ درخواستوں کو منظور فرما کر
 اسی مقام پر سکونت اختیار فرمائی۔

محمد خان ذیلدار نے ایک گُٹنواں بنوایا۔ اور فتح محمد زمیںدار
 نے مسجد شریف تعمیر کرا دی ۔ بکھر خان نمبردار نے دو تین مسافر خانے
 بنوادیے اور خانقاہ کی زمین کا انتقال حضور حضرت صاحب کے
 نام کر دیا۔ اور آپ کی متعلقہ اراضی کا تمام ”معاملہ“ موضع پر تقسیم
 کر دیا گیا ، تاکہ آپ کو معاملہ کی ادائیگی کی تکلیف نہ ہو۔ اور اس مقام
 کا نام ”خانقاہِ عالیہ سراجیہ حسن آباد“ رکھا گیا۔ آپ نے اس مقام پر کئی
 سایہ دار درخت لگوائے اور عمدہ باغ بنوایا۔ حضور تیس چالیس سال تک
 خانقاہِ عالیہ سراجیہ حسن آباد میں قیام پذیر رہے ۔

پھر آپ کا ارادہ ہوا کہ موضع ڈگر سواگ میں اپنی ملکیتی اراضی
 کو آباد کیا جائے جو عرصہ سے غیر آباد چلی آرہی تھی ۔ چنانچہ آپ نے
 اپنی اس ملکیت میں ایک گُٹنواں بنانے کا ارادہ فرمایا۔ مگر کام شروع
 کرتے ہی تمام رشتہ دار مخالفت ہو گئے ۔ کیونکہ یہ ملکیت مشترکہ تھی ۔
 باوجود اس کے کہ مقدمہ بازی تک نوبت پہنچی مگر اللہ تعالیٰ نے اُن کو
 کامیاب نہ کیا ۔ اور حضور حضرت صاحب نے گُٹنواں تعمیر کرنے کے
 علاوہ درویشوں کے لیے حجرہ جات بھی تعمیر فرمائے ۔ اور یوں اس
 ویرانہ کو آبادی میں تبدیل کیا ۔

جب قدوة الفضلاء ، زبدۃ العلماء ، واقعہ اسرارِ یزداں مخدوم زادہ
 حضرت مولانا خواجہ فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے مین عالم شباب
 میں وفات پائی تو حضور نے اُن کو چاہ تھل میں دفن فرمایا ۔ حضرت

خواجہ مولانا فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعد جب برگزیدہ امام صابر علی الآلام مخدوم زادہ حضرت خواجہ غلام حسین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (جو صبر و شکر اور ذکر و فکر کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ اور جن کے متعلق حضور اکثر فرماتے تھے کہ یہ مادر زاد ولی اللہ ہے) کا وصال ہوا تو انہیں بھی اپنے والد بزرگوار کے پہلوئے راست میں دفن فرمایا چونکہ اس قطعہ مقدس اور اس جبارک زمین کو تا قیام قیامت مرکز فیض بنانا تھا، اس لیے ابتداءً حضور کے ان جگر پاروں کے دفن سے ہوئی۔ اور بعد میں جب قطب الارشاد حضرت خواجہ غریب نواز رضائے الہی سے اس عالم کون و فساد کو الوداع کہہ کر عالم جادواں کو تشریف لے گئے تو حضرت غریب نواز کا مزار پر انوار بھی یہاں بنایا گیا۔ اور یہ مقام ابد الابد تک بقعہ نور بن گیا۔

حلیہ مبارک

قد مبارک متوسط، قدرے بلند۔ رنگ گندمی مائل بسفیدی، ابرو کشادہ۔ ریش مبارک سفید اور دراز۔ سرمبارک کے بال نہ بہت لمبے، نہ بالکل کوتاہ، بلکہ درمیانہ طریقہ کے اور قدرے گھونگھریالے تھے۔ عموماً سفید لباس استعمال کرتے۔ سیاہ تہبند، سفید عمامہ اور کبھی کبھی سرخ رنگ کی لنگی اور نیلا ازار بند بھی استعمال فرماتے رفتار نہایت نرم تھی، چلنے میں تیزی نہ فرماتے تھے۔ عادات کریمہ حضور کے نہایت بلند تھے۔ تمام مریدین

و مخلصین کو اپنی اولاد سے زیادہ پیارا سمجھتے۔ ہر ایک خادم و درویش حضور کی شفقت و محبت کا گرویدہ تھا۔ ہر ایک خادم اپنے دل میں یہی تصور رکھتا کہ جتنی آپ کی شفقت و عنایت مجھ پر ہے، کسی اور پر نہ ہوگی۔ مگر حضور کی غریب نوازی و بندہ پروری ہر ایک غلام کے ساتھ یکساں تھی۔

آپ کی مہربانیاں صرف مریدین و خادین تک محدود نہ تھیں بلکہ تمام اہل اسلام کے لیے آپ رحمت و محبت کا پیکر تھے۔ ہر ایک مسکین و غریب کی امداد فرماتے تھے۔

اشاعت دین و حمایت شریعت

آپ ہمیشہ احکام شریعت کی اشاعت فرمانے میں مصروف رہتے۔ صبح و شام دین متین کی سرپنہندی۔ اور احکام دینیہ کی پابندی کی کوشش فرماتے۔ اگر کوئی ہندو یا غیر مسلم دائرۃ اسلام میں داخل ہوتا تو اُس کی امداد و اعانت میں اپنی جان، مال، اولاد قربان کرنے سے دریغ نہ فرماتے۔ اکثر نو مسلم شیخ صاحبان کے مقدمات کی پیروی کرنے میں سخت تکالیف برداشت کرتے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کامیاب رہے۔ جہاں کہیں بھی وعظ کے لیے تشریف لے جاتے تو لوگوں کو خلاف شرع رواج چھوڑنے اور احکام شریعت پر عمل کرنے کی تاکید فرماتے۔

آپ کلمہ حق کہنے میں نہایت دلیر اور بیباک تھے۔
احکام الہی بیان کرتے وقت کسی بڑے سے بڑے آدمی کی پرواہ
نہ کرتے۔ رعب و جلال اس قدر تھا کہ بڑے بڑے رئیس اور
نواب آپ کے دربار میں کلام کرنے سے گھبراتے تھے۔



۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۸ھ غازی عشاء کے بعد آپ کا وصال
شریف ہوا۔ تواریخ وصال مختلف شعراء نے استخراج کی ہیں
جو پیش خدمت ہیں۔

تِلَاحِ اِنْقِلَابِ اَبِلَالِ

حضرت حاجی قبلہ عالم و عالمیان مولانا مولوی غلام حسن صاحب

قدس اللہ سرہ العزیز

از اساتذہ الخدام الاشی حافظ محمد فضل بن مولانا حاجی غلام محی الدین رحمہم اللہ تعالیٰ
ساکن کبھربار تحصیل شاہپور ضلع سرگودھا

دیرفا حسرت و صدآہ و ہسبات	کہ عالم پرشد از رنج و آفات
دل اہل جہاں پر اضطراب است	برنج و خم ہمہ کس بقرار است
خوشی و عیش و عشرت از جہاں رفت	سرور و ہم طرب از قلب جاں رفت
مصیبت رنج و غم ہر سو بیفزود	نشاں فرح و راحت گشت مفقود
چرا بود پدید اندر جہاں غم	کہ شد ترحیل حضرت قطب اعظم
جناب قبلہ حاجات عالم	جُنید وقت فیاض محرم
غلام شہ حسن نور ہدایت	امام اہل جہاں شمس ولایت
ولی نقشبندی ذی کرامات	بورج و اتقا اہل کمالات
ز خلفائے جناب قبلہ عالم	محمد خواجہ عثمان معظم
مطیع و حامی دین و شریعت	مے تابندہ بر آوج طریقت
مفتوز کرد ہمہ اہل جہاں را	برہ آورد بے حد گم ہاں را
بر دین اسلام صد ہا اہل کفار	مشرق کرد از فیضان و انوار

ہزار افسوس ناگہ کرد رحلت
رُوئے انور ز خدام و غلامان
ز تقدش بر جہاں آمد تباہی
شدہ بر رُوئے عالم شور و محشر
غلامانش ز غم ہا سینہ بریاں
مُصیبت گرچہ سخت آمد بعالم
بجشم پاکش از حق باد رحمت
چوں افضل احقر خدام درگاہ

ازیں دنیائے فانی سوئے جنت
پئے وصلِ خدا بنمود پینہاں
برفتہ نورِ عرفاں شد سیاہی
باہ و نالہ ہر کس گشت مضطر
مُریداں از فراقش دیدہ گریاں
ولے جز صبر نبود چارہ در غم
بود روش ابد شاداں بر جنت
شنید ایں صدمہ جانگاہ ناگاہ

بگفتا سال از اندوہ بے حد
مقام یافت در جنت ز ایزد
۱۳۵۸ھ

وگر گفتا بتاریخ از غم و قلق
ولئی ایزدی و مُرشد خلق
۱۳۵۸ھ

ایضاً منہ

وائے حسرت از فضلِ خالقِ جملہ جہاں
عالم و فاضل یگانہ ہم ولی بالکمال
چشمہ فیض و ہدایت مخزنِ لطف و کرم
منبعِ جود و سخاوت مصدرِ درع و وفا
تابعِ شریع شریف و حامیِ دینِ نبی
زجت بست از ایں جہاں فانی بول کو گار
جملہ عالم گشت تاریک سیاہ از فقر او
زین مصیبت سینہ ہائے خادماں برایش زدند
شور و غر شد بیا چوں ایں خبر بشنیدہ شد
یک جز صبر جمیل و ہم دُعاے مغفرت
رحمت حق باد نازل بر روانِ اطہرش
گفت داخل جنت انہار باد فضل و غم
باز گفتا بہر تاریخ وفاتِ آسجناب

آن غلامِ نثر حسن آن پیشوئے سالکان
تقتبندی پیر کامل رہنمائے گمراہان
ذی کرامت صاحبِ تاثیر در وظو و بیان
معدنِ زہد و تقا واقعِ سر نہاں
خادمِ اسلام مُرشدِ اہل حق قطبِ نہاں
سوئے جنت از غلامانِ مریداں ناگاہان
رنج و اندوہ مصیبتِ غم شد ہر موعیاں
وز دو چشمانِ ہمہ سیلاب از خونِ شذر و پاں
ہر کس شد مبتلائے نالہ و آہ و فغاں
پیشِ تقدیرِ الہی نیست چارہ بندگان
روح پاکش شاد و ساکن باد در باغِ جنان
سالِ تاریخِ آن ولی مقتدائے کمالاں
ساز ملحقِ حامیِ دینِ الہی باکم آن

غلامِ حسن حامیِ دینِ الہی
۱۳۵۸ھ

ایضاً منہ

وائے حسرت کہ قبلہ مولانا
عابد و زاہد و تقی ولی
منبع فیض و جود و ہم احسان
عارف باکمال مُرشد خلق
حیف ناگہ ازین جہاں پوشید
روح و ریجاں بیافت در جنت
عاشقان را گزاشت اندر غم
شب یک شنبہ شد بحق و اصل
شور افتاد زین خبر بہماں
بندہ افضل ازینے تاریخ
مرشدم باکمال رفت بگفت
ثانیاً شیخ عارف و کامل

نشہ غلام حسنؒ ولی خدا
بے مدیل زماں بورع و وفا
مصدر علم و حلم و رشد و تقی
زہمائے جہاں بہ فیض و ہدی
رُوئے انور برائے وصل خدا
کرد رحلت چوں زین جہاں فنا
خادماں را بہ رنج و آہ و بکا
سیزدہ از جمادے الاولی
چوں قیامت نمود گشت پیا
فسکر کردہ بہ رنج و درد و عنا
بال ترحیل شیخ قطب دری
با غم اندوہ زو ز قلب ندا

بمضور جناب حق مقبول

۱۳۵۸ھ
نیز مغفور را ازردی گفت
۱۳۵۸ھ

زینجا سے از حافظ حاجی حکیم مولوی عبدالرہول صاحب کمالی بکرم با صبر و دلی

وا دریا و حسرت و صد آہ
ساکن قریہ سواگ شریف
گشت تاریک عالم از فوٹش
نقشبندی مجذبی بکمال
بر درش خلق مثل مور و طیور
نام نامی و وصف او دائم
عالم و فاضل و تقی و تقی
مُرشد خلق با اثر و اعظ
وعظ او را شنیدہ کردہ قبول
زائد از چار صد عدد آمد
از غلامان خواجہ عثمان
ہم خلیفہ سراج دین مرحوم
ہر کہ بیعت نمود بردستش
ایم اللہ ورد قلبش شد
ظلمت آمد بعالم از قدش
چوں در آفاق شور غم افتاد

اے "غلام حسن" ولی اللہ
کرد رحلت ازین جہاں ناگاہ
ذات پُر نور بود چوں نور و ماہ
بحر عرفان و وصل درگاہ
گرد شیرین چشمہ ہائے میاہ
بہماں تمام در افواہ
بندہ برگزیدہ و آواہ
بر حق آورد بے عدد گراہ
دین اسلام کا فرمان تباہ
یکمیا کرد خاک را بہ نگاہ
غوث حق از مقربان الہ
قطب اقطاب وقت و شاہنشاہ
گشت صالح گزاشت فوق و گناہ
بر زباں لا الہ الا اللہ
خلق افتاد از غم اندر چاہ
عبد بشنید صدمہ جانگاہ

گفت تاریخ با سر اندوہ
کہ غلام حسن منیب اللہ
۱۳۵۸ھ

ایده شامنه

چوں از حکم خدائے ذات واحد
غلام شه حسن کامل مجاهد
ولی و فاضل و عالم یگانه
که بر فضلش زمانه بود شاهد
ازین دُنیا دُنیائے دُول رحلت بفرمود
با نوازِ الهی شد مشاهد
بِعلم ظلمت آمد از دفاتش
غم و رنج آمد از برداشت زائد
خدایا رحم کن بر رُوح پاکش
بود در رُوح ریحاں شیخ عابد
به عبد از بهر تارنیش خرد گفت
بگو بادر د جنت رفت زاهد

۵۸ ۱۳۵

از مولوی محمد سیاح ابن مولانا حاج مولوی بهاء الحق صاحب این زبدة العلماء مولانا مولوی صالح محمد
مرحوم - دیره اسماعیل خان

کجا شد یارب آں مابه کزو دلبائے انسانی
منور می شدند هر دم ز نور فیض ربانی
سحاب فیض ابر بود شمس عارفان حق
سراج الاولیاء تاج سر اصحاب عرفانی
ز تبلیغ و اشاعت دین احمد را نگهبانی
امام قطب عالم مخزن انوار یزدانی
ز فیض خواجہ عثمان شره دوران نقشبندی
دل مخزون درویشان مکمل کرد نورانی
درینا حسرتا از ماشه دُنیاء دین رفته
بمقد صدق رفت آخر زما آں یوسف ثانی
شریعت معرفت را بادشاه به رهبر کامل
مجدد مقتداء وقت بود از فضل رحمانی
به پنج صد کافران بنمود راه شرع مصطفوی
درین دور فتن آخر زما آں شاه عرفانی

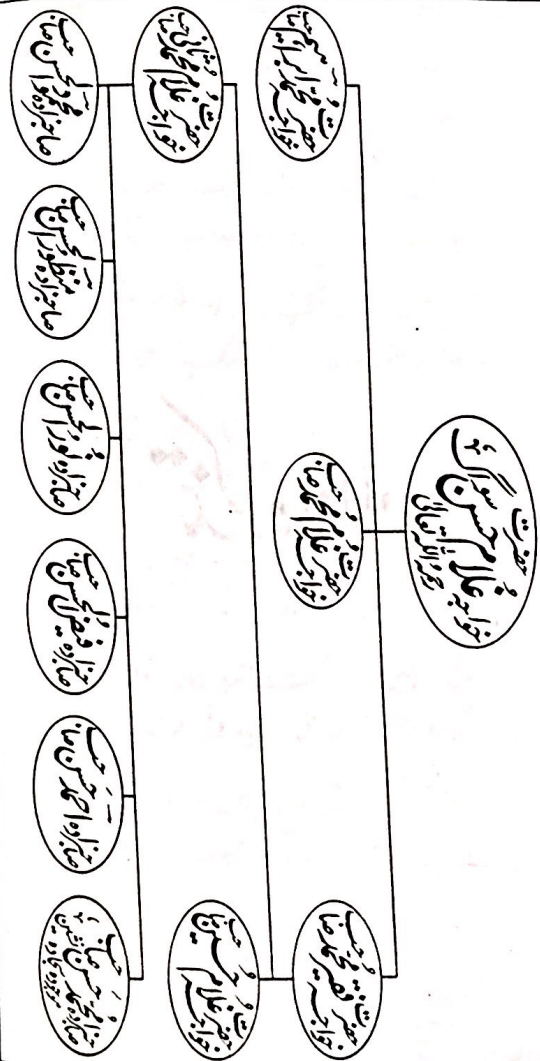
ملازما غریباں قبلہ حاجات مسکیناں
 پے اہل دہلاں ہادی طیب مرض روحانی
 بہ عشق حضرت ختم الرسل عمرے بسر کردہ
 بہ مہذوبان حق بنمود راہ جذب ربانی
 شہ غوث الوری قطب زمان خواجہ غلام حسن
 غلام درگش بودن بہ از ملک سلیمانی
 چو دریا فیض او جاری بہ دنیا نیز در برزخ
 بساں ابر نیساں بر سر طالب اگر دانی
 ہزار و سہ صد پنجاہ ہشت آمد وصال او
 سوئے فردوس اعلیٰ کرد جا آں ماہ کنگانی
 عشاءِ اولیں بودہ ثلث عشرہ جمادِ اول
 گزیدہ وصل ذات حق زدنیاء وفی منانی
 بہ ایشن کروڑ آمد مزار پاک او در محل
 ہزاراں رحمت ایزد باں محبوب سبحانی

○

لے یہ ایک بیت مؤلف کتاب مولانا عبد اکرم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اضافہ فرمایا۔

تذکرہ اولاد

میرزا آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہاں۔
آپ نے ظاہری علوم کی تکمیل جن اساتذہ سے کی ان کے اسباب گرامی
یہ ہیں: حضرت مولانا جان محمد صاحب پیلانوی۔ حضرت مولانا احمد یار صاحب
حضرت مولانا محمد فضل حق صاحب۔ حضرت مولانا حامد اللہ صاحب گھوڑ والے
اور حضرت مولانا مرید احمد صاحب میل شریف والے۔ اور کچھ اسباق
حضرت مولانا عبد الکریم صاحب استاد حضرت صاحبزادگان سے بھی پڑھے۔
آپ کو مطالعہ کا بے حد شوق تھا۔ مسائل فقہ میں مہارت تامہ
حاصل تھی۔ نہایت ہی صاحب ذوق و شوق و فانی الرسول تھے۔
اعلیٰ حضرت خواجہ غلام حسن صاحب پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ
فرمایا کرتے تھے کہ: ”اگر فقیر محمد زندہ رہتا تو لوگوں کو حضرت
خواجہ محمد سراج الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا زمانہ یاد دلادیتا۔“
حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے تمام مراحل
سلوک اپنے والد گرامی قدس سرہ السامی سے طے کیے۔ اور حضرت



پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کو دستارِ فیضیت سے سرفراز فرمایا۔ اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی اجازتِ کامل عطا فرمائی۔ آپ کو صریح کی تکلیف لاحق تھی۔ بہت علاج کرایا گیا مگر کوئی افاتہ نہ ہوا۔

۱۳ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ کو اسی بیماری کا دورہ ہوا۔ اور آپ انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
آپ کی مزارِ مبارک روضہ شریف کے اندر اعلیٰ حضرت خواجہ غلام حسن صاحب سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مغربی جانب ہے۔ آپ کی تاریخ وصال حضرت مولانا حکیم عبدالرسول صاحب بکھر باروی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی جو درج ذیل ہے:

تاریخ وفات

از مولانا مولوی حکیم عبدالرسول بکھر باروی

دریغ اہل اعزاز و علّٰی رفت
بہ علم و فضل یکمائے زمانہ
ولی بن ولی فیاضِ دُوران
فقیر تابعِ شرعِ محمد
ولیدِ حضرتِ فیاضِ عالم
شہیر از نقشبندانِ بگرامی
ز دنیا صاحبِ صدق و صفارت
بحسنِ خلق و ورعِ دیں یگانہ
چرخِ دین احمد ماہِ عرفان
مفیضِ نسبتِ حضرتِ محمد
غلامِ شاہ حسن مولائے اعظم
خلیفہ حضرت عثمان نامی

پدر را داغِ فرقت ناگماں داد
پدر را محض رنج و غم نیفزود
کہ موتِ عالم آمد موتِ عالم
بیامد محکم ایزد در جوانی
مصیبت گرچہ سخت است غریب
چون حکمِ صبر ایزد پاک فرمود
ہماں مہ مُہد وفاتِ سرورِ دیں
ازیں دارِ فنا پرواز نمود
شدہ فضل الرحیم از رنجِ فرقت
ز ہجرش فرج و بہجت گشت برباد
جہانِ جملہ را تاریک بنمود
خصوصاً چوں بدادِ قلبِ سالم
بہ دورِ صرعِ مرضِ ناگماں
وے جزع است کارِ بے تمیزاں
بہ ضبطِ قلب باید صبر نمود
بصبح سیزدہ شد واقعہ ایں
بگلزارِ جہاں رفت و بیا سود
برائے مرثیہ خواہاں بہ رحمت

حکیم عبدالرسول ایں خبر بشنید
سن تاریخِ گفتنِ مصلحت دید

بگفتہ تا از غم ایں صدمہ سخت
ولی و عالم کامل جواں بہخت
۱۳۳۶ھ

حضرت خواجہ غلام حسین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ

آپ حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ کو بھی حضرت پیر سواگ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے خلافت عطا فرمائی۔ آپ نے ابتدائی کتابیں حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب سے پڑھیں۔ اور درس نظامی کی تکمیل و تمام کتب متداولہ کی تحصیل حضرت مولانا عبدالکریم صاحب خلیفہ مجاز حضرت پیر سواگ سے فرمائی۔

آپ نے سلوک کی تمام منزلیں اپنے دادا صاحب پیر سواگ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی زیر نگرانی طے فرمائیں۔ طبیعت رسا رکھتے تھے۔ جلدی تکمیل سلوک فرمائی۔

حضرت خواجہ صاحب نے ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ عرس کے موقع پر دستار خلافت عطا فرمائی اور اجازت سلسلہ سے نوازا۔ ابتداء میں آپ کو درم جگر کی بیماری لاحق تھی۔ چند یوم کے علاج سے آرام ہوا لیکن بعد میں معدہ کی تکلیف سے بیمار ہو گئے۔ لاہور میں ڈاکٹروں اور حکیموں سے علاج کرایا گیا۔ قدرے افادہ ہوا تو واپس خانقاہ تشریف لائے۔ مگر دق الامعاء کی تکلیف بڑھ گئی۔ دوبارہ علاج کے لیے لاہور تشریف لے گئے۔ برقی شعاؤں سے بھی علاج کرایا گیا، مگر کچھ افادہ نہ ہوا۔

۲۱ ذی قعدہ ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۳ جنوری ۱۹۳۹ء آپ کا انتقال کروڑ میں ہوا۔

آپ کا مزار مبارک اپنے والد ماجد کے مغربی جانب واقع ہے۔ تاریخ وصال مولانا مولوی محمد افضل صاحب ساکن کبھار ضلع سرگودھا نے اس طرح تحریر فرمائی ہے:

تالیخ وفات
ذمولا مولوی محمد افضل صاحب کبھاروی

چہ شد یارب کہ شد مفقود راحت
درینا منبع خیرات و حسنات
غلام شہ حسین اہل سعادت
بصاحبزادگی ابن مکرم
غلام شہ حسن نور الہی
امام و پیشوا فیاض دواں
ہزار افسوس در عمر جوانی
ازین دنیائے دوں رحلت بفرمود
نصوصا با رخ و ہم جد امجد
چہ گویم از کمالاتش کہ چونسٹ

بہ عالم شہ عیاں رنج و مصیبت
مکرم اہل عالم ذی کمالات
بعلم وزہد و تقویٰ ذی کمالات
جناب قبلہ عالم قطب اعظم
ز نورش بہرہ ور مہتابہائی
یہ عالم زیب و فخر نقشبثاں
بوسل حق تعالیٰ ناگمانی
غلاماں را باندوہ و غم آلود
بسینہ داد داغ از جگر بے حد
شمار جملہ زامکانم بروست

ز به کان حیا بحر کرامت
ذکی و عالم و فاضل مکتل
فقیر و تابع شرع نبی بود
بر فضل و ورع و هم تقوی یگانه
شده چون از کمال آتش فراغت
به پابوسی او در باغ رضوان
ز تقدش بر جهان آمد تباہی
شده فیضانش از آفاق معدوم
مُصیبت چون قیامت بر جهان شد
و لے جز صبر هرگز نیست چاره
چون بشنید این خبر جانگاہ ناگاه
محمد افضل مجبور و مغوم

باہ و درد ہانت از پئے یاد
بگفتا داخل جنت بریں باد

۱۳۵۷ھ

ایضاً منہ

چون ولید ابن حضرت قبلہ صاحبات ما
عالم و عال ذکی و فوجان فاضل لائق
مجمع جملہ صفات ہم کمال است تمام
از فیض باطنی جد امجد مستفیض
رخت بست از دایر فانی جانب ازل العن
بجملہ عالم گشت تاریک از فراق آن جناب
بہر پا بوسی قبلہ والدہ خود در جنان
جد امجد او جناب قطب عالم نور حق
ہم برادر او غلام با محمد ذی کمال
حال زار غلامان چون ما ہی بے آب شد
سینہ او ہم بگرہ پاره پاره گشته اند
یک ہرگز نیست چارہ غیر از صبر جمیل
لے خدا پیمانگان را صبر کامل کن عطا

خادم در گاہ افضل این خبر بشنید چون
گفت تاریخ وفاتش از غم و اندوہ ہا

بے سرو پا گشت از تقدش گفت الفت غیب
علم و فضل ہم کرم مجد و ہدی رشد و ذکا

۱۳۵۷ھ

ایضاً منہ

پہوں غلام حسین مولانا
شہ غلام حسن امام الناس
عالم و فاضل و ذکی و ولی
حیف صدحیف ناگہاں پوشید
یافت اندر بہشت حور و قصور
روزِ جمعہ بہ بستم ذی قعد
سینہ ہا را زِ جبر بریاں کرد
سخت تر صد مرہ بر جہاں آمد
یک جز صبر نیست چارہ کے
اِس خبر پہوں رسید با فضل

کہ "غلام الحسین اہل کمال"
سالِ رحلت بہ فرطِ غم گفتا

ثانی لاثانی حضرت خواجہ غلام محمد صاگواگوی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی

آپ نے قرآن مجید ناظرہ اور فارسی کی ابتدائی کتب حضرت
مولانا غلام محی الدین صاحب چٹانی سے پڑھیں۔ باقی تمام علوم و
ننون مثلاً صرف، نحو، منطق، فلسفہ، علمِ کلام، فقہ، اصول
فقہ، تفسیر، علمِ حدیث نیز صحاحِ ستہ شریف مکمل حضرت
مولانا عبدالکریم صاحب بلوچ احمدانی جام پوری رحمہ اللہ تعالیٰ
سے حاصل کیے۔

۱۲ ربیع الاول شریف ۱۳۵۶ھ کو عیدِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے مبارک موقع پر تمام خلفاء و علماء اور کثیر التعداد حاضرین کی
موجودگی میں حضرت پیرِ سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہر دو
صاحبزادگان یعنی حضرت ثانی صاحب اور حضرت خواجہ غلام حسین
صاحب کی دستار بندی اپنے دستِ مبارک سے فرمائی اور
اجازتِ طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ عطا فرمائی۔

دستار بندی کے بعد صاحبزادہ غلام حسین صاحب کو علاج کے
لیے لاہور لیجا دیا گیا۔ حضرت پیرِ سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خواجہ
غلام حسین صاحب کو لاہور پہنچا کر حضرت ثانی صاحب کو ہمراہ
لیا اور امام ربانی محبوب سبحانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے

دربار شریف میں سرسند شریف حاضر ہوئے۔ وہاں حضرت ثانی صاحب کو چند مخصوص ہدایات جاری فرمائیں۔ جس سے آپ کے فیض باطن اور روحانیت میں اضافہ ہوا۔ وہاں سے واپس تشریف لائے تو آستان عالیہ موسیٰ زئی شریف پر حاضری دی۔ موسیٰ زئی شریف میں عرس شریف کے موقع پر بہت سے علماء و خلفاء اور غلقی خدا کے جم غفیر کی موجودگی میں حضرت صاحبزادہ محمد ابراہیم صاحب سجادہ نشین آستان عالیہ موسیٰ زئی شریف نے حضرت ثانی صاحب کو دستارِ خلافت عطا فرمائی۔

حضرت خواجہ غلام حسن صاحب پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی وفات سے پہلے حضرت ثانی صاحب کو بلایا۔ جب آپ حاضر ہوئے تو ارشاد فرمایا:

”غلام محمد ہو؟“

آپ نے عرض کیا: ”جی ہاں!“

حضور اس وقت قبلہ رخ لیٹے ہوئے تھے۔ ارشاد فرمایا کہ:

”جب میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد عثمان علیہ الرحمۃ والفرقان نے مجھ پر مہربانی فرمائی تھی تو ارشاد فرمایا تھا: ”تجھے اللہ کے نام کی اجازت ہے۔ یہ نام بڑی برکت والا ہے۔ سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے۔ پایادہ ہو، یا سواری پر اس نام کو سکھاؤ۔“

میں تم کو بھی یہی بات کہتا ہوں۔“

پھر فرمایا:

میرے پیر و مرشد نے مجھے فرمایا تھا کہ:

”شریعتِ مطہرہ کی پابندی کرنا اور شاہ و گدا کی پرواہ نہ کرنا“

میں تم کو بھی یہی بات کہتا ہوں۔

آخر میں ارشاد فرمایا کہ:

”جو کچھ مجھے اپنے پیر و مرشد نے دیا، وہ سب کچھ تمہیں عطا کرتا ہوں۔“

کچھ دیر کے بعد حضرت ثانی صاحب درویش جلال خان کو ساتھ لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ:

”حضور میں اکیلا ہوں، اتنی عظیم ذمہ داری کیسے نبھاؤں گا۔“

آپ نے جوش میں آکر فرمایا:

”بابو! مصیبت کو تم نہ چھوڑنا۔ ساری دنیا تیرے قدموں میں ہوگی۔ اور یہ فقیر سائے کی طرح تمہارے ساتھ رہے گا۔“

آپ نے فرمایا کہ:

”ہم نے تھوڑا تھوڑا جمع کیا ہے اور انہیں تمام نعمت یکساں بٹھائی ہے۔“

اس وصیت کے بعد حضرت ثانی صاحب نے بیعت کرنا شروع فرمایا۔ اور تمام لوگوں کو حلقہ میں توجہ دی۔

آپ نے چار بال تک حضرت پیر سواگ کو امامت کرائی اور دو سال تک خطوط نویسی کا فریضہ انجام دیا۔

حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد تمام لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر تجدیدِ بیعت کی۔

حضرت کے وصال کے بعد حضرت ثانی صاحب نے دربار شریف کی مسجد کو وسیع کیا۔ وضو کے لیے ایک سایہ دار تالاب بنایا ایک نہایت عمدہ بنگلہ، مہمانوں اور سادات و علماء کے لیے تیار کرایا۔ حضرت کی مرقہ انور پر ایک خوبصورت، بلند اور وسیع روضہ شریف۔ اور درویشوں کے لیے گنبد دار حجرے تعمیر کرائے۔ ان گنبد دار حجروں کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ مکمل کچی اینٹ سے تیار کیے گئے، بنیاد سے لے کر گنبد تک نہ تو ان میں پختہ اینٹ ہی استعمال کی گئی اور نہ لکڑی، لوہا یا سیمنٹ، اور سریا وغیرہ۔ قیام پاکستان سے قبل حضرت ثانی کے دورِ لائانی سے لے کر آج تک وہ تمام قبہ دار حجروں جات بہترین حالت میں موجود رہے۔ اب ان کی جگہ نئے اور پختہ کمرے تعمیر کیے جا رہے ہیں۔ آپ نے ظاہری تعمیر کے ساتھ ساتھ باطنی تعمیر و ترقی کو بھی پورے عروج پر پہنچایا۔ حضرت ثانی صاحب نے اپنی زندگی میں وہی معمولات من و عن جاری رکھے۔ جن پر اعلیٰ حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ عامل تھے۔

۱۳ محرم ۱۳۸۲ھ میں آپ دار فنا سے دار البقاء کی طرف رحلت فرما گئے۔ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی رَحْمَۃً وَّاسِعَۃً

آپ کا مزار مبارک حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار شریف سے جنوب کی جانب روضہ شریف پیر سواگ کے اندر زیارت گاہ خواص و عوام ہے۔

باب دوم

ارشادات

بزرگان دین اور حضرات اہل اللہ کے حالات زندگی لکھنے والے ہمیشہ مکاشفات، کرامات اور معمولات لکھتے چلے آئے ہیں، تاکہ ان برگزیدہ ہستیوں اور ان محبوبانِ خدا کے مریدین و مخلصین اس کو اپنے لیے پراخ ہدایت یقین کستے ہوئے اپنے شیخ طریقت کی حیاتِ طیبہ اور ان کے ارشادات سے اپنے دلوں کو منور رکھیں۔ اور مریدین و مخلصین کے ماسوا دیگر اہل اسلام بھی ان کو پڑھ کر اولیاء اللہ کے فیوضات سے برکت حاصل کریں۔

حضرات سلف صالحین کے اس طریقہ کی پیروی کرتے ہوئے حضور حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات و مکاشفات اور کرامات و معمولات بھی لکھتے گئے ہیں۔ جیسا کہ قطبِ وقت حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ نے تذکرۃ الاولیاء میں اس ضمن میں تحریر فرمایا ہے کہ سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں نے کہا کہ بزرگان دین کی حکایات و حالات پڑھنے یا سننے سے مریدوں اور باقی اہل اسلام کو کیا فائدہ ہے؟

تو حضرت شیخ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ مردانِ خدا کا ذکر اللہ تعالیٰ کے شکروں میں سے ایسا شکر ہے کہ اس کے طفیل مریدوں کا ٹوٹا ہوا دل مضبوط ہو جاتا ہے اور اس شکر

سے کلک پاتا ہے اور اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضور سرور کائنات، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پہلے لوگوں کا قہقہہ ہم آپ کے سامنے اس لیے بیان کرتے ہیں کہ تیرا دل اس سے آرام حاصل کرے اور قوی تر ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے ذکر کے وقت نزولِ رحمت ہوتا ہے جیسا کہ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اولیاء اللہ کے ذکر کے وقت رحمت الہی نازل ہوتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص ایسا دسترخوان بچھا دے کہ اس پر رحمت الہی برے، ضرور ہے کہ کارکنانِ قضاء و قدر اس کو بھی اس دسترخوان سے بے بہرہ نہ رکھیں خاص طور پر ایسے پُرشور اور پریشان زمانہ میں تو ضرورت ہے کہ حضرات اہل اللہ کے حالات پڑھے جائیں۔ اور خیال رہے کہ پڑھتے وقت اپنے آپ کو مردانِ راہِ خدا کے ترازو میں تولے تاکہ اس کو ان حضرات کی بزرگی و توہمگری اور اپنے افلاس و ناکارہ ہونے کا پتہ چل جائے۔

اب یہ سوال کہ جب ہم بزرگانِ دین کے ارشادات پر عمل نہیں کرتے تو پھر مردانِ راہِ خدا کا ذکر سننے اور پڑھنے سے کیا فائدہ؟ اس کے جواب میں قطبِ وقت حضرت خواجہ شیخ بوعلی دقاق رحمہ اللہ تعالیٰ بحکم مقتدی حضرت نقشبندیہ مقبول بارگاہِ سرمدیہ خواجہ خواجگان، پیرِ پیران حضرت خواجہ بوعلی فارمدی کے ہم عصر اور شیخ الشیوخ حضرت ابوالقاسم نصر آبادی کے مُرید تھے، آپ نے ایسے

ہی سوال کے جواب میں فرمایا کہ:

اس میں دو فائدے ہیں:

اول یہ کہ اگر مردِ طالب ہوگا تو اس کی ہمت قوی ہوگی۔
دو یہ کہ اگر کوئی متکبر ہوگا تو اس کا تکبر گٹے گا۔ اور عاجزی انکساری پیدا ہوگی۔

اسی مقصد و مدعا کے لیے حضور حضرت صاحب کے حالاتِ طیبہ اور ارشادات و مکاشفات و کرامات و معمولات نہایت احتیاط سے حاصل کر کے جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ ضرور ہے کہ بعض بزرگانِ دین کے ارشادات یا مکاشفات کو بعض مخلصین نے تاریخ وار بیان کیا ہے۔ حضور حضرت صاحب کے ارشادات و مکاشفات و کرامات وغیرہ تاریخ وار نہیں مل سکے اس کی وجہ یہ تھی کہ طالبانِ سلوک اور مُحبانِ نسبت اکثر حصولِ سلوک میں مشغول رہتے تھے۔ اور بغیر یادداشتِ تاریخ کے واقعات اُن کے ذہن میں رہ گئے۔ اس لیے بلا بیانِ تاریخ واقعات از قسم ارشادات و مکاشفات و کرامات مولوی محمد حیات صاحب نے لکھے۔ چونکہ بیان کرنے والے نہایت مخلص اور متقی اور اکثر ان میں صاحبِ سلوک ہیں۔ لہذا تاریخ وار بیان کرنے کی چنداں ضرورت باقی نہیں رہی۔

حضرت غریب نواز رحمہ اللہ تعالیٰ کے مخلصین و مریدین سے بالخصوص اور باقی ناظرین حضرات سے بالعموم یہ التماس ہے کہ وہ اس کو مد نظر نہ رکھیں کہ کتنے والا کون ہے بلکہ یہ دیکھیں کہ کیا کچھ کہا گیا ہے۔ اور مقصود بیان کیا ہے۔ وباللہ التوفیق وهو الموفق ونعم الرفیق۔

سلوک کا مقصد مقامِ احسان کا حصول

ایک روز حضور حضرت صاحبِ پیرِ سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ منازلِ سلوک طے کرنے اور مشائخِ عظام کی متابعت کا اصلی مقصد مقام "احسان" کا حاصل کرنا ہے۔ چنانچہ حضور حضرت صاحب نے تبیعِ خانہ سے "مکوۃ شریف" منگو کر درج ذیل حدیث شریف بیان فرمائی :-

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال بیئنا نحن عند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذات یوم اذ طلع علینا رجل شدید بیاض الشیاب شدید سواد الشعر لا یری علیہ اثر السفر ولا یرفہ منا احدٌ حتی جلس عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاسند رکبتيہ الی رکبتيہ ووضع کفیه علی فخذیہ وقال یا محمد اخبرنی عن الاسلام۔ قال الاسلام ان تشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ۔ وتقیم الصلوۃ وتؤتی الزکوۃ وتصوم رمضان وتہج البيت ان استطعت الیہ سبیلاً۔ قال صدقت فعجبنا لہ یسئلہ ویصدقہ قال اخبرنی عن الایمان قال ان تؤمن باللہ وملئکتہ وکتابہ ورسولہ والیوم الآخر وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ قال صدقت۔ قال

اخبرنی عن الاحسان قال ان تعبد اللہ کانک تترہ فان لم تکن تترہ فانہ یراک۔ (الحدیث)

ترجمہ : حضرت امیر المؤمنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں موجود تھے ؛ ہمارے سامنے ایک شخص ظاہر ہوا، جس کے کپڑے نہایت سفید اور سر کے بال بہت زیادہ سیاہ تھے۔ اُس کی شکل سے سفر کی تکان ظاہر نہ ہوتی تھی۔ اور ہم میں سے کوئی اُسے پہچانتا نہ تھا۔ وہ شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر بیٹھا اور اپنے دونوں گھٹنوں کو حضور علیہ السلام کے دونوں گھٹنوں سے ملا دیا اور اپنے دونوں ہاتھ حضور علیہ السلام کی دونوں رانوں پر رکھ دیے اور عرض کیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، مجھے بتائیں کہ اسلام کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا : اسلام یہ ہے کہ تُو اس بات کی شہادت دے کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں اور اس بات کی شہادت دے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور تو نماز قائم کرے، اور زکوٰۃ ادا کرے، اور رمضان شریف کے روزے رکھے، اور بیت اللہ شریف کا حج کرے بشرطیکہ تو راستہ کی طاقت رکھتا ہو۔ سائل نے کہا : آپ نے سچ فرمایا ! ہمیں تعجب ہوا کہ سوال بھی کرتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر سائل نے پوچھا کہ : ایمان کس کو کہتے ہیں ؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتوں، اور اُس کی کتابوں اور اس کے نبیوں اور روزِ قیامت کو مان لے کہ یہ سب حق ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں اور

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا فرمایا اور وہ موجود ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے پیغمبروں کو ہدایتِ غلطی کے لیے بھیجا ہے اور اُن پر کتابیں نازل کی ہیں۔ اور یہ سب حق ہے اور قیامت کا روز آنے والا ہے اور برحق ہے۔ نیکی اور بدی کی تقدیر کو مان لے، یہ سب حق ہیں۔ سائل نے پھر کہا کہ آپ سچ فرماتے ہیں۔ پھر سوال کیا کہ بتائیں احسان کے کیا معنی ہیں؟ سرکار نے فرمایا: احسان کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کر کہ تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو یہ سمجھ کر عبادت کر کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

مذکورہ بالا حدیث حضور حضرت صاحب نے بطور دلیل کے پیش فرمائی۔ قرآن کریم میں بھی انسان کی پیدائش کا مقصد عبادت فرمایا گیا ہے۔ اور حقیقی عبادت وہ ہے جو خشوع و خضوع، اخلاص اور نہایت عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے ادا کی جائے۔ جس میں ذوق، علاوت اور اطمینانِ قلب موجود ہو۔ اور اطمینان بغیر ذکرِ الہی کے حاصل ہونا بالکل ناممکن ہے۔ ارشادِ ربانی عز اسمہ ہے: **لَا يَذْكُرُ اللّٰهُ قَطْمَبِيْنَ الْقُلُوْب** اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی تسکینِ قلب ہوتی ہے۔ جس ذکر سے لذت شیرینی اور خشوع و خضوع اور اخلاص حاصل ہوتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

حضرات مشائخ کرام نے چھٹے طریقے ذکر کے بیان فرمائے ہیں اُن کا مقصد یہی چیز ہے کہ عبادت میں ذوق اور علاوت حاصل ہو اور سلوک حاصل کرنے والا ذکر و فکر اور مراقبہ کے ذریعہ سے آہستہ آہستہ ترقی کرتے ہوئے درجہ احسان حاصل کرے۔ اور حضور سرورِ کائنات

صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کی حقیقت کو سمجھ کر اپنے آپ کو اس کا اہل بنائے۔

اول: الصلوٰۃ معراج المؤمنین یعنی نماز مومن کے لیے معراج ہے۔ دوم: قرۃ عینی فی الصلوٰۃ میری آنکھوں کی مُنشدک نماز میں ہے۔ ان مراتب اور درجوں کا حاصل ہونا مشائخ کرام کی تابعداری پر منحصر ہے۔

ایک خواب اور اُس کی تعبیر

ایک روز حضور حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ میں ”دریا خان“ میں تھا کہ ایک خواب دیکھا کہ چند فرشتوں اور چند آدمیوں نے مجھ پر سبز چادر ڈال دی ہے۔ اسی طرح چند روز بعد دوسری دفعہ خواب میں دیکھا کہ بعض آدمیوں اور فرشتوں نے مجھ پر سفید چادر ڈال دی ہے۔ میں نے حاضرینِ مجلس سے تعبیر خواب دریافت کی، مگر کوئی نہ بتا سکا۔ چند روز بعد مجھے تعبیر خواب بیان کرنے کی اجازت ہوئی۔

پہلے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ کوئی مُصیبت نازل ہوگی۔ جو بظاہر سخت ہوگی، لیکن اس کا انجام اِن شاء اللہ تعالیٰ بخیر ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مجھ پر قتل کا الزام لگایا گیا۔ جس کی وجہ سے میں کچھ تھوڑا عرصہ جیل میں نظر بند رہا۔ مگر اُس کا انجام بفضلہ تعالیٰ بخیر ہوا۔ (مفصل واقعہ مقدمہ قتل بابِ اِکرامات میں دیکھیے)۔

دوسرے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اس کے بعد باقی عمر اِن شاء اللہ تعالیٰ امن سے گزرے گی۔ (بفضلہ تعالیٰ حضور کی بقیہ عمر بالکل امن سے گزری)

رابطہ شیخ دافع خطرات

ایک روز ارشاد فرمایا: 'بندی جب ولایت صغریٰ میں سلوک طے کر رہا ہو تو اُس کے دل میں بہت سے خطرات پیدا ہوتے ہیں' جہاں تک ہوسکے رابطہ شیخ کو مستحکم کر کے خطرات کو دفع کرے اور تمام قصور اپنے ہی ذمہ لگائے۔ کیونکہ مُرشدِ کامل کا وجود ایک آئینہ کی طرح ہے۔ 'بندی طالب کو اپنے عیب بطور عکس شیخ میں دکھائی دیتے ہیں۔ اور 'بندی باطنی نظر میں قصور کی وجہ سے گمراہ ہو جاتا ہے ولایت صغریٰ کو طے کرنے کے بعد اگرچہ خطرات وارد ہوتے ہیں مگر ان سے کسی قسم کا نقصان نہیں ہوتا، بلکہ ترقی مدارج کا باعث ہوتے ہیں، بشرطیکہ مُرشد کے متعلق اعتقاد میں کوئی خلل واقع نہ ہو اور نسبت جلی سے کئی قسم کے بشارات نمایاں ہوتے ہیں۔ مگر اُن کے ظہور سے خوش نہ ہو۔ اور نہ اُن سے ملول خاطر ہو کیونکہ یہ ابتدائی چیز ہیں۔ مقصود بالذات نہیں۔

قبض اور بسط

ایک روز ارشاد فرمایا کہ سالک کو قبض اور بسط ہوتا ہے۔ اگر قبض کا باعث گناہ کبیرہ یا صغیرہ ہو، یا اتباعِ شریعت میں کوئی قصور واقع ہو گیا ہو تو استغفار پڑھنا چاہیے۔ تسبیح پر استغفار اللہ پڑھے۔ جب تسبیح تمام ہو جائے تو استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ پورا پڑھے۔ اور اگر صغیرہ یا کبیرہ گناہ یا شرعی قصور کی

وجہ سے قبض نہیں ہوئی، تو اس کا کوئی فکر نہ کریں۔ اس سے درجات میں ترقی ہوتی ہے۔ اول یہ سمجھنا چاہیے کہ "قبض" کیا چیز ہے؟ اور "بسط" کس کو کہتے ہیں؟ تاکہ حضور حضرت صاحب کا ارشاد جلدی سمجھ میں آجائے۔

جس وقت مُرید شیخ طریقت کے حکم سے سلوک شروع کرتا ہے اور ذکر و مراقبہ کرنے لگتا ہے تو اس کے دل میں سُرد و ذوق، اور جذبہ و فرحت پیدا ہوتی ہے اور دل کی کشادگی معلوم ہوتی ہے۔ اسی جذبہ اور خوشی کا نام "بسط" ہے۔

اور کبھی کبھی مُرید کے دل میں بد مزگی، بے ذوقی اور پریشانی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس بد مزگی، بے ذوقی اور پریشانی کا نام "قبض" ہے۔

چونکہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی بنیاد شریعتِ مطہرہ کی پابندی پر ہے۔ کیونکہ شریعت مقصود حقیقی ہے۔ طریقت اور معرفت، مُرغ شریعت کے دو بازو ہیں۔ جب پرندے کا جسم قوی ہو تو بازوؤں میں ایسی طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ اس کے جسم کو لے اڑتی ہے۔

اسی طرح جب سالک کے اندر شریعت کی تابعداری پختہ ہوگی، تو طریقت و معرفت جو اُس کے پر ہیں وہ قوی تر ہو جائیں گے۔ اور سالک کو عروج حاصل ہوتا جائے گا۔ اگر کسی گناہ کے سبب سالک کو قبض واقع ہو تو اُس کا علاج استغفار ہے۔ اگر اس سے کوئی گناہ نہ ہوا ہو اور خود بخود قبض لاحق ہو جائے تو اہل سلوک کے نزدیک اُسے کوئی خطرہ نہیں، بلکہ قبض کے وقت سالک کی گریہ زاری اور رنج و افسوس موجب ترقی درجات ہوں گے۔

سیر آفاقی و انفسی

ایک روز حضور نے ارشاد فرمایا کہ اگر انوار الہی جل شانہ سالک کو اپنے وجود سے باہر نظر آئیں تو اس کو "سیر آفاقی" کہتے ہیں اور اگر انوار الہی سالک کو اپنے وجود کے اندر نظر آئیں تو اس کو "سیر انفسی" کہتے ہیں۔

حصول سے خوش نہ ہو

ایک روز حضور نے ارشاد فرمایا کہ مبتدی کو ابتدا میں "سیر آفاقی" بہت دکھائی دیتی ہے۔ اُس کے حاصل ہونے سے خوش نہ ہونا چاہیے۔ اور حاصل نہ ہو تو غم نہ کرنا چاہیے۔

وقوف قلبی

ایک روز حضور نے ارشاد فرمایا: طریقہ نقشبندیہ میں "وقوف قلبی" شرط ہے۔ لیکن لوگوں کی سستی کے باعث حضرات مشائخ کرام نے لطیفہ قلب پر اسم ذات کی تعداد بارہ مرتباً مقرر فرمائی ہے۔ اور دیگر لطائف پر دو دو ہزار مقرر فرمائی ہے۔ حضور کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کی توجہ چونکہ ذکر الہی کی طرف بہت تھوڑی رہ گئی ہے، وگرنہ مقصود تو ہر آن اور ہر وقت ذکر الہی میں مشغول رہنا ہے۔ حضرات پیران کبار کے نزدیک وقوف دو قسم ہے:

۱۔ وقوف قلبی

۲۔ وقوف عددی

وقوف قلبی اصطلاح اہل سلوک میں اس کو کہتے ہیں کہ ہر وقت سالک کی توجہ دل کی طرف رہے، اور دل کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو۔

وقوف عددی اس کو کہتے ہیں کہ عدد کو نگاہ میں رکھے۔ یعنی تین، پانچ، سات، نو، گیارہ یعنی عدد طاق پر سانس نکالے، اور یہ اس صورت میں ہے کہ اگر سالک کو سانس بند کرنے میں نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو۔

تصویر شیخ

ایک روز حضور نے ارشاد فرمایا کہ اپنے شیخ کے تصور سے کوئی وقت اور کوئی لمحہ غافل نہیں ہونا چاہیے۔ مگر نماز میں یہ تصور نہ کریں۔ ہاں اگر نماز میں بے اختیار یہ تصور قائم رہے تو نعمت عظمیٰ ہے۔ جب یہ تصویر شیخ کمال کو پہنچتا ہے تو سالک کی نظر جہاں پڑتی ہے اُسے شیخ کی صورت ہی نظر آتی ہے۔

اوقات مراقبہ

ایک روز حضور نے ارشاد فرمایا کہ دن رات میں تین مرتبہ مراقبہ ضرور کرنا چاہیے۔ (۱) بعد از نماز صبح (۲) بعد غماز عصر۔ (۳) بعد نماز تہجد۔ اور ہمیشہ با وضو رہنا چاہیے۔

فیض کا منتظر رہے

حضور نے ایک روز ارشاد فرمایا کہ سالک جب شیخ کے حلقہ میں بیٹھا ہو تو دل میں کوئی خیال نہ لائے۔ بلکہ ذکر کرنے سے بھی خاموش رہے اور شیخ کی طرف سے فیض کے آنے کا منتظر رہے۔ اور جب بھی سالک شیخ کی خدمت میں حاضر ہو تو خواہ شیخ کسی کام میں مشغول ہو یا کسی سے بات کر رہا ہو تو اس وقت بھی شیخ سے فیض کے آنے کا انتظار کرنا چاہیے۔

بے نصیب نہیں آتا

ایک روز حضور حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ فقیر کی خانقاہ میں کوئی بے نصیب نہیں آسکتا۔ جو شخص بھی خانقاہ میں آگیا تو معلوم ہوا کہ تقدیر الہی میں اس کے لیے فیض لکھا ہوا ہوتا تھا، ورنہ نہ آتا۔

اللہ کا طالب خالی نہ جائے گا

ایک روز حضور حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے تھے کہ جو شخص تین مرتبہ "اللہ کی طلب کے لیے خانقاہ میں آئے" شریف میں حاضر ہوگا وہ خالی نہ جائے گا۔ یہ فقیر بھی اسی طرح کہتا ہے۔ یعنی حضور حضرت صاحب کا بھی یہی ارشاد ہے کہ جو شخص تین روز طلب خدا کے لیے خانقاہ میں آئے

حسن آباد میں آئے تو خالی دامن نہ جائے گا۔ یہ لاشیٰ درویش جامع ارشادات اب بھی یقین رکھتا ہے کہ جو شخص تین مرتبہ حضور مخدوم زادہ حضرت سجادہ نشین صاحب (حضرت ثانی لائانی خواجہ غلام محمد صاحب سواگوی رحمہ اللہ تعالیٰ) کی خدمت میں طلب صادق کے لیے حاضر ہوا تو ان شاء اللہ خالی نہ جائے گا۔

ایام کی تخصیص

ایک روز خلیفہ محسن شاہ صاحب نے حضور حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ کتاب "تحفۃ نصاب" میں بعض حاجات کے لیے بعض دن مقرر لکھے ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟ حضور نے ارشاد فرمایا کہ اس کتاب میں بعض ایسے مسائل ہیں۔ خاص کر بعض دنوں کا بعض کاموں کے لیے مخصوص ہونا، جو بے سند ہیں۔ شرع شریف کی کتابوں میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

رابطہ کسبی ذاتی

ایک روز حضور حضرت صاحب نے سید راجن شاہ صاحب کوٹ کو بیعت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ رابطہ شیخ دو قسم ہے۔ ایک "کسبی"۔ دوسرا "ذاتی"۔ اللہ تعالیٰ تمہیں رابطہ ذاتی عطا فرمائیں۔

حضور حضرت صاحب نے رابطہ کی جو تقسیم بیان فرمائی ہے اس کے سمجھنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جو طالب پیر کے فرمان کے مطابق

سلوک حاصل کرنا شروع کرتے ہیں وہ دو قسم ہیں :

ایک وہ جن کی قابلیت و استعداد ایسی ہوتی ہے کہ وہ محنت اور کسب کرتے کرتے آہستہ آہستہ مقام سلوک طے کرتے ہیں۔ اور رابطہ شیخ حاصل کر سکتے ہیں۔

دوسرے وہ کہ جن کی قابلیت و استعداد بہت بلند ہوتی ہے۔ اور ان کا سینہ شیخ طریقت کے فیض سے آئینہ سے بھی زیادہ صاف ہو جاتا ہے۔ اور پیر کے انوار باطنی اس کے سینہ میں ہر آن اور ہر وقت بطور سورج کی شعاع کے پڑتے رہتے ہیں۔ ان کو کسب رابطہ کی ضرورت نہیں رہتی۔ بلکہ ان کو رابطہ بالذات حاصل ہو جاتا ہے۔ رابطہ ذاتی کے ذوق اور اس کی حقیقت کو بیان کرنے سے زبان اور قلم عاجز ہیں۔ یہ احسان الہی اور پیر طریقت کی کرم بخشی اور بندہ پروری ہے۔

ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

○

شیخ کی بارگاہ میں حاضری

ایک روز سید راجن شاہ صاحب پاپیادہ سفر کر کے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ قیومِ زمان حضرت خواجہ حاجی دوست محمد قندھاری رحمہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ قندھار سے پاپیادہ چل کر دہلی شریف میں اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

ادب پہلی شرط ہے

علیمِ کریم بخش صاحب ساکن آڑہ اکبر شاہ ذکر کرتے ہیں کہ ایک روز یہ مسکین حضور کی خدمت میں حاضر تھا تو آپ یہ حکایت بیان فرما رہے تھے کہ :

کسی بادشاہ کے سامنے اس کا وزیر کھڑا تھا۔ اور بادشاہ اُس سے گفتگو کر رہا تھا۔ بادشاہ نے دیکھا کہ وزیر اپنے ہاتھ سے اپنے کپڑے کے بند درست کر رہا ہے۔ وہ سخت ناراض ہوا اور کہا کہ میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ تو میرا ملازم ہے۔ اور میرے سامنے میری طرف توجہ کرنے کی بجائے اپنے کپڑے کے بند کی طرف متوجہ ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ :

جب اہل دنیا کے رو برو ایسے آداب کی ضرورت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں تو اس سے زیادہ مُؤَدب ہونا لازمی ہے۔

مردود طریقت

ایک روز حضور نے سید من شاہ صاحب ساکن رازہ شہ لورائی کو ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے پیر و مرشد کی مخالفت کرے خواہ وہ اُمیر دین میں ہو یا دُنیا میں تو وہ مردود طریقت ہے۔

ناقص کامل بن جاتا ہے

ایک روز حضور نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی کامل درویش وفات

کے وقت کسی ناقص کو اپنا قائم مقام بنادے تو وہ ناقص بھی کامل ہو جاتا ہے۔ اور کامل کے تمام فیوض اور اس کی نسبت اسے حاصل ہو جاتی ہے۔ لیکن اس فقیر کے نزدیک اگرچہ اس ناقص کو نسبت حاصل ہو جاتی ہے مگر وہ اس شخص کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ جس نے کامل سے سلوک کی منازل طے کی ہیں۔

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نسبت

ایک روز مولانا سید حافظ احمد شاہ صاحب محمدی شریف (اجنالہ) کو حضور حضرت صاحب نے خطاب کر کے ارشاد فرمایا کہ تیرے صدی کے مجدد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب اور شریعتِ مطہرہ کو رواج دینے والے امام الادویہ، حضرت خواجہ شاہ غلام علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جب اپنے پیر و مرشد قطب العالم حضرت خواجہ ہرزا مظہر جان جاناں شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کی مزار پر انوار پر مراقبہ فرماتے تو حضرت شاہ صاحب کی نسبت پیر پر غالب آجاتی تھی۔

بُندی اور نوافل

ایک روز ارشاد فرمایا کہ بُندی طالبِ سلوک کو ذکر اور مراقبہ بہت زیادہ کرنا چاہیے۔ فرائض اور مُنتہیں بلا ناغہ ادا کرے۔ باقی نوافل و اوراد کی کثرت مناسب نہیں۔
(گویا بُندی بیمار کی مانند ہے، جسے دوا زیادہ استعمال کرنا چاہیے، نہ کہ خوراک۔ بلکہ خوراک کم استعمال کرے۔)

عُمُضائع و نجا بیٹھوں

ایک روز حضور حضرت صاحب پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ یہ سرائیکی بیت ارشاد فرما رہے تھے:

عُمُضائع و نجا بیٹھوں دھوکا دشمن دا کھا بیٹھوں
نہ زہر رہیا نہ گھس رہیا نہ ماں پٹو کوئی پسر رہیا
سُکمی جندری کون ڈکھ لا بیٹھوں

تہجد کے لیے بیدار کرتے

حضور اکثر ارشاد فرماتے تھے کہ زیارت کے لیے آنے والے نماز تہجد نہیں پڑھتے۔ ان کو بیدار کرنا چاہیے۔ حضور حضرت صاحب کو بارہ دیکھا گیا کہ لائین ہاتھ میں لے کر درویشوں کے حجروں سے باہر تشریف لاتے اور نہایت کریمانہ اخلاق سے تہجد کے لیے بیدار فرماتے۔ پھر حضور نے ارشاد فرمایا کہ قیومِ زمانہ حضرت خواجہ محمد عثمان رحمہ اللہ تعالیٰ سحر کے وقت بنفس نفیس درویشوں کے حجروں کے پاس تشریف لے جاتے اور دیکھتے کہ کون شخص سویا ہوا ہے، اُسے تہجد کے لیے بیدار کرتے۔

حضرت خواجہ محمد عثمان رحمہ اللہ تعالیٰ اور خدیہ شیخ

حضور حضرت صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اکثر اپنے پیر روشن ضمیر کے حالات ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ اور اس سے آپ کا مقصود درویشوں کو

تعلیم دینا ہوتا تھا۔ تاکہ ان حضرات عالی درجات رضی اللہ عنہم کے حالات طہیات سن کر اپنے دلوں کو قوی کریں اور یہ معلوم کریں کہ ان حضرات نے اپنے پیران کبار رضی اللہ عنہم کی کس طرح مخلصانہ طور پر خدمات سرانجام دیں اور اس قدر غلامی کے باوجود بھی اپنے پیرو مشد کے ممنون احسان رہتے کہ انہوں نے خدمت کا موقع عنایت فرمایا۔ ایک مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت قیوم زماں خواجہ محمد عثمان رضی اللہ عنہ بہت مدت تک سلوک حاصل کرنے کے لیے اپنے پیر روشن ضمیر کی خدمت میں حاضر رہے۔ آپ خطوں کا جواب بھی دیتے۔ پانچ وقت نماز کی امامت بھی فرماتے۔ لوگوں کے ساتھ مل کر مٹی گارا سے تسبیح خانہ کی دیواریں اور درویشوں کے حجرے تعمیر فرماتے اور صبح و شام نگر شریف کا کام بھی کرتے۔ زائرین اور درویشوں کو کھانا بستر اور چار پائیاں بھی تقسیم فرماتے۔ اگر قطب الاولیاء حضرت خواجہ حاجی دوست محمد قندھاری رحمہ اللہ تعالیٰ بیمار ہوتے تو صبح موسیٰ زئی شریف سے روانہ ہو کر ڈیرہ اسماعیل خان جاتے اور حضرت صاحب کا حال طبیب کے سامنے بیان کر کے دوا لیتے اور شام کے وقت موسیٰ زئی شریف اپنے پیر روشن ضمیر کی خدمت میں حاضر ہو جاتے۔ یاد رہے کہ موسیٰ زئی شریف سے ڈیرہ اسماعیل خان ۳۵ میل کے فاصلہ پر ہے۔ سچ ہے کہ

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد
ہر کہ خود را دید او مخدوم شد

○

نماز فجر کے بعد سنتوں کا حکم

ایک روز آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر وقت طے تو فجر کی سنتیں فرض سے پہلے پڑھ لے اور اگر موقع نہ ملے تو قبل از طلوع بعد از فریضہ پڑھ لے۔ چند بار حضور نے اس پر عمل بھی فرمایا۔

لہ: مشکوٰۃ شریف میں حضرت قیس بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے یہ حدیث پاک مذکور ہے: "قال رأى النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رجلاً یصلی بعد صلوٰۃ الصبح رکعتین فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلوٰۃ الصبح رکعتین فقال الرجل انی لم اکن صلیت الركعتین اللتین قبلہما فصلیتہما الاذن۔ فسکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ صبح کی (فرض) نماز پڑھ لینے کے بعد دو رکعت اور پڑھ رہا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منبرایا کیا صبح کی دو رکعت (فرض) کے بعد اور دو رکعت (ادا کر رہے ہو، حالانکہ جانتے ہو کہ صبح کے فرضوں کے بعد کوئی نفل نہیں) اس شخص نے عرض کی: حضور صبح کے فرضوں سے پہلے دو رکعت (سنت) ادا نہیں کر سکا پس ان کو میں نے اب پڑھ لیا۔ پس حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

اس حدیث کے تحت خاتم المحدثین حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ مستطراز ہیں:

(باقی اگلے صفحہ پر)

موشہ منوسے آگے:

”انکار نہ کرو و تقریر مسرود، پس معلوم شد کہ اگر سنت فجر پیش از فرض گزارده نشود بعد از دے باید قضا کرد۔ ہمیں است مذہب شافعی و محمد۔ (رمعم اللہ تعالیٰ) یعنی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابی کے اس فعل پر انکار نہیں فرمایا، بلکہ تقریر فرمائی تو معلوم ہوا کہ اگر سنت فجر فرضوں سے پہلے نہ پڑھ سکے تو بعد میں قضا کر سکتا ہے۔

اگرچہ حضرت شیخ محقق نے اس کے بعد حدیث شریف پر بحث کی ہے۔ مگر آخر میں پھر لکھا ہے:

”ترمذی گفتہ کہ قوسے از علمائے مکہ قائل شدہ اند بحديث قیس و گفتہ اند کہ باکے نیست کہ بگزارد مرد دو رکعت بعد از مکتوبہ پیش از طلوع آفتاب۔“ (اشعۃ اللمعات ص ۳۵۶)

یعنی امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ علمائے مکہ کی ایک قوم حدیث قیس پر عامل ہے اور وہ کہتے ہیں کہ فجر کے فرضوں کے بعد اگر کوئی شخص دو رکعت سنت طلوع شمس سے پہلے پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

ابوالانوار محمد عبد الرحمن حسینی

علم کئی و جُبری

ایک روز حضور حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ فقیر ایک دن (داوی) سون میں حضرت خواجہ غریب نواز حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ لیٹے ہوئے تھے عرض کیا کہ قبلہ! لوگوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کئی و جُبری کے متعلق بہت اختلاف ہے۔ کیا اعتقاد رکھنا چاہیے۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے فرمایا کہ میں لوگوں کو اس معاملہ میں سختی سے منع کرتا ہوں وہ تمام مخلوق اور خدام حضرات کرام رضی اللہ عنہم کو گمراہ کرتے ہیں۔ فقیر کا عقیدہ یہ ہے کہ جس قدر علم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لائق شان تھا، اللہ نے آپ کو عنایت فرمایا۔ ہم اس عطیہ الہی پر ایمان رکھتے ہیں۔ تم بھی اس بات کی تقلید کرو۔

خاتم الاولیاء

ایک روز ارشاد فرمایا کہ حضور حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے وقت کے خاتم الاولیاء تھے۔ بزرگی اور درویشی آپ کی ذات گرامی پر ختم ہو گئی۔

اب ڈھونڈیے اُن کو چراغِ رُخِ زیبا لے کر

ایک روز حضور حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ حضرت قبلہ خواجہ محمد عثمان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو فرماتے تھے ”اس وقت عثمان

زمین پر موجود ہے، کل چلا جائے گا۔ پھر ہاتھ نہیں آئے گا۔ پھر حضرت صاحب نے حاضرین مجلس کو خطاب کر کے فرمایا، یہ فقیر اپنے حق میں یہی کہتا ہے۔ ابھی وقت ہے کچھ کام کرلو۔

ایک مرتبہ یہ لاشی درویش (جامع ملفوظات شریف) حضور حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر تھا۔ سردی کے ایام تھے۔ حضور کی طبع گرامی کچھ ناساز تھی۔ اس رات حضور حضرت مولانا عبد الکریم صاحب (جو مخدوم زادوں کے استاد تھے) کے حجرہ میں تشریف فرماتے۔ تین اشخاص حضرت صاحب کی خدمت میں موجود تھے۔ ایک صاحب دماغ لانگری۔ اور عبد اللہ خان وزیر، جو کہ بہت مخلص خادم تھا۔ اور ایک یہ لاشی درویش۔ سردی کی وجہ سے آگ جل رہی تھی۔ عبد اللہ خان آگ کی انگلیشی کے قریب بیٹھا ہوا لکڑیاں درست کر رہا تھا۔ صاحب داد لانگری دروازے کے قریب تھا اور یہ لاشی درویش حضور کے قریب بیٹھ کر آپ کو دبار رہا تھا۔ حضور نے ایک پُر درد، سرد آہ کھینچ کر فرمایا کہ حضرت غریب نواز خواجہ محمد عثمان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے "آج عثمان زمین پر موجود ہے، کل تم کو آسمان پر بھی تلاش کرنے سے نہیں ملے گا۔ اُس وقت کی کیفیت کی حقیقت کا بیان کرنا زبان کی طاقت سے باہر ہے۔ حقیقت میں حضور کا اشارہ اپنی ذات اقدس کی طرف تھا کہ تم تلاش کرو گے اور مجھ کو نہ پاؤ گے۔ آہ آج اگر آفتاب کا چراغ لے کر چار دانگ عالم میں تلاش کریں تو حضور جیسا شباز عالم قدس نہیں مل سکتا۔ کچھ ایسے ہی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جہجہ تم ڈھونڈنے بھلو گے مگر پا نہ سکو گے

خدمت و جانثاری

ایک روز ارشاد فرمایا کہ فقیر "دریا خان" میں حضرت خواجہ غریب نواز خواجہ محمد سراج الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کے واسطے بنگلہ تیار کر رہا تھا کہ گھر سے اپنے فرزند کی بیماری کی اطلاع ملی اور پھر فوتیگی کی اطلاع بھی مل گئی۔ مگر فقیر بدستور بنگلہ تیار کرانے میں مصروف رہا۔ اور گھر نہ گیا۔ جب بنگلہ تیار ہو گیا تو حضرت خواجہ غریب نواز بنگلہ کو ملاحظہ فرما کر بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا تو نے مجھے خوش کیا، اللہ تعالیٰ تجھے خوش کرے گا۔ اور تجھے اللہ تعالیٰ اس کی مانند بنگلہ بہشت میں عطا فرمائے گا۔ اس ارشاد سے حضور کا اپنے پیر روشن ضمیر سے کمال اخلاص اور بے انتہا محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ مرید کو اپنے شیخ کا اسی طرح تابعدار ہونا چاہیے۔

مریض عشق پر رحمت خدا کی

ایک روز حضور حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ بیماری کی حالت میں فقیر سنتِ کریمہ پر عمل کرتے ہوئے علاج کرتا ہے۔ درنہ کلیوں کو میری مرض کی خبر نہیں۔

رانجھا صاحب کمال

ایک روز حضور حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ لوگ "رانجھا" کی فسق و فجور کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ صاحب کمال تھا۔ کیا تم

اُس کے کلام کو نہیں دیکھتے؟ — حضور حضرت صاحب نے ”راجن“ کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا کشفِ صبح کے ذریعہ سے ارشاد فرمایا۔ من اراد مزید التصدیق فلینظر بالکشف الصحيح فما قال شیخنا هو الحق۔ ۵

ہر کہ غافل نیست از حق یک نفس
ماضی و مستقبلش حال است و بس

تین بزرگوں سے یادہ محبت

ایک روز ارشاد فرمایا کہ مجھے تین بزرگوں سے بہت اُنس و رابطہ،

اور مخلصانہ محبت ہے۔

۱۔ سیدنا حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۲۔ حضرت غوث بہاء الحق مرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۳۔ اور حضرت لعل عین صاحب کروری رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اپنی زندگی شاہ صاحب کو دیدی

ایک روز حضور حضرت صاحب نے مولانا سید محمد بخش شاہ، ساکن ”سوکڑ“ کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بستی ”گرہ سواگ“ کے قریب ایک ”ڈروہڑاں“ کی بستی ہے، وہاں ایک درویش قاضی شیخ محمد عثمان صاحب رہتے تھے۔ ان کا ایک خلیفہ اور خادم میاں حبیب اللہ سواگ تھا، جو ہمیشہ قاضی صاحب کے ہمراہ رہتا۔ قاضی صاحب موصوف کی سید محمد زاہد شاہ صاحب ساکن بستی ”نیر شاہ“ کے ساتھ گہری دوستی تھی۔

اتفاقاً ایک روز شاہ صاحب مذکور بیمار ہوئے تو قاضی صاحب اُن کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ وہاں قاضی صاحب کو مراقبہ میں معلوم ہوا کہ شاہ صاحب کی اہل قریب ہے۔ قاضی صاحب نے یہ بات اہل مجلس کے سامنے بیان کر دی اور فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنی زندگی شاہ صاحب کو دے دے تو حضرت شاہ صاحب کی ذات گرامی سے مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچے گا۔ سب لوگ خاموش رہے، تو قاضی صاحب نے فرمایا میں نے اپنی زندگی شاہ صاحب کو دے دی ہے۔ جب قاضی صاحب واپس تشریف لائے تو ”گرہ سواگ“ کے نزدیک چاہ گلوں والا پر پہنچے ملک مبارک سواگ اور ان کی والدہ مائی خواجہ کو کہ اُن کے مُرید تھے انہیں فرمایا کہ میں نے اپنی زندگی شاہ صاحب کو دے دی ہے اور میں نصف رات کے قریب فوت ہو جاؤں گا۔ میرا غسل اور کفن تمہارے ذمہ ہوگا۔ غسل اور کفن کے بعد میرا جنازہ چاہ مذکور کی حد پر رکھ دیں، میرا جنازہ پڑھانے کے لیے میرے شیخ طریقت حضرت قبہ ”نیلی“ سے تشریف لائیں گے اور جھنڈی دیتے آئیں گے۔ حسب وصیت قاضی صاحب کا جنازہ اسی جگہ رکھ دیا گیا۔ چنانچہ حضرت قبہ ”نیلی“ والے، اسی بستی کے نزدیک ظاہر ہوئے۔ سفید ریش۔ سبز رنگ کی گھوڑی پر سوار، اور جھنڈی دیتے ہوئے آئے۔ جب قاضی صاحب کے جنازہ کے قریب آئے تو گھوڑی سے اتر کر اُسے چھوڑ دیا۔ نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز جنازہ سے فارغ ہو کر گھوڑی پر سوار ہوئے اور جس جگہ سے ظاہر ہوئے تھے وہیں پہنچ کر غائب ہو گئے۔

امانت کی حفاظت

جناب قاضی شیخ محمد عثمان صاحب کے خلیفہ میاں حبیب اللہ صاحب مذکور کے متعلق حضور حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ایک دن میاں حبیب اللہ صاحب قاضی صاحب کے ہمراہ تھے۔ قاضی صاحب کو بھوک محسوس ہوئی تو آپ کے مُردین میں سے ایک عورت نے پینے کی روٹی، کھن کے اور لٹی پیش کی۔ قاضی صاحب نے تھوڑی سی روٹی کھن کے ساتھ تناول فرمائی اور لٹی نوش کی۔ باقی روٹی میاں حبیب اللہ صاحب کے سپرد کی اور فرمایا اس روٹی کو محفوظ رکھنا، پھر بھوک معلوم ہوئی تو کام آئے گی۔

چنانچہ ایک سال کے بعد جب قاضی صاحب اسی مقام سے گزر رہے تھے تو بھوک محسوس ہوئی۔ خلیفہ صاحب کو فرمایا گزشتہ سال والی روٹی لاؤ۔ خلیفہ مذکور نے روٹی کو محفوظ رکھا ہوا تھا۔ پیر کی خدمت میں پیش کر دی۔ قاضی صاحب نے فرمایا: ”تو ایماندار آدمی ہے۔ اور امانت کے لائق ہے۔“ اپنا تھوڑا سا عاب دین مبارک میاں حبیب اللہ صاحب کے مُنہ میں ڈالا۔

حضور حضرت صاحب کا اس حکایت کے بیان کرنے سے مُدعا یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیخ طریقت مُردِ غلص کی ہر طرح آزمائش کرتا ہے۔ جب ثابت قدم پاتا ہے تو معرفت الہی کی امانت اُس کے سپرد کرتا ہے۔

○

میاں حبیب اللہ صاحب حیات ہیں

ایک دن حضور نے حضرت میاں حبیب اللہ صاحب کے متعلق ارشاد فرمایا کہ میاں حبیب اللہ زندہ جاوید ہے۔ اگر کوئی صاحب بصیرت اس کی قبر پر جائے تو وہ اسی جگہ پر جواب دیتا ہے۔ نیز فرمایا کہ میاں حبیب اللہ صاحب کی قبر ”کرور“ میں قاضی صاحبان کی حویلی میں پیر کے قدموں کی طرف ہے۔ اس پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہوئی ہے۔ آپ مزار بنانے کو پسند نہیں کرتے اور نہ بنانے دیتے تھے۔ حضور کا یہ ارشاد اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مردانِ راہِ خدا کی خدمت میں رہنے والے اگر عقیدت و ارادت سے رہتے ہوں تو وہ زندہ جاوید ہو جاتے ہیں۔ حضرت مولانا رومی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ہ

گر تو سنگ خارہ مرمر شوی

چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

پیر و مُرشد سے ذکرِ خدا حاصل کرے

ایک روز آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب مُرد اپنے پیر کی خدمت میں حاضر ہو تو کھانے پینے اور قیام کرنے کے سامان حاصل کرنے کی طرف توجہ نہ کرے بلکہ اس چیز کی طلب کرے جس کو حاصل کرنے کے لیے گھر چھوڑ کر آیا ہے۔ یعنی ذکرِ خدا اور ایمان حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ کیونکہ کھانے پینے کی چیزیں تو گھر میں بھی مل جاتی ہیں۔

پیر اپنے مرید کے حالات سے آگاہ ہے

حضور نے ایک دن سردار کریم داد خان دھوئی کو مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ مرید جب پیر کی خدمت میں حاضر ہو بالکل چپ رہے اور فیض کا انتظار کرے، کیونکہ ابھی وہ خانقاہ کی چار دیواری سے باہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پیر کو مرید کے تمام حالات الفا فرادیتا ہے اور پیر طریقت کو توفیق عطا کرتا ہے کہ وہ مرید کی حاجتوں کو پورا کر سکے۔ خود مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ہ

بندگان خاصہ علام الغیوب

در جہاں دانی بواسیس اقلوب

یعنی اللہ تعالیٰ کے خاص بندے (حضرات اولیاء کرام) چُپسی ہوئی باتوں سے (بازن اللہ) آگاہ ہو جاتے ہیں۔ اور وہ اس دنیا میں دلوں کے جاسوس ہیں۔

ذَٰلِكَ فَضَّلَ اللَّهُ يُونُسَ مِّنْ يَّسَّاءَ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

پیر کے متعلق عقیدہ

ایک روز ارشاد فرمایا کہ سب پیران کرام اور بزرگوں کو اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ اور مقبول ماننا چاہیے۔ لیکن اپنے پیر کا درجہ بلند سمجھنا چاہیے۔ اور اس کے برابر کسی کو نہ سمجھے۔ حضور کا یہ ارشاد بھی مریدین کی تعلیم و تربیت کے لیے ہے۔ کیونکہ جب تک مرید میں اس قسم کا اخلاص ہوگا تو وہ اپنے شیخ سے فیض حاصل کرنے کے قابل نہ ہوگا۔

مقاماتِ مقدسہ کسوٹی ہیں

ایک روز حج کے بارہ میں گفتگو ہو رہی تھی۔ حضور حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ حج بیت اللہ شریف اور زیارتِ روضہ مقدسہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کر کے واپس آتے ہیں۔ تو یہ مقاماتِ مقدسہ کسوٹی کی مانند ہیں۔ یا تو حاجی اُس جگہ سے ایمان کامل لے کے آتا ہے۔ یا ایمان سے خالی ہو کر آتا ہے۔ چنانچہ تجربہ شاہد ہے کہ بعض لوگ جب حج سے واپس آتے ہیں تو پہلے سے زیادہ نیک ہو جاتے ہیں۔ اور بعض کی حالت بہت خراب ہو جاتی ہے۔

سفرِ بنخیر انجام ہوا

ایک شاہ صاحب حج سے واپس تشریف لائے تو حضور حضرت صاحب نے اُن سے ملکِ عرب کے حالات دریافت فرمائے۔ شاہ صاحب نے بہت تعریف کی کہ بادشاہِ اسلام کا عجیب نظام ہے۔ مدین اور قصاص جاری ہیں، راہزن پابند ہیں۔ امن و امان کا دور دورہ ہے۔ اگر لاری کے سفر میں زر کی تصیلی گرجائے تو کسی کو طاقت نہیں کہ اٹھائے۔ یہ سن کر حضور نے ارشاد فرمایا کہ الحمد للہ شاہ صاحب آپ ایمان سلامت لائے اور سفرِ بنکی سرانجام ہوا۔

سات پشتوں تک اثر

ایک دن ارشاد فرمایا کہ کامل اور طاقت ور بزرگ اپنے تفرق

سے اپنی سات پشتوں تک ولایتِ صغریٰ کا سلوک طے کر دیتا ہے۔

حضرت خواجہ محمد سرسراج الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ کی یاد تازہ ہو جاتی

حضور حضرت صاحب نے واقعہ اسرارِ یزدانی، ہمائے ادب لاسکائی، حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ایک روز ارشاد فرمایا کہ اگر میرا فرزند مولوی فقیر محمد صاحب زندہ ہوتا تو مخلوق کو قطبِ العالم حضرت خواجہ محمد سرسراج الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ کا زمانہ یاد آجاتا۔ مگر لوگوں کی قسمت میں یہ بات نہ تھی۔

کشفِ عیانی حاصل ہے

حضور حضرت صاحب حاجی نور محمد وارثے والا۔ اور عبد اللہ شاہ کالا والا کے متعلق ارشاد فرمایا کہ حضرت محبوبِ سبحانی امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مریدوں کی طرح اُن کو کشفِ عیانی حاصل ہے۔

غیر دے درتے مولا نہ جا

ایک روز حضور حضرت صاحب نے یہ ہندی بیت اپنی زبان فیضِ ترجمان سے ارشاد فرمائے: ہ

پیرِ بکعانی ایسا ریت بہہ وچ جہرے یا مسیت
پھنیا پُرانا کمپڑا پا بیہا پروتھا مکڑا کھا
غیر دے درتے مولا نہ جا

○

جس دعوے سٹیا میں دا

اکثر اوقات حضور حضرت صاحب یہ ابیات سرائیکی بھی ارشاد فرماتے تھے: ہ

دین تے دُنیا دُوہیں سکیاں بھیناں تینوں عقل نہیں سمجھیندا
دُو بھیناں وچ کتے نکاح دے تنگوں شرع نہیں فرمیںدا
بھاہ تے پانی وچ کتے تھال دے بیا تھال ای نہیں کہیںدا
دُوہیں جہان بھٹ گئے اوہے جھال دعوئی سٹیا میں دا

پیکرِ تسلیم و رضا

ایک روز ارشاد فرمایا کہ فقیر نے ابتداء میں نو سال مُفلسی کی حالت میں گزارے اور کسی کے آگے دستِ سوال دراز نہ کیا۔ دو سال تک میرے پاس چادر نہ تھی۔ اور ایک سال تک پگڑی نہ تھی نگے سر رہا۔ اور چالیس سال پیرانِ عظام کی خدمت کی۔

حضور کے اس ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ سالک کے لیے ہر وقت ہر آن رضائے الہی پر شکر گزار رہنا ضروری ہے ہ

فقر ذوق و شوق و تسلیم و رضا است
ما اہنم ایں مستراحِ مصطفیٰ است

مولوی حسین علی شاہ کا علمِ غیب

ایک روز حضور حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ابتدا میں

یہ فقیر ”گرہ سواگ“ میں مقیم تھا۔ تو مولوی حسین علی صاحب کو خط لکھا کہ فقیر کے مقامات کو دیکھ کر مطلق فرمائیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ آپ کے لطائف کے انوار بحرِ دقار کی مانند تھیں۔“

آپ نے اس کے بعد فرمایا کہ ”سبحان اللہ! مولوی حسین علی صاحب خود تو دور بیٹھے ہوئے فقیر کے متعلق غیب کی باتیں جانتے ہیں، مگر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے منکر ہیں۔“

حضور حضرت صاحب کا ہمیشہ قطب العالم حضرت خواجہ محمد سرلج الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح اپنے خدام و مخلصین کو کھلی، جزی کی بحث سے سخت منع فرماتے کہ کھلی، جزی کا پیمانہ لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو ناپنا، بلکہ ایسی مجلسوں میں شرکت کرنے سے بھی ایمان کے زوال کا خطرہ ہے۔

ڈاڑھی کترے کے پیچھے نماز جائز نہیں

حضور حضرت صاحب ہر مجلس وعظ میں ہمیشہ فرماتے کہ جس شخص کی ڈاڑھی قبضہ سے کم ہو اس کے پیچھے نماز ناجائز ہے۔

نماز احتیاطی

حضور حضرت صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ شہر جہاں نماز جمعہ پڑھی جائے، وہاں نماز احتیاطی کی ضرورت نہیں۔ آپ ہمیشہ اسی پر عمل فرماتے اور معتقدین بھی اسی پر عمل کرتے ہیں۔

موسے زئی شریف اور نماز جمعہ

ایک دن حضور حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ کسی شخص نے قطب دوران حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ موسیٰ زئی بڑا شہر ہے۔ تقریباً ۵۰۰ کی آبادی، مکانات ہیں۔ آپ اس میں جمعہ کیوں نہیں پڑھتے۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے اُس کو دس روپے دیے کہ موسیٰ زئی شریف کے بازار سے کستوری خالص خرید کر لے آؤ۔ اُس شخص نے عرض کیا کہ اس جگہ تو ایک روپیہ کی کستوری ملنا بھی مشکل ہے۔

آپ نے فرمایا تب تو یہ مصر نہیں، بستی ہے۔ جہاں ہر قسم کے ضروریات دستیاب نہ ہوں وہ مصر نہیں۔ اس لیے یہاں جمعہ پڑھنا جائز نہیں۔

حصول کمال کے لیے مدتِ ذکر رہے

ایک روز ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ طریقے کے مطابق سچے نو ماہ تک ماں کے پیٹ میں رہتا ہے۔ اور میعادِ مقررہ کے بعد مکمل ہو کر باہر آتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی (اعظماء) نبوت (کی اجازت) ملی تو چالیس سال کے بعد ملی۔ اس فقیر نے پورے چالیس سال پیرانِ کبار کی خدمت کی۔ چالیس سال کے بعد پیرانِ عظام سے فیض ملا۔ اور آج کل لوگ یہاں خانقاہ میں آتے ہیں۔ اور ایک رات رہ کر واپس چلے جاتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ

ہم کابل بن جائیں۔ حالانکہ روز بروز اہل زمانہ کی حالت خراب ہو رہی ہے۔

ہمارے طریقہ میں محرومی نہیں

ایک روز ارشاد فرمایا کہ سلطان العارفين، امام السالکین، مجتہد طریقہ عالیہ نقشبندیہ خواجہ بزرگ خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو رُخ تلواری جاری کی ہے۔ حضرت خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ ”در طریقہ ما محرومی نیست“

یعنی جو شخص طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہو جائے، محروم نہیں رہتا۔ اس طریقہ عالیہ کی برکت سے ان شاء اللہ مرتے وقت ایمان سلامت لے جائے گا۔

شیعہ کو تین بددُعائیں

ایک روز حضور حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ہندو کے گنوں پر نماز پڑھو اور پانی بھی پی لو۔ مگر شیعہ کے گنوں پر نہ نماز پڑھو نہ پانی پیو۔ کیونکہ شیعہ کا ایمان حضرت شیخین یعنی امیر المؤمنین خلیفہ اول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر المؤمنین خلیفہ ثانی فاروق اعظم سیدنا امیر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سب کرنے سے مل جاتا ہے۔ البتہ ہندو میں استعداد ہے اور امید ہے کہ وہ ایمان لائے۔ مگر شیعہ پر امید نہیں کہ وہ ایمان دار بن جائے، کیونکہ وہ سب کرنے کو ایمان جانتے ہیں۔ لہذا ان کا ایمان جل جاتا ہے۔

اور یہ منکر صحت قرآن ہیں۔ اگر ہو سکے تو شیعہ کے قدم پر قدم نہ رکھو۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ شیعہ کو امام حسین رضی اللہ عنہ نے تین بددُعائیں دی ہیں۔ کیونکہ حقیقتاً حضرت امام کے قاتل یہی شیعہ لوگ ہیں۔

- ۱۔ پہلی بددُعایہ فرمائی کہ ”خُذْ بِأُذُنِ لَوْكُلِّ لَوْكُلِّ“ نے مجھے اپنے نانا کی زیارت سے محروم کیا ہے، ان کو حضور علیہ السلام کی زیارت نصیب نہ کر۔
- ۲۔ دوسری بددُعایہ کہ انھوں نے مجھے تلاوت قرآن سے محروم کیا ہے، اے اللہ ان کو قرآن کی تلاوت نصیب نہ کر۔
- ۳۔ اور تیسری بددُعایہ کہ انھوں نے مجھے نماز باجماعت ادا کرنے سے روکا، اے اللہ! ان کو نماز باجماعت نصیب نہ کر۔

یہ تینوں دُعائیں حضرت امام پاک کی اللہ رب العزت نے قبول فرمائیں۔ چنانچہ شیعہ تلاوت قرآن حکیم سے محروم ہیں۔ کیونکہ یہ قرآن کو صحیفہ عثمانی جانتے ہیں۔ روضہ اقدس کی زیارت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو ہمیشہ کے لیے محروم کر دیا ہے۔ اسی طرح نماز سے بھی محروم ہیں۔ اگر کبھی کبھی نماز اکیلے یا جماعت سے ادا کرتے ہیں تو یہ ان کی اپنی بنائی ہوئی نماز ہے۔ اللہ جل شانہ اور اس کے رسول علیہ السلام کے فرمان کے مطابق نہیں پڑھتے۔

نماز باجماعت کی پابندی

حضور ہمیشہ اپنے مُریدین و مخلصین کو نماز کی تاکید فرماتے۔ خصوصاً

نماز باجماعت ادا کرنے کی تلقین فرماتے۔ آپ نے ایک روز ارشاد فرمایا کہ میں نے سات سال تک نماز جماعت سے فوت نہیں ہونے دی۔ اب اگر جنگل میں بھی جاؤں تو نماز جماعت سے حاصل ہو جاتی ہے۔ اور بارہ سال تک کسی سے سوال نہیں کیا۔ اس کی برکت یہ ہے کہ جنگل میں بھی جاؤں تو اللہ تعالیٰ نگر کا سامان اُسی جگہ عطا کر دیتا ہے اور ہوائی رزق آجاتا ہے۔

شریعتِ مطہرہ کی پابندی

آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں موسیٰ زئی شریف سے واپس آ رہا تھا کہ جنگل میں نماز کا وقت ہو گیا۔ میں اکیلا تھا۔ ایک چرواہے کو چار آنہ کی رقم دے کر اس کو نماز سکھائی اور یتیم کڑاکے اپنے ساتھ نماز پڑھائی تاکہ جماعت کا ثواب فوت نہ ہو۔

حضور نے جنگل میں بھی سنتِ کریمہ پر عمل پیرا ہو کر اس حقیقت کو ثابت فرمایا کہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ کا دار و مدار شریعتِ مطہرہ کی پابندی پر ہے۔

صفیں کج دل پریشان

حضرت اکثر فرمایا کرتے تھے کہ امام سے پہلے سجدہ میں جانا اور نماز میں صفوں کا ٹیڑھا ہونا مکروہاتِ نماز میں سے ہے۔ اس لیے صفوں کو سیدھا کرنے میں بہت اہتمام فرماتے۔ اور تمام حاضرین جماعت کو مخاطب ہو کر ارشاد فرماتے کہ جماعت میں صفِ میٹھی

ہو تو دل ٹیڑھا ہو جاتا ہے۔ اور بُرے خیالات آتے ہیں۔ یہ بھی تاکید فرماتے کہ صف میں مقتدی ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہوں اور اُن میں فاصلہ نہ ہو۔ اگر درمیان میں فاصلہ ہو تو اس جگہ شیطان گھس آتا ہے اور دل میں فاسد خیالات ڈالتا ہے۔

نماز میں وساوس سے محفوظ رہنے کا طریقہ

ایک روز حضور حضرت صاحب نے نماز کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جب انسان نماز کے لیے کھڑا ہو تو سجدہ کے مقام پر اپنی نظر رکھے اور یہ خیال کرے کہ میں نے اس زمین میں دفن ہونا ہے۔ اور رکوع کرے تو اپنے دونوں پاؤں کو دیکھے۔ اور یہ خیال کرے کہ میرا رُوح پہلے اس جگہ سے نکلنا شروع ہوگا۔ جب سجدہ میں جائے اور اپنی ناک کی طرف دیکھے اور یہ خیال کرے کہ میرا رُوح اس جگہ سے بھی نکلے گا۔ اور جب التیات میں بیٹھے تو اپنے سینہ کو دیکھے اور یہ خیال کرے کہ رُوح سینہ سے بھی نکلے گا۔ جو شخص اس طریقہ پر کاربند رہے گا تو وہ نماز میں وساوس و خطرات سے محفوظ رہے گا۔

نمازِ تسبیح

آپ "صلوۃ التسبیح" کے بہت فضائل بیان فرماتے تھے۔ ایک روز ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں اس کے فضائل بہت زیادہ ہیں۔ بہتر ہے کہ ہر روز پڑھے۔ اس کے پڑھنے سے صغیرہ

کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور انسان گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے، جیسے بچہ ماں کے پیٹ سے پاک پیدا ہوتا ہے۔ اگر ہر روز نہ پڑھے تو ہفتہ میں ایک بار پڑھے۔ اور اگر ہفتہ میں نہ پڑھے تو مہینہ میں ایک بار پڑھے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو چھ ماہ میں ایک بار پڑھے، ورنہ سال میں ایک بار پڑھے۔ اگر ایسا بھی نہ ہو سکے تو تمام عمر میں ایک بار پڑھے۔

آپ ہمیشہ جمعہ کے روز اشراق کے بعد صلوٰۃ التسبیح ادا فرماتے اور پڑھنے کا طریقہ بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں بیان فرماتے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عم بزرگوار حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ اے چچا! کیا میں آپ کو (ایسی چیز) عطا نہ کروں، کیا آپ کو (ایسی چیز) نہ دوں؟ کب تمہیں (ایسی چیز) نہ سکھاؤں؟ جس کو آپ ادا کریں تو آپ کے تمام گناہ خواہ وہ پہلے ہوں یا پچھلے۔ نئے ہوں یا پرانے۔ عذاب کیے ہوں یا سہوا۔ ظاہر ہوں یا چھپے ہوئے۔ صغیرہ ہوں یا کبیرہ سب بخش دیے جائیں گے۔ وہ یہ ہے کہ آپ چار رکعت نماز تسبیح ادا کریں۔ ہر رکعت میں الحمد للہ اور سورۃ پڑھ کر پندرہ مرتبہ یہ تسبیح پڑھیں سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ۔ پھر رکوع کریں۔ رکوع میں رکوع کی تسبیحات پڑھ لینے کے بعد دس مرتبہ یہ کلمہ پڑھیں۔ پھر سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ

رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہ دس مرتبہ یہ کلمہ پڑھیں۔ اس کے بعد سجدہ کریں۔ اور سجدہ کی تسبیحات پڑھ کر دس مرتبہ مذکورہ بالا تسبیح پڑھیں، پھر سجدہ سے اٹھ کر بیٹھیں تو دس مرتبہ یہ پڑھیں۔ پھر دوسرا سجدہ کریں تو یہی تسبیح دس مرتبہ پڑھیں۔ دوسرے سجدہ سے فارغ ہو کر دوسری رکعت کے قیام سے پہلے دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھیں۔ اسی طرح چار رکعتیں ادا کریں۔ ہر رکعت میں کل تسبیحات کی تعداد پچھتر ہوگی۔ اس حدیث کو ابو داؤد، ابن ماجہ، ترمذی اور بیہقی نے روایت کیا۔

دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

حضرات اہل اللہ کی صحبت کا اثر بادشاہان اسلام پر ہمیشہ خلق خدا کے لیے موجب امن و راحت ہوتا ہے۔ جب تک مسلمانوں کے بادشاہ و امراء، اولیاء اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے تو اللہ تعالیٰ کے انعامات ان کے شامل حال رہے اور مسلمانوں میں شریعت مطہرہ کے احکام جاری رہے۔ اور جس دن سے مسلمان بادشاہوں اور امراء و حکام نے اولیاء اللہ کی خدمت میں حاضر ہونا چھوڑ دیا اُسی دن سے ان کے دل سے عظمت اسلام، حلاوت ایمان۔ اور شریعتی عبادات آہستہ آہستہ رخصت ہونے لگی۔ حتیٰ کہ یہ لوگ لا دین قانون اور خلافت اسلام نظام پر فریفتہ ہو گئے۔ یہ محرومی و بے نصیبی حضرات اولیاء اللہ کے حضور حاضر نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔

اسی ضمن میں حضرت نے ایک دن ارشاد فرمایا کہ ”دہلی کی

جامع مسجد، جو اس قدر شہرت رکھتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب شاہ جہان بادشاہ نے اس کا سنگ بنیاد رکھا تو تمام علماء و صلحاء کو جمع کر کے کہا کہ مسجد کا سنگ بنیاد وہ شخص رکھے جس نے آج تک کوئی غیر شرعی کام، جھوٹ، چوری، زنا نہ کیا ہو۔ اور جس نے کبھی نماز، روزہ اور تہجد قضاء نہ کی ہو اور جس سے آج تک عبادت کی تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوئی ہو۔ تمام لوگ خاموش ہو گئے اور کسی نے یہ جرات نہ کی کہ تمام اوصاف کا اقرار کرے اور مسجد کا سنگ بنیاد رکھے۔ بالآخر بادشاہ اسلام شاہ جہان نے اپنے ہاتھ سے مسجد کا بنیادی پتھر رکھا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ تمام اوصاف میرے اندر موجود ہیں۔

آپ نے فرمایا چونکہ اس مسجد کا سنگ بنیاد ایک ولی اللہ کا رکھا ہوا ہے اس لیے اس کی مقبولیت زیادہ ہے۔ شاہ جہان بادشاہ قطب الارشاد، غوثِ زمانی، قیومِ ثانی، عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد مصوم صاحب سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مخلص خادم اور مرید تھا۔ جب حضرت محبوب سبحانی، قطبِ ربانی، غوثِ ممدانی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا وصال پُر ملا ہوا، تو شاہ جہان حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ حضور اجازت فرمائیں تو یہ خادم ان تمام مہمان مخلصین و خادمین کی جو برائے تعزیت آئے ہوئے ہیں خدمت کرنے کا شرف حاصل کرے۔ چنانچہ ایک ماہ کامل شاہ جہان خدمت کرتا رہا، جس قدر برکات و فیوض اُسے حاصل ہوئے، ان ہی نیازمندانہ جذبات کا نتیجہ ہیں۔

جب شہزادہ خرم حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کی توجہ گرامی سے ہندوستان کا بادشاہ "شاہ جہان" کے نام سے ہوا تو اس نے حضرت عروۃ الوثقیٰ سے عرض کیا کہ حضور بندہ پروری فرما کر اپنے فرزند گرامی میں سے کسی ایک کو شاہی دربار میں رہنے کے لیے ارشاد فرمائیں۔ تاکہ ان کے نفسِ قدسیہ کی برکت سے تمام اہل دربار، شاہزادگان، امراء و اراکینِ سلطنت فیض یاب ہوں۔ چنانچہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق شیخ الشیوخ سند الاصفیاء، امام الاولیاء حضرت خواجہ محمد سیف الدین رحمہ اللہ تعالیٰ دہلی تشریف لائے اور اُن کے فیضان سے تمام اراکینِ امراء، شاہزادگان فیض حاصل کرتے رہے کسی نے خوب کہا ہے: ۛ

نہ کتابوں سے نہ کالج کے ہے در سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

قوتِ لایموت

ایک دن آپ نے قطبِ دوران حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالاتِ طیبہ بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ بہت زیادہ نحیف اور کمزور ہو گئے۔ آپ مجاہد بہت زیادہ فرماتے تھے۔ یہ بھی ضعف کی ایک وجہ تھی۔ آپ کے تمام خلفاء و مریدین نے ایک دن باہم مشورہ کیا کہ حضرت کے لیے کوئی مقوی دوا تیار کی جائے، شاید آپ کو فائدہ ہو اور یہ کمزوری دور ہو جائے۔ مگر آپ کا رعب اور جلال اس قدر تھا

کہ کسی کو عرض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ آخر بالاتفاق یہ تجویز کیا گیا کہ حضرت سادات کرام کی بہت زیادہ عزت و تکریم فرماتے ہیں، اور سید امیر شاہ صاحب ساکن واں کیلہ (گنجیال شریف) حضرت خواجہ کے خلیفہ مکرم ہیں، ان ہی کے ذریعے حضرت کی خدمت میں اجازت کی درخواست پیش کی جائے۔ تاکہ بعد از اجازت کوئی مقوی دوا تیار کی جائے۔

چنانچہ حضرت شاہ صاحب مذکور نے ایک دن موقع پاکر تمام مخلصین و خادین کا معروض پیش کر دیا کہ حضور والا! اجازت مرحمت فرمائیں تو خدام کوئی مقوی دوا تیار کریں؟

حضرت خواجہ غریب نواز نے عرض بن کر فرمایا: "ہاں شاہ صاحب دوبارہ شاہ صاحب نے عرض کیا۔"

پھر آپ نے فرمایا: "ہاں شاہ صاحب!"

تیسری دفعہ حضرت خواجہ غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ:

"شاہ صاحب! لنگر کی آمدنی کا مال مشکوک ہوتا ہے، یہ لنگر کے خرچ کے لیے آتا ہے۔ فقیر کا اس میں اس قدر حق ہے کہ جس کے کھانے سے جسم میں اتنی طاقت ہو کہ چار رکعت نماز کھڑے ہو کر پڑھ سکوں، اس سے زیادہ لینا میرے لیے جائز نہیں اور اتنا پہلے ہی میرے پیٹ میں موجود ہے۔ طاقت و دواؤں کی ضرورت نہیں۔" پھر فرمایا کہ: "اپنی اپنی قسمت ہے۔ میں نے چھ ماہ میں ایک پاؤ شو کھایا۔ اور لنگر میں ایک سو بیس دُنبے سال میں ذبح ہوئے مگر میں نے اس میں صرف دو تولہ گھی اور دو تولہ گوشت کھایا ہے۔"

ضعف کے باوجود جماعت کی پابندی

ایک روز آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ آخر عمر میں بیمار ہوئے اور سخت بدنی ضعف کی وجہ سے مسجد میں تشریف لانے سے معذور تھے۔ مگر ذوق جماعت اس قدر غالب تھا کہ خادین کو فرمایا کہ مجھے مسجد میں لے چلو۔ دو خادم حاضر ہوئے اور حضرت خواجہ غریب نواز کے دونوں بغلوں میں ہاتھ ڈال کر آپ کو مسجد کی طرف لے چلے۔ زمین پر آپ کے قدموں کے نشان بنتے جاتے تھے۔ مسجد میں پہنچ کر آپ کو بٹھا دیا گیا۔ جب اقامت ہوئی تو حضرت نے فرمایا مجھے اٹھا دو۔ چنانچہ خادموں نے آپ کو اٹھا کر کھڑا کر دیا۔ امام نے تکبیر تحریرہ کسی تو حضرت بھی تکبیر تحریرہ میں شامل ہوئے۔ پھر پوری نماز میں نہایت مستعدی سے خود اُٹھتے بیٹھتے رہے۔ ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے نوجوان نماز پڑھ رہا ہے۔ نماز سے فراغت کے بعد پھر پہلی بے طاقتی عود کر آئی۔ اور حضور خادموں کا سہارا لے کر تسبیح خانہ میں تشریف لے گئے۔ چونکہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا دار و مدار اتباع شریعت اور سنتِ کریمہ کی پابندی پر ہے۔ لہذا حضرت خواجہ غریب نواز نے بھی اسی پر عمل فرمایا۔ کیونکہ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیماری کی حالت میں اسی طرح مسجد میں تشریف فرما ہوتے تھے۔

دیارِ حبیب کا ادب

ایک روز ارشاد فرمایا کہ قطبِ دوران حضرت خواجہ حاجی محمد عثمان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جب حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے تو چار ماہ عرب شریف میں مقیم رہے۔ اس تمام عرصہ میں آپ نے کھانے پینے سے احتراز کیا، تاکہ پیشاب پاخانہ کی حاجت نہ ہو۔ یہ خوفِ لاحق تھا کہ اس سرزمینِ پاک پر ممکن ہے ایسی جگہ پیشاب کروں جس جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگے ہوں اور اس طرح بے ادبی کا ارتکاب ہو جائے، تو پھر یہاں آنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ادب کا نہایت ہی اعلیٰ ترین مقام ہے، جس پر حضرت خواجہ موصوف نے عمل فرمایا۔

کنارے پر پہنچا دیا

ایک روز حضور نے ارشاد فرمایا کہ میں موسیٰ زئی شریف جارہا تھا۔ راستہ میں جب دریائے سندھ آیا تو بذریعہ ”سنداری“ عبور کرنا شروع کیا۔ جب دریا کے درمیان میں پہنچا تو ”سنداری“ پھٹ گئی۔ اب ہر طرف سے حیرانی نے گھیر لیا کہ گھر والے سمجھیں گے کہ پیر صاحب کی خدمت میں موسیٰ زئی تشریف گئے۔ اور حضرت غریب نواز خیال فرمائیں گے کہ مُرید گھر ہے اچانک قطبِ دوران حضرت خواجہ محمد عثمان علیہ الرحمۃ و الغفران کی شکل مبارک ظاہر ہوئی اور آپ نے دائیں ہاتھ سے پکڑ کر کنارہ پر پہنچا دیا۔

کثرتِ درود شریف مشکلات کا حل

حضور اکثر ارشاد فرماتے تھے کہ جب بہت غم اور مشکلات لاحق ہو جائیں تو درود شریف کی کثرت ہی تمام مشکلات کو حل کرتی ہے۔

اول و آخر درود شریف

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر دُعا مانگنے سے پہلے اور دُعا کے بعد تین تین بار درود شریف پڑھ لیا جائے تو بفضلِ تعالیٰ دُعا مستجاب ہوتی ہے۔

حضور کا یہ ارشاد گرامی بالکل برحق ہے، کیونکہ اللہ رب العزت اکرم الاکرمین ہے۔ اس کی شانِ کرم سے یہ بعید ہے کہ اول و آخر درود پاک کو تو قبول فرمائے، مگر دُعا کو رد کرے۔

نسبتِ خفی و جلی

ایک روز آپ نے ارشاد فرمایا کہ سالک کی نسبت یا جلی ہوتی ہے یا خفی۔ اگر طالبِ سلوک کی نسبت جلی ہو تو وہ مقاماتِ سلوک جلدی طے کر جاتا ہے۔ اور بشرات ظاہر ہوتے ہیں۔ لیکن اس میں لغزش کا ضرور اندیشہ ہوتا ہے۔ اور جس طالبِ سلوک کی نسبت خفی ہو تو وہ لغزش سے محفوظ رہتا ہے۔ بعض آدمیوں کی نسبت ایسی ہوتی ہے کہ ان کو اپنی زندگی میں اس کا علم نہیں ہوتا، بلکہ مرتے وقت نسبت کے علامات اُس پر

غلام ہوتے ہیں۔ اور ذکر جاری ہو جاتا ہے۔ اور قلب جاری معلوم ہوتا ہے۔

مُریدین کی نسبت

ایک روز ارشاد فرمایا کہ ملک خُدا بخش ملتانی اور مولوی احمد شاہ جھنگوی کو اس قدر نسبت ملی حاصل ہے کہ اگر وہ کسی پر توجہ ڈالیں تو برداشت نہ کر سکے گا۔ اور فرمایا کہ اگر امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ موجود ہوتے تو میں بادلِ دعویٰ کُتہ دیتا کہ میرے مُریدوں کی نسبت اپنے مُریدوں سے بے شک ملا لیں۔

سرمکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

ایک دن کسی شخص نے حضرت صاحب کی خدمت عالیہ میں عرض کیا کہ میں نے بہت بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہو کر وظائف پڑھے ہیں اور ان پر عمل کیا ہے۔ مگر مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ اُس وقت حضور کے سامنے سید احمد شاہ صاحب بیٹھے ہوئے تھے حضور نے فرمایا یہ احمد شاہ جو بیٹھا ہوا ہے، اس کو سزا دے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو چکی ہے۔

درخت فیض دیتے ہیں

حضور حضرت صاحب نے ملاذ الغریاء قبلۃ المریدین حضرت

مخدوم زادہ حضرت سجادہ نشین (ثانی) لاثانی حضرت خواجہ غلام محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ) کو جب مسند آرائے سجادہ فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ میری جگہ کو اور مصطفیٰ کو نہ چھوڑنا۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ درخت بھی فیض دیں گے اور تمام رُوئے زمین کے لوگ تمہارے قدم چومیں گے۔ آج حضور کا یہ ارشاد پورا ہو رہا ہے۔ حقیقتاً درختوں سے بھی مخلصین کو فیض پہنچ رہا ہے۔ اور حضور حضرت صاحب کے ارشادِ گرامی کے مطابق جناب سجادہ نشین صاحب نہایت استقامت سے حضور کی مبارک جگہ کو اپنا ملجا و مادیٰ یقین کرتے ہوئے محکم ارادہ سے تشریف فرما ہیں۔ اور اعلیٰ حضرت کے زمانہ کی طرح گروہ در گروہ ہزاروں لوگ آپ سے مستفیض ہو رہے ہیں۔

البتہ چمکاؤڑ کی طرح کوئی سورج کو نہ دیکھ سکے تو اُس کا اپنا قصور ہے، نہ کہ آفتاب کا۔

حق خدمت ادا کیا

حضور حضرت صاحب نے محمد حسین لاگری مرحوم، صاحب داد لاگری مرحوم کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اِن دونوں نے حق خدمت نہایت خلوص سے ادا کیا ہے۔ خدا ان کو جزائے خیر دے۔

بہشتی افراد

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی میری زبان پر اعتبار کرے

تو میں کہتا ہوں کہ چار شخص بھشتی ہیں :

- ۱۔ حاجی محمد موسیٰ سیٹر
- ۲۔ حاجی بھولا مرحوم ملتان
- ۳۔ ملک حسن مرحوم مکوڑی والا
- ۴۔ غلام صدیق مرحوم مکوڑی والا

حضرت مولانا عبدالکریم اور خدمت

مولانا عبدالکریم صاحب استاد حضرات مخدوم زادگان کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا کہ مولوی صاحب نے جس طرح حق خدمت اور حق درویشی ادا کیا ہے ایسا کسی نے نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو خوش رکھے۔ کبھی غلاف حکم نہیں کیا اور خاموشی سے خدمت کی ہے اور سالکان قدیم کی فطرت پر واقعی عامل رہا ہے

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند
گر نہ بینی ستر حق بر ما بہ خند

در مسجد کو لازم پکڑو

حضور حضرت صاحب تابقلے حیات ظاہری ہمیشہ عرس مبارک موسیٰ زئی شریف میں تشریف لے جاتے رہے۔ ابتدائی ایام میں آپ جامع مسجد کلاں مولانا مولوی احمد صاحب مرحوم میں تشریف فرما ہوتے تھے۔ جب یہ کمترین غلام شریف بیعت سے مشرف ہوا

یعنی مولانا مولوی محمد حیات صاحب

تو بہ کمال بندہ پروری غلام نوازی فرماتے ہوئے جامع مسجد سید محمد شاہ میں تشریف فرما ہوئے۔

ایک مرتبہ حضور اسی جگہ جامع مسجد میں تشریف لائے۔ اور وضو فرما رہے تھے۔ برادرِ طریقت حاجی تصدق حسین صاحب، جو کہ آپ کے مخلص درویشوں میں تھے اور یہ لاشی درویش اور ایک شخص مستی غلام محمد دایہ آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اس لاشی کے متعلق دُعا کے لیے عرض کیا گیا۔ حضور نے اس غلام کو مخاطب ہو کر فرمایا: اگر تم نے مسجد کو نہ چھوڑا تو دنیا دیکھے گی۔

حضور کی زبان فیض ترجمان سے نکلے ہوئے الفاظ کے برکات کو یہ کمترین دیکھ رہا ہے کہ حضور کی برکت سے اس پرشور اور فتنہ کے زمانہ میں یہ غلام ظاہر اور باطناً محفوظ ہے۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

حضرت خواجہ گل حسن رحمہ اللہ تعالیٰ کا واقعہ وفات

جب حضور کے خلیفہ اعظم حضرت مولانا گل حسن صاحب جنجوں شریف (مرشد آباد) ضلع بھکر کا انتقال ہوا تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ ”ایک آدمی کی کامل طور پر تربیت کی تھی مگر افسوس کہ اس نے بھی داعی اہل کو لبیک کہہ کر ہم سے جدائی اختیار کر لی۔“ پھر فرمایا کہ ”خلیفہ مولوی گل حسن صاحب کو صندوق کے ساتھ دفن کرنا مناسب نہ تھا، اس لیے کہ میت کو صندوق کے

ساتھ دفن کرنا غلافِ سنت ہے۔

خلیفہ صاحب مذکور کے انتقال کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ آپ کو سخت ریاضت اور مجاہدہ کی وجہ سے دو تین بیماریاں لاحق ہو گئی تھیں۔ بنی مبارک پر ایک سخت گہرا زخم ہو گیا تھا۔ چنانچہ آپ برائے علاج و آپریشن ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لائے۔ اور اس کترین غلام کے ہاں جامع مسجد سید جمعہ شاہ میں پورے چار ماہ مقیم رہے ڈیرہ کے سول ہسپتال میں آپ کی بنی مبارک کا آپریشن کیا گیا۔ راقم بھی آپ کے پاس آپریشن کے وقت حاضر رہا۔ اڑھائی تین گھنٹہ کا وقت آپریشن پر صرف ہوا۔ آٹھ پہر کے بعد آپ کو ہوش آیا، تو اس لاشی نے مزاج پرسی کی۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ اچھا ہوں۔ سبحان اللہ! خلیفہ صاحب مذکور کا صبر اور شکر بے مثال تھا ابھی آپ ہسپتال میں ہی تھے کہ حضور حضرت پیر سوگائے زنی شریف عرس مبارک میں شرکت کے لیے ڈیرہ تشریف لائے۔ اور خلیفہ صاحب کی عیادت کے لیے ہسپتال تشریف لے گئے۔ جب حضرت غریب نواز نے خلیفہ صاحب کی حالت ملاحظہ فرمائی تو ارشاد فرمایا کہ ”فوزا مسجد میں واپس چلے جائیں۔“ چنانچہ حسب ارشاد آپ مسجد میں واپس تشریف لائے۔

حضور حضرت صاحب موسیٰ زنی شریف سے واپس ہو کر خانقاہ عالیہ تشریف لے گئے۔ اور خلیفہ صاحب کی بیماری روزانہ بڑھتی گئی۔ ایک دن یہ درویش نماز سے فارغ ہو کر خلیفہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو تمام حاضرین کو کھاتہ اٹھ جاؤ۔ اور مجھے

اپنے قریب بلا کر فرمایا کہ:

”میں وصیت کرتا ہوں کہ مجھے صندوق میں رکھنا۔ اور صندوق کے منہ پر ریپٹ لگا دینا۔“ اس درویش نے عرض کیا: ”حضور اتنی مضبوطی کی کیا ضرورت ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

”تم میری ناک کی بیماری اور بدن کی بیماریوں سے اچھی طرح واقف ہو۔ چونکہ ارادۃ الہی اسی طرح ہے کہ آرام نہ ہو، تو میں اس پر صابر ہوں۔ لیکن آج کل لوگ اہل اللہ پر اعتراض کرتے ہیں، میں نہیں چاہتا کہ میری حالت دیکھ کر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ اس کا شیخ اور پیر روشن ضمیر تو قطبِ وقت۔ اور کامل و اکمل ولی ہے۔ مگر اس خادم کے لیے دُعا نہ کی تاکہ آرام ہو جاتا۔ مجھے یقین کامل ہے کہ میرے پیر کا فقط اشارہ ہی شفا کے لیے کافی ہے۔ لیکن میرا شیخ طریقت اور میں دونوں اللہ کی رضا پر راضی ہیں۔ اس کے باوجود میں اپنے پیرانِ کرام کے لیے موجب اعتراض نہیں بننا چاہتا۔ اس لیے تم ضرور میری وصیت پر عمل کرنا۔“

وصیت کے بعد خلیفہ صاحب چار پانچ روز زندہ رہے، جمادی الاولیٰ کی پہلی رات، شام کے وقت مسجد شریف کے دروازہ کے قریب چار پائی پر لیٹے ہوئے آپ نے انتقال فرمایا۔ حسب وصیت اس درویش نے آپ کو صندوق میں رکھا اور صبح کو ڈیرہ سے براستہ دریاخان حضرت کو موضع جنجوں شریف

لے گئے۔ آپ کے سجادہ نشین مولوی عبدالغفور صاحب اور باقی خویش و اقربا، بھی ہمراہ تھے۔

جب موضع جھٹ کے قریب پہنچے تو خلقِ خدا کا اتنا ہجوم تھا کہ باوجود اس کے کہ راقم ساتھ تھا مگر صندوق مجھے نظر نہیں آتا تھا۔ تمام لوگوں نے کوشش کی کہ صندوق کھول کر آپ کی زیارت کریں۔ مگر درویش نے اُن سے کہا کہ حضرت کی وصیت کے مطابق صندوق نہیں کھولا جاسکتا۔

جب ”جنجول شریف“ پہنچے تو دفن کے وقت مرد اور عورتیں اس قدر کثرت سے تھیں کہ بمشکل صندوق زمین میں اتارا گیا۔ بوجہ کثرت ہجوم اس درویش اور مولوی عبدالغفور صاحب سے یہ غلطی ہوئی کہ ہم خلیفہ صاحب کو صندوق سے نہ نکال سکے۔ اور نہ صندوق سے اوپر والا تختہ کھول سکے۔

دفن کے بعد یہ درویش گھر آیا اور ایک دن رہ کر خانقاہ عالیہ لعل عین کروڑ شریف میں حضور حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور ان ایام میں خانقاہ عالیہ حسن آباد کچا میں قیام پذیر تھے۔ شام کے بعد بندہ آپ کی خدمت عالیہ میں پہنچا۔ ابھی تسبیح خانہ کے دروازے سے دو تین قدم دور تھا تو معلوم ہوا کہ حضور نہایت جوش کے ساتھ کچھ کلمات ارشاد فرما رہے ہیں۔ جب دروازہ پر پہنچا تو حضرت غریب نواز فرما رہے تھے کہ ”ذیرہ والے مولوی اپنے آپ کو مولوی کہتے ہیں، خلیفہ مولوی گل حسن صاحب کو صندوق کے ساتھ دفن کر دیا۔ اور یہ غلاب سنت کام کیا۔“

حضور کی زبان فیضِ ترجمان سے یہ کلمات سن کر بیم ورجا کی حالت میں مجھ پر اتنی ہیبت طاری ہوئی کہ تسبیح خانہ کے باہر ندامت سے سر جھکا کر بیٹھ گیا۔ بہت دیر بے خودی کی حالت میں بیٹھا رہا۔ جب درویش باہر نکلے تو یہ لاشیٰ عرقِ ندامت میں اس قدر غرق تھا کہ یہ معلوم نہ ہوا کہ حضرت کی مجلس سے لوگ باہر آگئے ہیں اور لنگر تقسیم ہو رہا ہے۔ صاحب داد لاگری مرحوم نے آہستہ آہستہ اٹھایا اور کہا: اس قدر بے خود ہو کر کیوں بیٹھے ہو، حضور کی خدمت میں کیوں نہیں گئے۔ بندہ نے اُس وقت کوئی جواب نہ دیا۔ جب لنگر تقسیم ہو چکا اور نمازِ عشاء ختم ہو چکی تو حضور غریب نواز تسبیح خانہ میں تشریف لائے۔

دوسرے تمام لوگ آرام کرنے کے لیے چلے گئے تو صاحبِ داد لاگری نے بتایا کہ حضور اس وقت تسبیح خانہ میں اکیلے تشریف فرما ہیں۔ چنانچہ یہ لاشیٰ ندامت اور خوف کے عالم میں حضور کے قریب جا کر بیٹھ گیا۔ آپ والدین سے زیادہ شفیق اور مجھ جیسے لاشیٰ غلاموں پر بے حد مہربان، شفقت و کرم فرمانے والے تھے نہایت کریمانہ انداز میں دریافت فرمایا: ”کون بیٹھے ہو؟“ پشیمانی اور ندامت سے میری آواز نہ نکل سکی۔ پھر مشفقانہ لہجہ میں فرمایا:

”بابو! میت کون صندوق نال دفن نہیں کریندا۔
واللہ! آج تک یہ شفقت بھرے الفاظ دل کی گہرائیوں میں موجود ہیں۔ محبوب کی آواز بھی محبوب ہوتی ہے۔ یہ سچ ہے۔“

۵ خشم اہل دلائل فیض سے بارد

غبارِ چہرہ گردوں دلیلِ بالان است

حضرت کی کریمانہ گفتگو سے اطمینانِ قلب حاصل ہوا، تو عرض کی کہ اس غلام سے شدید غلطی ہوئی ہے۔ حضرت غریب نواز نے دوبارہ متفقانہ انداز میں فرمایا کہ: ”اتباعِ شریعت کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے۔ کیونکہ اس طریقہ عالیہ کی بنا ہی شریعتِ مطہرہ کی پابندی پر ہے۔“

مرشد کی توجہ اور تکمیلِ سلوک

ایک دن ایک مولوی صاحب، حضرت صاحب کی خدمت میں بیٹھے ہوئے اس معاملہ پر گفتگو کر رہے تھے کہ جب تک طالبِ سلوک تمام نہ کرے، اُس وقت تک اُسے اشاعتِ طریقہ کی اجازت نہ دینی چاہیے۔ لیکن حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ تکمیلِ سلوک کی کوئی ضرورت نہیں، جب مرشدِ کامل اجازت فرمادیتا ہے، تو سلوک خود بخود مکمل ہو جاتا ہے۔ آپ نے اس کے متعلق ایک حکایت بیان فرمائی:

”ایک کامل بزرگ تھے، جن کی کوئی اولاد نہ تھی، اُن کے درویش بہت قابل تھے۔ ہر ایک خواہشمند تھا کہ مجھے آپ جانشین مقرر فرمائیں جب اُس کامل بزرگ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے تمام درویشوں کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ ”بازار کے جنوبی کونہ میں فلاں نام ہندو رہتا ہے۔ میری وفات کے بعد اُسے لے آنا۔ اور اُس کی

چوٹی کاٹ کر، غسل دے کر، میرے کپڑے پہنا دینا۔ وہ میرا خلیفہ ہوگا۔ اُن کی وفات کے بعد اُن کے ارشاد پر عمل کیا گیا۔ اُس شیخِ کامل کے تصرف اور توجہ سے اس کو سلوک کے تمام مدارج طے ہو گئے۔ اور لوگ بدستور اُس سے فیض یاب ہونے لگے۔“

اصلی سید

ایک روز ارشاد فرمایا کہ ”سید نور زمان شاہ، ساکن بستی خیر شاہ اور خاندانِ سادات، بستی مکوڑی اصلی سید ہیں۔“

حاجی موسیٰ ولی ہے

ایک روز آپ نے ارشاد فرمایا کہ ”حاجی موسیٰ سیہڑ بہوئی والا (جو کہ حضرت مخدوم زادہ سجادہ نشین حضرت خواجہ غلام محمد صاحب کے نانا بزرگوار ہیں، جن کی قبر شریف اس وقت روضہ شریف حضرت غریب نواز رحمہ اللہ تعالیٰ کے جنوب کی طرف ہے) وہ ہے تو ولی اللہ مگر یہ بات ضرور ہے کہ وہ ان پڑھ ہے۔“

مزار پر حاضری کا طریقہ

ایک روز ارشاد فرمایا کہ جب کسی بزرگ کے مزار شریف کی زیارت کرنا مقصود ہو تو دائیں پاؤں کی طرف سینہ کے برابر ہو کر فاتحہ پڑھنی چاہیے۔ اور خلافتِ شرع کوئی فعل، سجدہ، طواف یا بوسہ وغیرہ نہیں کرنا چاہیے۔ چنانچہ آپ خود بھی ہاتھ نہ لگاتے، دُور سے فاتحہ دیکر چلے جاتے۔

حضرت خواجہ محمد عثمان رحمہ اللہ تعالیٰ قیومِ زمان تھے

ایک روز ارشاد فرمایا کہ ”چونکہ قبلہء عالم حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے وقت کے قیومِ زمان تھے۔ اور مادرِ زاد ولی تھے۔ آپ نے بڑی ترقی کی۔ حضرت کے زمانہ میں کسی پیر نے اتنی ترقی نہیں کی۔ جنوب کی طرف رہنے والے بعض لوگوں نے شہر والوں کے ذریعے حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب کو زہر دلا دی“ اگر آپ چند سال اور زندہ رہتے تو آپ کے فیوض و برکات سے ایک عالم متور ہوتا۔

نظر جنہاں دی کیمیا

ایک روز ارشاد فرمایا: ۷
نظر جنہاں دی کیمیا، سونا کردے وٹ
دُتیاں دُاتاں رب دیاں کیا سید کیا جٹ

ہوائی رزق

ایک روز کسی نے عرض کیا کہ: حضور آپ جس جگہ تشریف لے جاتے ہیں تو لوگ خود بخود جمع ہو جلتے ہیں۔ اور کھانا وغیرہ بھی جمع ہو جاتا ہے۔
حضور نے مسکرا کر فرمایا کہ: ”میاں لوگوں کو میری غیر ہوا

پہنچا دیتی ہے۔ اور ہوائی رزق آجاتا ہے۔“

اور آہ بھر کر فرمایا: ۷

لطف علی مسکیناں کوں رب دیندے رزق ہوائی

شفا من جانب اللہ ہے

حضور فرماتے تھے کہ حضرت قبلہء عالم حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ”حکیموں کا ایمان ضعیف ہوتا ہے۔ شفا اور مرض کا پیدا کرنے والا خود اللہ تعالیٰ ہے۔ اور حکیم کتا ہے کہ میری دوا سے شفا ہوئی ہے۔“

دنیا دار اور حق بینی

حضور حضرت صاحب فرماتے تھے کہ دنیا دار تمام سونے کے ہو جائیں تب بھی استقلال۔ حق بینی۔ اور غیر جانبداری ان میں نہیں ہوتی۔

”گلستان“ قرآنی آیات کا ترجمہ ہے

ایک روز حضور نے ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد عثمان رحمہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے تھے کہ حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ”گلستان“ قرآن پاک کی ایک ایک آیت کا ترجمہ ہے۔

خفی نسبت

حضور نے فرمایا کہ میرے دو مُریدوں کی نسبت بہت خفی ہے

ایسی خفی نسبت میں نے کسی کی نہیں دیکھی۔

- ۱۔ میاں محمد حسین لاہوری مرحوم۔
- ۲۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب سکند پختہ بخشے والا ضلع جھنگ۔

نسبت چار قسم ہے

- ۱۔ آپ نے فرمایا کہ نسبت خفی چار قسم کی ہوتی ہے:
- ۱۔ کسی کو ولایت صغریٰ کے ختم ہونے کے بعد قلب جاری ہونے کا پتہ معلوم ہوتا ہے۔
- ۲۔ بعض کو ولایت کبریٰ کے ختم ہونے کے بعد قلب جاری ہونے کا پتہ چلتا ہے۔
- ۳۔ بعض کو ولایت علیا کے ختم ہونے کے بعد قلب جاری ہونے کا علم ہوتا ہے۔
- ۴۔ اور بعض کی نسبت اتنی خفی ہوتی ہے کہ بوقت موت اُن کو قلب جاری ہونے کا علم ہوتا ہے۔

وظیفہ اور بزرگی

ایک روز کسی شخص نے حضور سے ورد اور وظیفہ دریافت کیے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ "اس آخری زمانہ میں نماز، روزہ اور زکوٰۃ و حج بشرط طاعت ادا کرنا، یہی وظیفہ اور بزرگی ہے۔"



تجدید بیعت

حضور نے ارشاد فرمایا کہ "طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے تجدید بیعت واجب ہے۔"

سرکار کے علم میں بحث

اگر حضور حضرت صاحب کے سامنے کوئی شخص حضور علیہ السلام کے علم غیب کے متعلق گفتگو کرتا تو آپ ارشاد فرماتے: "تم کو شرم نہیں آتی کہ حضورؐ تو مقام قاب قوسین تک پہنچ چکے ہیں اور تم حضور علیہ السلام کے علم پر (بطور اعتراض) گفتگو کرتے ہو؟۔ جب آپ اتنے بلند و اعلیٰ مرتبہ پر پہنچ چکے ہیں تو پھر کیسے چیز آپ سے مخفی رہی؟"

ملازمین نصاب کی مشابہت سے نفرت

ایک روز آپ موصی زئی شریف میں مسجد شریف کی جنوبی جانب متصل حجرہ میں جو آپ کے لیے مقرر تھا، تشریف فرما تھے۔ ایک شخص حاضر خدمت ہوا تو آپ نے اُس سے فرمایا کہ: "اپنی جوتیوں کا قصہ بیان کرو۔" اُس نے کہا کہ: "میں ایک سفر میں قیوم زمان حضرت خواجہ محمد عثمان رحمہ اللہ تعالیٰ کے گھوڑے کے آگے دوڑتا ہوا جا رہا تھا۔ مولانا مولوی محمود شیرازی صاحب بھی دوسرے گھوڑے پر سوار حضرت موصوف کے ساتھ تھے۔"

اتفاقاً حضرت کی نظر مبارک میری جوتیوں پر پڑ گئی۔ آپ نے فرمایا
”یہ جوتیاں کہاں سے خریدی ہیں اور کیوں پاؤں میں پہنی ہیں؟“ میں
ادباً خاموش رہا۔ جناب مولانا شیرازی صاحب نے عرض کی کہ ڈیڑھ سہیل خان
سے خرید کر پہنی ہیں کیونکہ یہ نرم چمڑے کی ہیں، پاؤں کو نقصان نہیں دیتیں
آپ نے فرمایا: ”نہیں نہیں۔ یہ انگریز حکومت کے ملازم پہنتے ہیں،
اور اس کی وجہ سے اُن سے مشابہت ہوتی ہے۔“ چنانچہ اس سبکین
نے ان جوتیوں کو وہاں پھینک دیا، اور ننگے پاؤں دوڑتا رہا۔ قطعہ
کے ختم ہونے پر اس عاصی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ آپ نے
اس قدر تقویٰ اختیار کیا کہ قوم نصاریٰ کے ملازمین کی مشابہت کو بھی
حرام فرماتے اور اس سے منع کرتے تھے۔

فی العبور برکتہ

اس خادم (مولانا عبد الکریم ملتانی - مصنف ملفوظات حسنیہ
فارسی) کو صاحبزادگان کی تعلیم کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:
”فی العبور برکتہ“

جمال، منمشین

بہا اوقات حضرت پیر سوگ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے متعلق کسر نفسی
کے طور پر یہ اشعار ارشاد فرماتے: ۛ
گلے خوشبوئے در محرم روزے
رسید از دست محبوبے بدستم

بدو گفتم کہ مُشکی یا عبیری
کہ از بوئے دل آویز تو مستم

بلغفتا من گلے ناچیز بودم
ولیکن مُدّتے با گلِ نشستم

جمال ہمنشین در من اثر کرد
وگر نہ من ہماں خاکم کہ ہستم

ایں جہان توں خالی ویسی

اکثر اوقات حضرت پیر سوگ رحمہ اللہ تعالیٰ یہ سرایکی اشعار
اپنی زبانِ دُرُفشاں سے ارشاد فرماتے تھے: ۛ

اجکل طور زمانے دی جینکوں بے مُکڑا
اُوں کوں چاہیے لولی کنجری بھنگ تباخوں حقرا

نال وہے دریا شریعت بھر نہ پیش بُکڑا
ایں جہان تو خالی ویسی بگن ویسی ایہ مُکھڑا

روزہ اور تیل و سُرْمہ

آپ فرماتے تھے کہ: ”روزہ کی حالت میں تیل، اور
سُرْمہ استعمال نہ کرنا چاہیے۔“

باب سوم

کرامات

سرایکی مقولہ

گرمیوں کے موسم میں یہ سرایکی ابیات ارشاد فرماتے:۔
ہاڑ تھتے ساون دھاوے
آستوں کشتیں تھوڑا کھاوے
طیب پوچھن کیوں جاوے

کالا نہ کر بگے کول

ارشاد فرمایا کہ نواب صاحب آف بہاولپور نے ایک شخص
کی وساطت سے حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی رحمہ اللہ تعالیٰ
سے خطاب کی اجازت طلب کی تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا:

دُج آکھو اُون دُھگے کول
کالا نہ کر توں بگے کول

اول آخر مرنا ایں
مُنہ کیوں کالا کرنا ایں

○

یہ شعر
ڈاکٹر انیس
مروم

کیمیا پیدا کن از مُشتِ گلے
بوسہ زن بر آستانِ کاملے

بیمار کو شفا مل گئی

مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب ساکن عنایت شاہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک مرتبہ اس سال جگری لاحق ہو گئے۔ بہت علاج کیا، مگر کچھ افادہ نہ ہوا۔ بلکہ ہاتھ پاؤں پر درم آگیا اور زندگی کی اُمید منقطع ہونے لگی۔ ایک شخص خانقاہ شریف کو حضرت پیر سواگ قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضری کے لیے جا رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ حضرت صاحب کی خدمت میں میری حالت عرض کرنا۔ اور کہنا کہ حضور دُعا فرمائیں، اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے۔ اور اگر موت کا وقت آچکا ہے تو خاتمہ ایمان پر ہو۔

مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ اسی رات میں نے خواب میں حضرت صاحب قبلہ کو دیکھا کہ آپ ایک ٹیلے پر کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ: ”مولوی صاحب خیر ہے۔ گھبراؤ نہیں۔“ جب خواب سے بیدار ہوا تو اس سال میں کمی تھی۔ حتیٰ کہ اسی روز مغرب تک بیماری کا اثر باقی نہ رہا۔

دُعا نے مَرَد بنا دیا

مولوی شیر محمد صاحب شجاع آبادی بیان کرتے ہیں کہ میرے

ایک رشتہ دار مستی خدا بخش کی شادی ہوئی۔ شادی کے بعد معلوم ہوا کہ اس میں نامردی کے آثار پائے جاتے ہیں اور وہ جماع پر قادر نہ ہو سکتا تھا۔ مستی خدا بخش نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک سفید ریش بزرگ اس کی پشت پر ٹھوکر مار کر کہتے ہیں کہ "اس شخص کو خیر ہے۔"

صبح اس نے خواب میرے سامنے بیان کیا۔ اور بزرگ کا حلیہ مبارک بھی بیان کیا۔ میں نے کہا کہ یہ حلیہ مبارک تو میرے پیرو مرشد حضرت پیر سواگ (رحمہ اللہ تعالیٰ) کا ہے۔ چنانچہ وہ شخص میرے ساتھ خانقاہ عالیہ مشرف میں حاضر ہوا۔ اور حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کے چہرہ مبارک کو دیکھ کر کہنے لگا کہ خواب دلے بزرگ یہی ہیں۔ ہم نے قدم برسی کا شرف حاصل کیا، اور عرض کی کہ حضور یہ شخص علاج معالجہ کر کے عاجز آچکا ہے کہیں سے بھی شفا نہیں ملی۔ اس کی شادی ہو چکی ہے۔ مگر قوت مردی سے محروم ہے۔ حضرت صاحب چند ساعت خاموش رہے اس کے بعد ارشاد فرمایا: "یہ بالکل اچھا ہے۔ اسے شربت دینار کی ایک بوتل پلا دو۔ جب ہم واپس گھر پہنچے تو خدا بخش موصوف کی تمام کمزوریاں ختم ہو گئیں۔ تکلیف دور تھی۔ اور شربت دینار کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی۔"

لنگر کی خاکستر سے بخار جاتا رہا

حضرت مولانا مولوی شیخ کلیم اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ

مجھے اور میری اہلیہ اور بچوں کو سہ روزہ بخار تھا۔ ہر چند علاج کیے مگر آرام نہ ہوا۔ ہم نے حضرت صاحب کی خدمت میں صورتحال عرض کی۔ آپ نے فرمایا کہ: "لنگر شریف کی خاکستر کھاؤ۔" چنانچہ میں نے لنگر شریف کی خاکستر اپنی اہلیہ اور بچوں کو بھلائی۔ آپ کی توجہ سے سب کو آرام ہو گیا۔ بندہ کچھ خاکستر اپنے ساتھ موضع چونی شمالی علاقہ بھکر میں لے آیا۔ وہاں جن لوگوں کو یہ بخار تھا انہوں نے خاکستر استعمال کی تو سب ٹھیک ہو گئے۔ اب تک حضرت کی یہ کرامت چلی آرہی ہے۔

"خنزیر" کی مرض دور ہو گئی

مولانا مولوی شیر محمد صاحب شجاع آبادی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض پیش کی کہ میرے گلے میں "خنزیر" کی مرض ہے۔ ساتھ ہی مولوی صاحب نے حضرت کے معمول کے مطابق چمڑے کا ایک تسمہ پیش کیا کہ اس کو دم فرمادیں۔ (حضرت کے سلسلہ میں مرض خنزیر کے لیے چمڑے کا تسمہ دم کیا جاتا ہے جسے مریض گلے میں ڈال لیتا ہے۔ اس مرض کے لیے تیرہ ہدف ہے) آپ نے ارشاد فرمایا: "مولوی صاحب روزانہ ہر نماز کے ساتھ درود شریف پڑھ کر ہاتھ پر دم کریں اور اپنے گلے پر پھیر لیا کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آرام ہو جائے گا۔" چنانچہ مولوی صاحب نے چند روز یہی عمل کیا تو بالکل صحت یاب ہو گئے۔

حضرت کی توجہ سے لاعلاج مرض ختم ہو گیا

ایک مرتبہ حضرت مولانا مولوی محمد عبد اللہ صاحب ساکن عنایت شاہ سخت بیمار ہوئے۔ اُن کا تمام بدن سرد ہو گیا۔ حتیٰ کہ اُن کو پسینہ اور سانس بھی سرد آنے لگا۔ طبیب اس مرض کی شناخت تک نہ کر سکے۔ اور کوئی علاج نہ بتا سکے۔ اُنھوں نے حضور حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا: مولوی صاحب گوشت بہت کھایا کرو۔ مولانا موصوف نے گوشت کھانا شروع کر دیا۔ اور بیماری رفتہ رفتہ کم ہوتی گئی۔ پھر اُنھوں نے عرض کیا: حضور روزانہ گوشت کا مہیا ہونا بہت مشکل ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ”مٹھی بھر بادیان استعمال کر لیا کریں“ چنانچہ حضرت مولانا موصوف کی بیماری بالکلیہ ختم ہو گئی۔

تپِ دق کی مریضہ شفا یاب ہو گئی

شیخ نور محمد صاحب حافظ ساکن میالی ضلع ڈیرہ بیان فرماتے ہیں کہ میری بیوی کو تپِ دق لاحق ہو گیا اور دوسرے درجہ تک پہنچ گیا۔ میں مایوس ہو کر خانقاہ شریف میں حضرت کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوا اور اپنی اہلیہ کی حالت بیان کی آپ نے فرمایا: ”شیخ صاحب! مریضہ کو دودھ کی لتی میں مصری ڈال کر پلاؤ۔ اور جب بھی اسے پانی دیا کرو اس پر

نسرت لیں شریف پڑھ کر دم کر کے دیا کرو۔ جب ارشاد پر عمل کیا تو مریضہ چند روز کے اندر بالکل شفا یاب ہو گئی۔

تپِ محرقہ سے نجات مل گئی

خلیفہ مولانا مولوی عطا محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ: مولوی حامد اللہ صاحب نے ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا۔ اُس عورت کا پہلے شوہر سے ایک لڑکا تھا۔ وہ لڑکا تپِ محرقہ میں مبتلا ہو گیا۔ مولوی حامد اللہ کے والد مولوی حق نواز صاحب نے کہا کہ اگر یہ لڑکا فوت ہو گیا تو ممکن ہے کہ اس لڑکے کے وارث جو پہلے ہی اس رشتہ سے ناراض ہیں ہم پر لڑکے کے قتل کا دعوے کر دیں۔

مولوی حامد اللہ صاحب پریشان ہو کر خانقاہ عالیہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور تمام واقعہ حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور سُن کر خاموش ہو گئے۔

دوسری رات پھر تہجد کے بعد مولوی صاحب نے حضور کی خدمت میں وہی عرض پیش کی۔ آپ نے فرمایا: مولوی صاحب آج رات آپ کے مریض کا بخار ٹوٹ گیا ہے۔ اور وہ غذا مانگ رہا ہے۔

مولوی صاحب اجازت لے کر گھر پہنچے تو معلوم ہوا کہ جس رات حضور نے مولوی صاحب کو خبر دی تھی اسی رات لڑکے کا بخار ٹوٹ گیا تھا۔ اس کے بعد بالکل تندرست ہو گیا۔

لاعلاج مریضہ کو شفا مل گئی

حاجی غلام حسن صاحب ساکن مٹان ایک مرتبہ اپنی لڑکی کو لے کر خانقاہ شریف میں حاضر ہوئے۔ وہ لڑکی سخت بیمار تھی، یونانی اور ڈاکٹری ہر قسم کے علاج کیے، مگر کچھ آرام نہ ہوا۔ مریضہ کو دورہ ہو جاتا، جس کے بعد بہت دنوں تک بیمار رہتی۔ حاجی صاحب نے حضرت کے ایک مشہور خلیفہ مولانا مولوی عطاء محمد صاحب قریشی کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت کی خدمت میں دعا کی درخواست پیش کریں۔ چنانچہ مولانا قریشی عطاء محمد صاحب نے حضور کی بارگاہ میں دعا کے متعلق عرض کیا۔ آپ نے فرمایا حاجی صاحب! ان شاء اللہ! اس لڑکی کو پھر مرض کا دورہ نہیں ہوگا۔ چنانچہ حضرت کے اس فرمان کے بعد لڑکی بالکل تندرست ہو گئی۔ اور پھر اُسے مرض کا دورہ کبھی نہ ہوا۔

مشکل وقت میں دشگیری

نید محمد شاہ صاحب ساکن راڑہ شتم جو حضور پیر سوگ کے خلفا میں سے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہا تھا، حضرت کا ایک نوازش نامہ میرے نام آیا ہوا تھا۔ وہ سواری کی حالت میں پڑھتا ہوا جا رہا تھا۔ اس میں حضور کے اس ارشاد پر نظر پڑی کہ: "فقیر کو ہر وقت اپنے ہمراہ تصور کریں۔" اس ارشاد کے بعد معافیہ دوسرے پیدا ہوا کہ

اولیاء اللہ ہر وقت کس طرح ہر خادم کے ہمراہ ہو سکتے ہیں؟ یہ خیال آتے ہی گھوڑے نے سخت قسم کی ٹھوکر کھائی۔ اور میں گھوڑے سے گر پڑا، اس طرح کہ گھوڑے کا ایک پاؤں میرے زانو پر، دوسرا پیٹ پر، تیسرا منہ پر اور چوتھا ماتھے پر تھا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت پیر سوگ ظاہر ہوئے اور گھوڑے کو ایک فٹ اوپر اٹھایا اور میں بغیر تکلیف کے بھل آیا۔ اس وقت میرے دل کا دوسرا اور خطرہ جاتا رہا۔

دریا میں غرق ہونے سے بچا لیا

حافظ سید عبداللہ شاہ صاحب موضع "کالا والا" فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ساون کے مہینہ میں بہت سی خشک کھجوریں لے کر خانقاہ شریف کو حضرت پیر سوگ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں آ رہا تھا۔ راستہ میں دریائے سندھ تھا۔ دریا کو "سنداری" کے ذریعے تیز کر عبور کر رہا تھا۔ جب درمیان میں پہنچا تو اچانک "سنداری" پھٹ گئی۔ دریا میں طغیانی تھی اور میں تیرنے سے بھی تھک چکا تھا۔ ڈوب جانے کے قریب تھا۔ تو حضرت پیر طریقت کی طرف متوجہ ہوا۔ حضور کی طرف توجہ کرتے ہی میرے پاؤں نے محسوس کیا کہ زمین قریب ہے۔ چنانچہ میں کھڑا ہو گیا، تو پانی زانو تک تھا اور میں نے چل کر کنارہ تک دریا کو عبور کیا۔ جب حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: "شاہ صاحب! ایسا کام نہیں کرنا چاہیے۔"

اشارہ سے ہندو مشرف بہ اسلام ہوا

حضرت پیر سواگ ایک مرتبہ لاہور تشریف لائے۔ اور وہاں ایک ہندو نوجوان کو مسلمان کیا۔ اس نوجوان کا بھائی تھانیدار تھا۔ اُس نے آپ کے خلاف عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا کہ انھوں نے میرے بھائی کو جبراً مسلمان کیا ہے۔ جب حضرت عدالت میں پیش ہوئے تو جج نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ نے اس ہندو نوجوان کو جبراً مسلمان کیا ہے۔ آپ جوش میں آگئے اور اشارہ فرمایا کہ اِس نوجوان کو تو میں نے مسلمان کیا ہے اور اُنکی مبارک سے ہندو تھانیدار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "اس کو کس نے مسلمان کیا ہے؟" آپ کے اشارہ فرمانے کی دیر تھی کہ اُس ہندو تھانیدار کی زبان پر کلمہ شریف جاری ہو گیا۔

نیکتاؤں سے نہ کالج کے بے در سے پیدا

دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

تین ہندو افسر بیک وقت مسلمان ہو گئے

نور پور تھل کے مقدمہ قتل کے دوران جب آپ کا مقدمہ ضلع جھنگ سے منتقل ہو کر ضلع میانوالی پہنچا تو حضرت پیر سواگ عدالت میں موجود تھے، تو چند ہندوؤں نے ایک اور استغاثہ حضرت کے خلاف دائر کیا۔ وہ یہ کہ حضرت صاحب جادوگر ہیں، اور جادو کے ذریعے مسلمان بناتے ہیں۔

اُس وقت سیشن جج ہندو تھا، اور اتفاقاً دو اور ہندو افسر بھی عدالت میں موجود تھے۔ حضرت پیر سواگ نے نہایت جوش میں آکر اُن تینوں افسروں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس کو کس نے مسلمان کیا ہے؟۔ اس کو کس نے مسلمان کیا ہے؟۔ اس کو کس نے مسلمان کیا ہے؟۔ اور ساتھ ہی حضرت نے توجہ فرمائی تو تینوں افسروں کی زبان پر کلمہ شریف جاری ہو گیا۔ اور تینوں مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

بارانِ رحمت کا نزول

حضور حضرت پیر سواگ اِس درویش (مؤلف فیوضات حسنیہ) اور عبد اللہ خان صاحب کی استدعا پر ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لائے۔ اس وقت سرحد اسمبلی میں مسلمان شریعت بل منظور کرانے کی کوشش کر رہے تھے۔ حضور اسی سلسلہ میں ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لائے۔ آپ جب علاقہ دامان میں تشریف لے گئے تو لوگوں نے استدعا کی کہ حضور علاقہ دامان میں سخت قحط ہے۔ جانور اور انسان پیاس سے مر رہے ہیں۔ یہاں دس کوس تک پانی کا نام و نشان نہیں ملتا۔ دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ بارش عطا فرمائے چنانچہ حضرت نے دورانِ وعظ بارش کے لیے دُعا فرمائی۔ آپ کی دُعا کی برکت سے اُسی دن بارش شروع ہو گئی اور ایک ہفتہ تک بارش برتی رہی۔ علاقہ دامان سرسبز و شاداب ہو گیا۔ اور آپ کی برکت سے سرحد اسمبلی میں شریعت بل بھی منظور ہو گیا۔

راڑہ شتم میں نزول بارانِ رحمت

حضرت پیر سواگ قدس سرہ العزیز جب دوسری مرتبہ علاقہ راڑہ شتم تشریف لائے تو مخدوم سید مہر شاہ صاحب تمہارے نمازِ ظہر کے بعد صفت ہی میں کھڑے ہو کر عرض کیا: حضور دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ رحمت کی بارش نازل فرمائے۔ آپ نے فرمایا: ”اِنْ شَاءَ اللہ العزیز بارش ہوگی۔“

تھوڑی دیر کے بعد بادل جمع ہوئے اور بارش شروع ہو گئی مگر عصر کے بعد بارش تھم گئی۔ شاہ صاحب نے پھر عرض کیا: ”حضور! بارش ہوئی تو ہے مگر ہماری پیاس نہیں بجھی۔“ آپ نے فرمایا: ”شاہ صاحب! بارش اِنْ شَاءَ اللہ پھر آئے گی۔“ چنانچہ کئی دنوں تک بارش ہوتی رہی۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ہم نے تمام عمر راڑہ شتم میں ایسی بارش نہیں دیکھی۔

گم شدہ مال مل گیا

قاضی عطا محمد صاحب قریشی ساکن ”قادر پور“ راولپنڈی ضلع ملتان فرماتے ہیں کہ ایک بیوہ عورت اپنے خورد سال یتیم بچے کو لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور نہایت عاجزی سے رو کر عرض کیا: ”حضور! میرا خاوند فوت ہو چکا ہے یہ بچہ یتیم ہے۔ ہمارے پاس بیلوں کا جوڑا تھا۔ وہ چور چور کر لے گئے ہیں۔ حضور شفقت کریمانہ فرما کر دُعا فرمائیں کہ ہمارا

زرگاؤ (بیلوں) کا جوڑا مل جائے۔ آپ نے فرمایا: جو شخص ان بیلوں کو تلاش کرنے جائے تو وہ مشرق کی طرف منہ کر کے یہ آیت کریمہ پڑھتا چلا جائے: ”وَ اذْکُرْ مَلٰئِکَہٗ اِذَا نَسِیْتَ“ چنانچہ حسب ارشاد عمل کیا گیا۔ تلاش کرنے والا تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ بیلوں کا جوڑا اس کو مل گیا۔

سخت دل کا فرم شرف بہ اسلام ہو گیا

شیخ فضل دین ساکن نور پور تحصیل مسلمان ہوا اور اس نے خانقاہ شریف میں حاضر ہو کر آپ کی خدمت میں درخواست پیش کی کہ: حضور! دُعا فرمائیں، میرا لڑکا بھی مسلمان ہو جائے۔ شیخ فضل دین ابھی خانقاہ شریف میں ہی مقیم تھا کہ اس کا لڑکا اس کو ملنے کیلئے آیا۔ اس نے ہر چند اپنے لڑکے کو مسلمان ہونے کے لیے کہا۔ مگر وہ زیادہ ہی متنفر ہوتا چلا گیا۔ وہ دوبارہ آپ کی خدمت میں پیش ہوا۔ کہ حضور میرا لڑکا اب جانے والا ہے۔ میں نے بڑی کوشش کی ہے، مگر وہ اسلام سے اور زیادہ متنفر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ آپ نے اس لڑکے کو طلب فرمایا اور آپ چند قدم اس کے ساتھ چل کر تسبیح خانہ میں تشریف لاکر بیٹھ گئے۔ وہ لڑکا حضور کے پیچھے تسبیح خانہ میں داخل ہوا۔ اور آتے ہی کلمہ شریف پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ اور اپنا جوڑا جو کچھ سر پر باندھتے ہیں، اپنے ہاتھ سے کاٹ دیا۔ آپ نے اس کا نام شیخ غلام حسین رکھا۔

دُعا سے ذریعہ معاش مل گیا

مولوی بشیر احمد صاحب ساکن ”دہرا“ بیان کرتے ہیں کہ بابو محمد حسین اور شیخ محمد یوسف ساکنان پسرور اپنی ملازمت سے علیحدہ کر دیے گئے۔ بڑی کوشش کے باوجود ان کو ملازمت نہ مل سکی۔ وہ دونوں ذریعہ معاش نہ ہونے کی وجہ سے سخت پریشان تھے۔ میں نے ان کو مشورہ دیا تو وہ دونوں حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہو گئے۔ بیعت ہونے کے بعد ان دونوں نے دُعا کے لیے عرض کیا۔ حضور نے اُن کے حق میں دُعا فرمائی۔ جب وہ دونوں گھر پہنچے تو انہیں ملازمت مل گئی۔ اور وجہ معاش سے مطمئن ہو گئے۔

ظالم تھانیدار کا فوری تبادُل

مولوی محمد رمضان صاحب ساکن منکیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت پیر سواگ منکیہ تشریف لائے تو شہر کے تمام اہل سنت نے جمع ہو کر حضور کی خدمت میں عرض پیش کی کہ ”حضرت! منکیہ کا تھانیدار متعصب شیعہ اور سخت بد مزاج اور ظالم ہے۔ لوگ بہت تنگ آچکے ہیں۔“ آپ نے تین مرتبہ فرمایا: ”گیا۔ گیا۔ گیا۔“ اور ہاتھ سے اشارہ بھی فرمایا۔ تیسرے روز وہ تھانیدار چلا گیا۔ اور اُس کی جگہ پر دوسرا تھانیدار آگیا۔

ٹوٹے ہوئے رشتوں کو جوڑ دیا

حاجی بھولا مرحوم ملتان، حضرت کا مخلص خادم تھا۔ ایک مرتبہ وہ ملتان سے حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ: ”حضور! میں نے اپنے رشتہ دار محل محمد کی منگنی (نسبت) ایک جگہ کی تھی، مگر برادری کے باہمی تنازعہ کی وجہ سے لڑکی والوں نے اس کی منگنی اور جگہ پر کردی ہے۔“ حضور نے اُن کے حق میں دُعا فرمائی۔ حاجی بھولا صاحب گھر واپس چلے گئے۔

دوسری بار اپنی بیوی کے ساتھ پھر خانقاہ شریف میں حاضر ہوئے۔ نہایت عاجزی اور زاری سے عرض کیا: ”حضور! اب تو اُس لڑکی کی شادی کی تاریخ بھی مقرر ہو چکی ہے۔ ہمارا حق تھا اب دوسرا لے جائے تو ہماری بڑی رُخسائی ہے۔“ آپ نے جوش میں آکر فرمایا کہ: ”یہ شادی کی تاریخ بھی اور دُعا بھی حافظ گل محمد کے لیے ہے۔“

حاجی بھولا راسخ الاعتقاد تھا۔ فوراٰ اجازت لے کر گھر روانہ ہوا۔ جب ملتان پہنچا تو معلوم ہوا کہ لڑکی والوں اور دوسرے فریق میں سخت جھگڑا پیدا ہو گیا۔ اور لڑکی والوں نے اُسی تاریخ کو حافظ گل محمد سے لڑکی کا نکاح کر دیا۔

دُعا سے نوجوان صالح بن گیا

مولوی محمد ابراہیم صاحب ساکن واسو آستانہ بیان فرماتے

ہیں کہ جب حضور پہلی مرتبہ واسو آستانہ دعوت پر تشریف لائے۔ تو مولوی محمد فضیل اور عبد الرحیم صاحب نے مجھے کہا کہ حضور کی خدمت میں دعا کے لیے عرض کریں کہ مولوی محمد فضیل کا لڑکا مولوی محمد مبارک نیک اور صالح بن جائے۔ میں نے حضرت کی خدمت میں عرض پیش کی اور خود انھوں نے بھی دعا کے لیے التجا کی۔ آپ نے فرمایا: ”مولوی مبارک ہمارے ساتھ نہرمول کے پتہ تک چلا آئے۔“

چنانچہ حضور روانہ ہوئے تو بندہ اور دیگر معززین اور مولوی محمد فضیل اور ان کا لڑکا مولوی مبارک پتہ تک حضور کے ہمراہ گئے۔ جب دریا کے کنارے تک پہنچے تو حضرت نے مولوی مبارک کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: ”صاحبزادے مسجد کو آباد کرو اور مسجد میں بیٹھ جاؤ۔“

جب ہم سب واپس ہوئے تو مولوی محمد مبارک سیدھا مسجد میں جا کر بیٹھ گیا۔ حتیٰ کہ وہ روٹی پانی بھی مسجد میں ہی منگواتا اور کبھی مسجد سے باہر نہ نکلا۔ اور حضرت کی توجہ سے اس پر بہت اچھے حالات وارد ہوتے تھے۔

بیعت مکانِ حضور کے ہاتھ پر بیعت ہو گیا

محمد خان بھانی ساکن جھوک بھانی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان بیان کرتا ہے کہ ایک روز حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ میری دعوت پر ڈیرہ اسماعیل خان میرے غریب خانہ پر تشریف

لائے۔ میرا والد بھی حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی حضور یہ میرا والد ہے۔ حضرت صاحب نے میرے والد صاحب سے دریافت فرمایا کہ تمہاری بیعت کہاں ہے؟ ربنواز خان نمبردار بھی اس وقت حاضر تھا۔ اُس نے کہا: ”حضور! اس شخص کا عقیدہ کسی بزرگ پر نہیں آتا۔ ہم اسے موسیٰ زئی مشریت لے گئے ہیں۔ تو نسہ مشریت بھی گئے۔ اور کئی بزرگوں کے پاس بھی لے گئے ہیں، لیکن کسی کی بھی بیعت نہیں ہوتا۔“

حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ”ہمارے ملک میں آج سے کچھ عرصہ پہلے ایک سید صاحب بزرگ اور کامل درویش تھے۔ ان کو لوگ لکھی شاہ کہتے تھے۔ اُن کی عادت مبارک تھی کہ وہ اکثر لوگوں کی منگنی کرایا کرتے تھے۔ جب ان کو معلوم ہوتا کہ فلاں ملک صاحب یا زمیندار کی لڑکی یا بہن بالغ ہے اور بعد از بلوغ بھی وہ اُسے گھر پر بٹھائے ہوئے ہے تو سید صاحب اس کے گھر تشریف لے جاتے اور اپنا عصا مبارک زمین میں گھاڑ دیتے اور فرماتے کہ جب تک اپنی لڑکی کی منگنی فلاں شخص سے نہ کرو گے، لکھی شاہ یہاں سے نہ جائے گا۔“

یہ حکایت بیان فرمانے کے بعد محمد خان کے والد ملک قادر بخش کو مخاطب ہو کر آپ نے فرمایا: ”بھئی خوب تیار ہو جاؤ۔ یہ فقیر جٹ ہے اور تم بلوچ ہو۔ آج ہماری تمہاری کشتی ہوگی۔ دیکھیے کون بازی لے جاتا ہے۔ فقیر کا عصا گڑا ہوا ہے۔ اس وقت تک فقیر یہاں سے نہ جائے گا۔ جب تک

قادر بخش کو مُرد نہ کرے گا۔

چنانچہ حضرت نماز تہجد ادا فرما رہے تھے کہ میرا والد روتا ہوا حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ قدم بوسی کی اور نہایت عاجزی سے بیعت کی درخواست پیش کی۔ اور اُسی وقت بیعت سے مشرف ہوا۔

مدینہ منورہ میں طالبِ سلوک کو بیعت کا اشارہ

خلیفہ مولانا مولوی شیر محمد صاحب شجاع آبادی بیان فرماتے ہیں کہ جب میں حج کے ارادہ سے مکہ مکرمہ (زاد ما اللہ شرفاً و جلالاً) پہنچا تو میرے دل میں خیال آیا کہ کسی مُرشدِ کامل کی بیعت کروں گا۔ میں نے کتابوں میں دیکھا تھا کہ زم زم شریف پیتے ہوئے جو دُعا بھی بارگاہِ ربِّ العالمین میں کی جائے، وہ مُقبول ہوتی ہے۔ چنانچہ میں نے زم زم پیتے ہوئے دُعا مانگی: "بار خدایا مجھے کسی شیخِ کامل کی معرفت نصیب فرما۔" حج سے فارغ ہونے کے بعد جب مدینہ منورہ پہنچا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ سید قمر الدین شاہ صاحب ساکن شجاع آباد اور حضور حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ میرے سامنے کھڑے ہیں۔ جناب قمر الدین شاہ صاحب (جو کہ ایک کامل درویش تھے) کے سر پر کلاہ ہے۔ اور حضرت صاحب نے دستارِ مبارک زیبِ سر فرما رکھی ہے۔ سید قمر الدین شاہ صاحب مجھے فرماتے ہیں: "مولوی صاحب آپ اس بزرگ کی بیعت کریں۔" میں نے خواب میں انکار کیا تو شاہ صاحب نے مجھے

تاکید فرمایا: "تمہیں ان سے فیض حاصل ہوگا۔ ان ہی کی بیعت کرو۔" اس کے بعد میں نیند سے بیدار ہو گیا۔ جب مدینہ منورہ سلام اللہ علی صاحبہا و سآکنہا سے واپس ہو کر گھر پہنچا تو خیال تھا کہ حضرت قمر الدین شاہ صاحب سے اس بزرگ کے متعلق دریافت کروں گا۔ جن کی خواب میں زیارت ہوئی تھی۔ مگر گھر پہنچنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ حضرت شاہ صاحب وصال فرما چکے ہیں۔ دل کو بہت صدمہ ہوا اور رنج پہنچا۔ یہ بھی فکر دامن گیر تھا کہ ان بزرگوں کا حال کس سے دریافت کروں؟ کہ وہ کون ہیں؟ کس جگہ کے رہنے والے ہیں۔ چھ ماہ تک تلاش و جستجو کرتا رہا مگر معلوم نہ ہو سکا۔

اتفاقاً ایک طالبِ علم میاں حامد صاحب جو کہ کوہستان کے رہنے والے تھے۔ ملاقات ہوئی تو میں نے اُن سے اپنا خواب بیان کیا۔ اور اس بزرگ کا علیہ بھی بیان کیا۔ یہ سُن کر فوراً اس طالبِ علم نے کہا کہ یہ علیہ مبارک تو حضرت صاحب سواگان والے کا ہے۔ اور وہ لعل عین کروڑ خاں خاں سراجیہ حسن آباد تشریف رکھتے ہیں۔ چنانچہ میں اسی طالبِ علم کے ہمراہ حضور حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کی زیارت کرتے ہی فوراً مجھے یقین ہو گیا کہ یہ بزرگ وہی ہیں جن کی زیارت مدینہ منورہ میں خواب میں ہوئی تھی۔

میں نے حضرت کی خدمت میں مدینہ شریف کے خواب والا تمام واقعہ بیان کیا۔ تو آپ نے فرمایا: "اِنَّ شَاءَ اللہ بہت

نفع ہوگا۔

میں اُسی وقت بیعت سے مشرف ہوا۔ اور حضرت کی فیض نظر سے فیضیاب ہو کر خلافت حاصل کی۔

گناہ کی طاقت سلب کر لی

فقیر محمد بخش سندھی ساکن علاقہ دریاخان نے بیان کیا کہ محمد بخش بلوچ ہمارے قریب کا رہنے والا تھا۔ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہو گیا۔ جب واپس گھر پہنچا تو اس کی کسی عورت سے پہلے سے آشنائی تھی۔ اور اُس سے ناجائز فعل صادر ہوا۔

جب دوبارہ حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: مجھ سے دُور ہو جاؤ۔ اور سخت طاقت فرمائی۔ وہ دُور جا کر بیٹھ گیا۔ اور بہت رویا۔ آپ نے اُسے فرمایا: ”مُرید کا فرض ہے کہ پیر کی خدمت میں حاضر ہو، اور پیر کا فرض ہے کہ مُرید کو بُرائی سے بچائے۔“

اس کے بعد آپ نے محمد بخش بلوچ کی پیٹھ پر تھپکی دی۔ اور فرمایا کہ: ”اب دیکھیں گے کہ تو کس طرح گناہ کرتا ہے۔“ چنانچہ محمد بخش بلوچ اسی وقت نامرد ہو گیا اور کبھی عورت پر قادر نہ ہو سکتا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس نے فقیر محمد بخش سندھی کے ذریعہ سے عرض کی کہ حضور دُعا فرمائیں کہ میں اپنی منکوحہ پر تو قادر ہو جاؤں! بالآخر حضور نے دُعا فرمائی تو اپنی منکوحہ پر قادر ہو گیا۔ مگر گناہ پر قادر نہ ہو سکتا۔

پھانسی اور عُمر قید بچا لیا

فقیر محمد بخش سندھی نے بیان کیا کہ جان محمد جھٹ کے بھائی نے ایک ہندو کو قتل کر دیا اور اسے گرفتار کر لیا گیا۔ جان محمد مذکور نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر دُعا کے متعلق عرض کیا۔ حضور اُس وقت خاموش رہے۔ جب کروڑ تشریف لائے تو مراقبہ سے فارغ ہو کر جان محمد مذکور کو فرمایا کہ ”حاکم عدالت کو تیرے بھائی کی سزا کے لیے پھانسی اور عُمر قید کی ”دفعہ“ نہیں ملتی۔“

چنانچہ اب جان محمد کا بھائی چار سال قید ہوا۔ اور جنگ عظیم کے موقع پر فوج میں بھرتی ہو گیا۔ اور ایک سال کے بعد بحیریت واپس آ گیا۔

دو فرزند عطا فرمائے (بازن اللہ)

پرواز شاہ صاحب نائب تحصیلدار لیٹہ کی اولاد نہیں تھی۔ وہ ایک مرتبہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ: ”حضور! دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے فرزند عطا فرمائے۔“ مگر حضرت صاحب خاموش رہے۔ اس نے اصرار کیا کہ: ”حضور! اپنی زبان مبارک سے ضرور ضرور ارشاد فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں فرزند عطا فرمائے گا۔“

لوگوں نے شاہ صاحب کو منع کیا کہ ”زبردستی تو دُعا نہیں

لی جاتی؟ مگر شاہ صاحب کا اصرار بڑھتا گیا۔ اور چادر گلے میں ڈال کر عرض کیا: ”حضور! زبان سے ضرور فرمائیں کہ تجھے فرزند ملے گا“ حضرت نے فرمایا: ”جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں فرزند نصیب فرمائے گا۔“ چنانچہ اسی طرح ہوا۔ ایک ماہ میں محل ظاہر ہوا اور اللہ تعالیٰ نے شاہ صاحب کو فرزند عطا کیا۔ لڑکا پیدا ہونے کے بعد شاہ صاحب اس لڑکے کو لے کر پھر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ”حضور! یہ بچہ کتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھائی عطا فرمائے۔“ حضرت صاحب خاموش رہے۔ مگر شاہ صاحب کب چپ رہنے والے تھے۔ انھوں نے پھر اصرار شروع کیا کہ ”حضرت! مہربانی فرمائیں اور اپنی زبان مبارک سے یہ الفاظ کہ دیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دوسرا فرزند عطا کرے گا۔“ تو حضرت صاحب نے پھر فرمایا کہ: ”شاہ صاحب اللہ تعالیٰ تمہیں فرزند عطا فرمائے گا۔“ اللہ رب العزت نے آپ کے ان الفاظ کی لاج رکھی۔ اور شاہ صاحب کو دوسرا فرزند عطا فرمایا۔

جانور پر توجہ کا اثر

فقیر محمد بخش ندوی بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت صاحب نے مجھے گھوڑی دی اور فرمایا اسے پکڑو۔ حضور حضرت صاحب تشریف لارہے ہیں۔ اس پر سوار ہوں گے میں گھوڑی پکڑے ہوئے کھڑا تھا کہ حضرت پیر سواگ تشریف لائے اور گھوڑی سے فاصلہ پر کھڑے ہو گئے۔ حضرت صاحب

کی نظر فرمانے سے گھوڑی ہانپنے لگی۔ اُس وقت حضور دُور کھڑے رہے۔ جب تک کہ اُس کی حالت درست نہ ہوئی جب اُس کی حالت درست ہوئی تو حضرت صاحب اُس پر سوار ہوئے۔

مسجد کی دیوار سے پار ہو گئے

ایک روز حضور حضرت صاحب بمقام بستی ”چادون“ ضلع ملتان مسجد شریف میں وعظ فرما رہے تھے۔ عین مجلس وعظ میں کسی شخص نے آپ سے سوال کیا کہ ”حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج شریف کو تشریف لے گئے، راستے میں آسمان ہیں، ان آسمانوں سے کیسے گزرے؟“ حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کو سخت جوش آگیا اور مسجد شریف کی دیوار سے پار ہو گئے اور پھر واپس تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ ”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی طرح تشریف لے گئے تھے۔ اور اسی طرح واپس تشریف لائے تھے۔“

یہ واقعہ ہزار ہا آدمیوں کے سامنے ہوا۔

قوت جاتی رہی

فقیر محمد بخش ندوی بیان کرتا ہے کہ سید غلام حیدر شاہ ساکن ”سندھراں“ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے نکاح میں دو عورتیں

موجود تھیں اور شاہ صاحب نے تیسرے نکاح کا ارادہ کر لیا۔
شاہ صاحب نے مجھ سے کہا کہ حضرت صاحب سے عرض
کریں کہ تیسری بیوی بل جائے۔

فقیر محمد بخش نے عرض کیا، تو حضرت نے خیال فرمایا کہ
شاید شاہ صاحب شہوت پرستی کی وجہ سے تیسری بیوی کی
تلاش میں ہیں۔ آپ نے غلام حیدر شاہ صاحب کو فرمایا کہ
”سچ ہے شاہ صاحب! باوجود دو بیویاں موجود ہونے کے
اب تیسری بیوی کرنا چاہتے ہو؟“

شاہ صاحب نے عرض کیا: ارادہ تو پختہ ہے۔
حضرت صاحب خاموش ہو گئے۔ لیکن شاہ صاحب کی
قوتِ مردی بالکل جاتی رہی۔ جب شاہ صاحب نے تیسری
بیوی کا ارادہ ترک کیا تو حضور کی توجہ سے شاہ صاحب کی
حالت درست ہو گئی۔

دعا کی برکت سے مقدمہ خالج ہو گیا

مولوی اللہ بخش صاحب منشی لکھنؤ شریف ایک دن حضور کی
خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرا وطن علاقہ دہوا ضلع
ڈیرہ اسماعیل خان یہاں سے دور ہے۔ ایک ہندو ہے جسے میں
بالکل نہیں جانتا۔ اُس نے میرے خلاف مبلغ تیس روپے کی دیوانی
نامش کی ہے۔ مالاکہ میں نے اُس سے کوئی قرضہ نہیں لیا اور نہ ہی
اُس سے واقف ہوں۔ آپ کسی تمندار کی طرف سفارشی رقعہ تحریر

فرمادیں، تاکہ وہ میری امداد کرے۔ آپ نے فرمایا کسی دنیا دار سے
انتہا کرنا ہمارے لیے مناسب نہیں ہے۔ اس نے عرض کر لیا،
آپ دعا فرمائیں، مجھے یقین ہے کہ آپ کی دعا سے بہتر نتیجہ
نکلے گا۔ آپ نے دعا فرمائی، جس کی برکت سے وہ ہندو
مجھے کوئی نقصان نہ دے سکا اور اس کا مقدمہ خارج ہو گیا۔

انگلی کے اشارے سے دل کی دنیا بدل گئی

سردار و حجام بیان کرتا ہے کہ میں سخت قسم کا چور اور
ڈاکو تھا۔ ایک دفعہ میں نے ایک آدمی کی ناک کاٹنے، اس کی
بیوی اغوا کرنے اور اس کے دو اُونٹ چرائینے کا پختہ ارادہ کیا،
اور اپنے ایک ساتھی سے اس کا ذکر کیا۔ میرے ساتھی نے مجھے
کہا، چلو پہلے حضور حضرت پیر سواگ کی زیارت کا شرف حاصل
کرتے ہیں، پھر دیکھا جائے گا۔ میں نے ساتھی کے کہنے کی پرواہ نہ کی
مگر میرے ساتھی کا بھائی زبردستی مجھے پکڑ کر حضرت صاحب کی
خدمت میں لے آیا۔ اور عرض کیا: حضور یہ سردار و سخت قسم
کا بد معاش ہے۔ اس وقت بھی اس کا ارادہ چوری اور ڈاکہ زنی
کا ہے۔ حضور نے یہ بات سنی تو آپ کو سخت جوش آیا۔ اور
آپ کے بدن مبارک کے بال کھڑے ہو گئے۔ آپ نے میری
طرف انگلی کا اشارہ کر کے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اسے ہدایت دے گا۔
اور آئندہ چوری نہیں کرے گا۔“

حضور کے اشارہ فرماتے ہی میں بے ہوش ہو گیا۔ اور تین

مرتبہ زمین سے بلند ہو کر گڑ پڑا۔ جب ہوش آیا تو میں نے چوری اور ڈاکہ زنی سے مکمل توبہ کر لی اور چوری کے جو اوزار میرے پاس تھے وہ تمام میں نے حضرت کی خدمت میں پیش کر دیے آپ نے وہ تمام اوزار زمین میں دفن کرادیے۔

چور دامنِ رحمت میں چھپ گیا

سردارو حجام مذکور چونکہ نامی گرامی چور تھا، اس لیے اُس کے وارنٹ گرفتاری جاری ہو گئے۔ وہ خود کہتا ہے کہ ایک دن دو سپاہی مجھے گرفتار کرنے کے لیے شام کے وقت خانقاہ شریف میں آئے۔ مغرب کی نماز شروع ہونے والی تھی۔ حضرت صاحب نے خود تکبیر فرمائی اور میں ان دونوں سپاہیوں کے درمیان نماز کے لیے کھڑا ہو گیا۔ اس کے باوجود کہ وہ دونوں سپاہی اچھی طرح مجھے جانتے تھے اور میں بھی بخوبی ان سے واقف تھا۔ مگر حضرت صاحب کی توجہ کی برکت سے وہ مجھے نہ پہچان سکے۔ نماز مغرب کی فراغت کے بعد وہ دونوں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ ہم سردارو کو گرفتار کرنے آئے ہیں اگر یہاں موجود ہے تو آپ ہمیں بتائیں۔ آپ نے فرمایا کہ: "لنگر شریف میں اُسے تلاش کرو، اگر تمہیں مل جائے تو پکڑ لو۔"

انہوں نے لنگر شریف میں بہت تلاش کیا اور کئی بار مجھے اگر دیکھا، مگر پہچان نہ سکے۔ اور چلے گئے۔ دوسرے دن پھر آئے میں لنگر شریف میں ہی بیٹھا ہوا تھا۔ تین مرتبہ میرے پاس آئے۔

اور میرے سر کو پکڑ کر کہا کہ تم سردارو ہو؟ میں نے کہا ہاں! مگر انہوں نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو۔ تمہاری شکل سردارو جیسی نہیں ہے۔ آخر وہ دونوں مایوس ہو کر چلے گئے۔

اولیاء را ہست قدرت از الہ
تیر جستہ باز گرداند ز راہ

بروقت پہنچ کر گناہ سے بچا لیا

گناہ خان ذیلدار ساکن ضلع جھنگ نے حضور حضرت پیر سواگ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر بیعت کی درخواست پیش کی۔ حضرت نے بیعت فرما کر معمول کے مطابق گناہ خان کو گناہوں سے پرہیز کی ہدایت فرمائی۔ اس نے کہا حضور میں اور تمام گناہوں کو چھوڑ سکتا ہوں مگر زنا کو نہیں چھوڑ سکتا (اعیاذ باللہ) آپ نے فرمایا کہ اس فقیر کی موجودگی میں بھی اس فعل بد سے باز نہ آؤ گے۔ اس نے کہا: حضور! آپ کی موجودگی میں تو ہر گز اس فعل بد کا ارتکاب نہیں کر سکتا۔ جب آپ نے اس سے یہ وعدہ لے لیا تو فرمایا: "جاؤ! مگر چلے جاؤ۔"

جب وہ گھر پہنچا تو ایک دن اپنی سابقہ عادت کے مطابق ایک عورت کے پاس اس فعل قبیح کے ارتکاب کے لیے پہنچا۔ جب اس نے مکان کے دروازوں کو بند کر لیا، تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف فرما ہیں اور کہتے ہیں کہ گناہ خان اپنا وعدہ یاد کرو۔ گناہ خان پر

ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ کانپنے لگا۔ اور ہمیشہ کے لیے اس فعل بد سے توبہ کی۔ مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سچ کہا ہے: ۷

دستِ پیر از غائبان کوتاہ نیست

دستِ او بُزِ قبضۃ اللہ نیست

دورانِ وعظ بد مذہب تائب ہو گیا

مہر اللہ یار لوہاج ساکن نشیب لیتے بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت صاحب قادوالی علاقہ بھکر میں دعوت پر تشریف لائے۔ حضور مجلس وعظ میں وعظ فرمانے کے لیے تشریف لے گئے۔ اس مجلس وعظ میں ایک شخص مستی سونا لک "جو کہ شیعہ ہونے کے علاوہ مشہور چور اور ڈاکو تھا، اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ اعتراض کرنے کی غرض سے شامل ہو گیا۔ نادین نے حضرت کی خدمت میں یہ بات عرض کر دی۔ آپ نے وعظ شروع فرمادیا۔

دورانِ وعظ آپ کو ایسا جوش آیا کہ آپ نے اس شیعہ شخص سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ: "او سونا! کھڑا ہو جا۔ اور مجھے بتا کہ کیا حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھجوروں کے چند درخت مانگنے کے لیے امیر المؤمنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں گئی تھیں؟ آپ کے فرمان کے مطابق وہ شخص کھڑا ہڈ گیا اور تہتر تہ

کانپنے لگا۔ مگر کوئی لفظ اس کی زبان سے نہ نکل سکا۔ اور کانپتے کانپتے گر پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد اٹھا اور حضرت صاحب کے قدموں پر گر پڑا۔ جب مجلس وعظ ختم ہوئی تو سونا لک نے نہایت عاجزی و زاری سے بیعت ہونے کی درخواست پیش کی۔ آپ نے اس کی درخواست کو منظور نہ فرمایا۔ مگر وہ حضرت کے دامن سے چمٹ گیا۔ کچھ اور غلصین نے بھی التجا کی تو آپ نے اسے بیعت سے مشرف کیا۔ پہلے وہ نام کا سونا تھا۔ مگر حضرت پیر سواگ سے بیعت ہونے کے بعد خالص سونا بن گیا۔

حضرت کی برکت سے کشتی کنارے پر لگ گئی

مہر اللہ یار لوہاج بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحب نے خانقاہ عالیہ موسیٰ زئی شریف کے نگر کے لیے غلہ خرید فرمایا۔ اور غلہ کشتی میں بار کیا گیا۔ حضرت صاحب بھی کشتی میں سوار ہوئے۔ دریا میں کشتی چلی جا رہی تھی کہ اچانک اس میں سوراخ ہو گیا۔ کشتی کا تلاح رونے لگا، کہ حضرت اب کشتی نہیں بچتی آپ نے ارشاد فرمایا کہ سوراخ کے مقام پر مٹی لگا دو۔ اور کشتی چلا دو، اللہ نگہبان ہے۔ تلاح نے حسب حکم کشتی کے سوراخ کو مٹی سے بند کیا۔ اور حضرت کی برکت سے کشتی کنارے پر صبح سالم پہنچ گئی ۷

اولیاء را بہت شدت از الہ
تیرجستہ باز گرداند ز راہ

وعظ کی برکت سے بے عمل متقی بن گئے

فقیر محمد ابراہیم صاحب ساکن واسو آستانہ ضلع جنگ، بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور میری دعوت قبول فرمائیں۔ آپ نے شفقت فرماتے ہوئے میری دعوت قبول فرمائی۔ اور واسو آستانہ تشریف لائے۔ پانچ روز تک قیام فرمایا۔ آخری روز جمعہ شریف کا دن تھا۔ آپ وعظ فرما رہے تھے۔ دورانِ وعظ آپ نے ڈارمی کے متعلق تلقین فرمائی، کہ: حضور علیہ السلام کی سنت مبارکہ پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔

حضرت صاحب کے میز کے ساتھ نیچے سید عبدالغفار شاہ ولد سید امیر شاہ جاگیر دار اوج گل امام فہر کا پایہ پڑ کر بیٹھا ہوا تھا۔ شاہ صاحب نوجوان آدمی تھا۔ اگرچہ حضور کی بیعت تھا، مگر ڈارمی بالکل صاف تھی۔ حضرت صاحب کی نظر اُن پر پڑی تو جوش میں آکر فرمایا کہ: ”یہ سید بھی ڈارمی منڈوا کر بیٹھا ہے۔“ حضرت کا یہ ارشاد شاہ صاحب کے قلب میں تیر کی طرح پیوست ہو گیا۔ اُس دن سے شاہ صاحب نے سنت کے مطابق ڈارمی رکھی اور نہایت متقی و پرہیزگار اور سنت کے پابند ہو گئے۔ حضور کی اس زندہ کرامت پر تمام جنگ کے لوگ شاہد ہیں۔

گر تو سنگِ غارہ و مرمر شوی
بچوں بصاحبِ دل رسی گوہر شوی

دُعا کی برکت سے بارش نازل ہو گئی

حضرت صاحب واسو آستانہ میں مقیم تھے۔ ایک روز وعظ فرما رہے تھے، کہ ایک شیعہ سید محمد حسین شاہ ولد سید جعفر شاہ ساکن درگاہی شاہ نے مجلس میں کھڑے ہو کر کہا: ”اگر آج رات حضرت کی دُعا سے بارش ہو جائے تو میں سُنی ہو جاؤں گا۔ اور ڈارمی رکھ لوں گا۔“

حضرت صاحب نے شاہ صاحب کو دیکھ کر منبرمایا کہ: ”شاہ صاحب! بارش اِنْ شاء اللہ تعالیٰ آئے گی۔ لیکن نہ تم ڈارمی رکھو گے اور نہ تم سُنی بنو گے۔“

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحب کی دُعا اور برکت سے اُسی رات بارش عنایت فرمائی۔ لیکن سید محمد حسین شاہ صاحب نے نہ تو شیعہ مذہب سے توبہ کی اور نہ ہی ڈارمی رکھی۔ آپ کا یہ ارشاد سچا ہوا۔

آپ کے فرمان سے موسم بدل گیا

فقیر محمد ابراہیم صاحب کا بیان ہے کہ واسو آستانہ کی اسی دعوت میں حضرت صاحب وعظ فرما رہے تھے۔ گرمی کا موسم تھا۔ ہوا بالکل بند تھی۔ گرمی کی شدت سے لوگ تڑپنے لگے۔ حضرت نے دورانِ وعظ ارشاد فرمایا کہ: ”سُبْحَانَ اللہ! جب تک دُوسرے علماء وعظ فرماتے رہے، تو ہوا بھی چلتی رہی اور ٹھنڈک بھی رہی“

جب فقیر کی باری آئی تو ہوا بھی بند ہوگئی اور گرمی بھی زیادہ ہوگئی۔
اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں قبر ٹھنڈی فرمادے گا۔
آپ یہ فرما ہی رہے تھے کہ ٹھنڈی ہوا چلنا شروع ہوگئی۔
اور بارش برسنے لگی۔ گرمی بالکل ختم ہوگئی اور موسم نہایت خوشگوار
بن گیا۔ داسو آستانہ کی اسی دعوت میں حضرت پیر سواگ قدس سرہ نے
کی ذات بابرکات سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا۔ نمونہ کے لیے
ایک دو کرامات بیان کی گئی ہیں۔

خبر سے پہلے موت کا علم تھا

عاجی میر سندرانہ مرحوم نے ایک دفعہ حضرت صاحب کی خدمت
میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ: سونا لک جو کہ حضور کا مخلص خادم تھا
فوت ہو گیا ہے۔ اس کا خاتمہ بالایمان ہوا ہے۔ جب وہ فوت
ہوا تو میں نے ارادہ کیا کہ میں آپ کو بذریعہ تار اطلاع دوں،
تاکہ آپ خود اس کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ لیکن پھر اس خیال
سے تار نہ دی کہ ممکن ہے کہ تار وقت پر نہ پہنچ سکے۔ آپ
نے ارشاد فرمایا کہ: اگر کتب شرعیہ اجازت دیتیں تو فقیر مع
درویشوں کے سونا لک کے جنازہ پر پہنچتا۔ تیرا کیا خیال ہے
کہ مجھے خبر نہیں؟

تمام واقعہ پہلے بیان کر دیا

جلال خان مرحوم حضرت کے مخلص غلاموں میں سے تھا۔

وہ بیان کرتا ہے کہ ہم تین آدمی (۱) غلام حیدر منشی بارڈر پولیس والا
(۲) اللہ بخش ”مٹ والے“ والا اور (۳) میں ”ذیرہ اسماعیل خان“ مسجد
انوند والی کے حجرہ میں حضرت صاحب کی بیعت سے مشرف
ہوئے۔ حضرت نے ہم تینوں کو فرمایا کہ ”آج وعظ کروں گا۔
مجلس وعظ میں ایک شخص زنا جیسے قبیح و شنیع فعل کا ارتکاب
کر کے شریک ہوگا، جس کی وجہ سے وعظ کا اثر نہ ہوگا۔ اس
لیے میں وعظ میں اس واقعہ کو بیان کروں گا۔ اس لیے جب
وہ شخص اس محفل سے اٹھنے لگے تو تم آدمی بھی اُس کے ساتھ
اُٹھ کر چلے جانا۔ تاکہ اُس کا پردہ فاش نہ ہو۔“

چنانچہ حضرت نے جب وعظ شروع فرمایا تو نہایت
جوش سے تین مرتبہ اسی بات کو بیان فرمایا۔ تیسری مرتبہ حضرت
نے جب یہ بات بیان کی تو وہ شخص مجلس وعظ سے اُٹھا، اور
ہم تین بھی اس کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ سوا ہمارے کسی کو بھی
اس بات کا علم نہ ہوسکا کہ ان چاروں میں سے کون اس فعل
بد کا مرتکب ہوا ہے۔

آپ کی دُعا سے ایمان مل گیا

حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے زمانہ کے مجدد اور
قطب الارشاد تھے۔ اور آپ نسبت حضرت مجدد امام ربانی
سیدنا قطب ربانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ مجددیہ مکمل
رکتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ: ”مجھے حلقہ میں

معلوم ہوا کہ ہمارے مریدین میں سے ایک آدمی کا ایمان جاتا رہا ہے۔ اُس وقت حضرت کے رُعب اور بیبت کی وجہ سے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ اس شخص کے متعلق دریافت کرتا۔

چند روز کے بعد جب کہ حضور نہایت خوشی کی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے، جلال خان نے عرض کیا کہ حضرت وہ کون شخص ہے، جس کا ایمان جاتا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا ”وہ شیر محمد پٹھان کنڈی ساکن کڑی چوٹی زریں ہے۔“ پھر فرمایا ”میں نے پندرہ روز تک بارگاہ رب العالمین میں اُس کے ایمان کے لیے دُعا مانگی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میری دُعا کو منظور فرمایا اور اُسے ایمان واپس بل گیا۔ اور شیر محمد کوٹہ میں با ایمان فوت ہو گیا ہے۔“

کچھ مدت کے بعد اخوندزادہ قریشی چوٹی زریں والا سے آیا، اُس سے یہ معاملہ دریافت کیا گیا تو اُس نے کہا کہ ”فی الحقیقت شیر محمد پٹھان خدا تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہو گیا تھا۔ بلکہ اسلام کے خلاف بہت کچھ بکتا تھا۔ مگر آخر بیکرت حضرت پیر سواگ اس کی حالت درست ہو گئی۔ اور وہ کوٹہ کے ہسپتال میں با ایمان فوت ہو گیا۔“

اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے متعلق ”حضرات القدس“ اور ”روضۃ القیوم“ میں مذکور ہے کہ آپ نے ایک دن ارشاد فرمایا، ”مجھے حلقہ میں معلوم ہوا ہے کہ ایک شخص کا ایمان جاتا رہا ہے۔“ حضرت مخدوم زادہ غزوۃ الوثقہ

خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ تعالیٰ نے عرض کیا: حضور وہ کون شخص ہے؟ آپ نے فرمایا: تمہارا اُستاد قلا طاہر لاہوری ہے۔ حضرات مخدوم زادگان نے آپ کی خدمت میں دُعا کی التجا کی۔ آپ نے فرمایا: میں نے پندرہ روز اس کے ایمان کے لیے دُعا مانگی، جو منظور ہوئی۔ اور انھیں دولت ایمان عطا کی گئی۔ چنانچہ حضرت قلا طاہر لاہوری حضرت امام صاحب کے خلفاء میں سے ہوئے۔

مزم بری ہو گئے

محمد اعظم خان رئیس ذلدار سوکڑ علاقہ تونسہ شریف نے بیان کیا کہ ۱۹۳۳ء میں مجھ پر قتل کا ناتی مقدمہ بن گیا۔ میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا: حضور دُعا فرمائیں ایمان اور جان بچ جائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص بھی اس سلسلہ عالیہ میں داخل ہوتا ہے۔ اس کے ایمان کی ضمانت ہو جاتی ہے۔ چونکہ مقدمہ ناتی ہے، اس لیے تمہاری وجہ سے باقی آٹھ مزم بھی بچ جائیں گے۔“

محمد اعظم خان کہتے ہیں کہ ڈپٹی کمشنر اور کپتان دونوں سخت مخالف تھے۔ انھوں نے جرگہ دار ایسے لوگوں کو مقرر کیا جو سخت اور زیادہ سزا تجویز کرنے والے تھے۔ لیکن حضرت صاحب کی برکت سے جرگہ داروں نے مجھے اور دو دیگر مزموں کو بے گناہ قرار دے کر بری کر دیا۔ باقی چھ مزموں کی سزا کی رپورٹ کر دی۔ ڈپٹی کمشنر نے جب یہ رپورٹ پڑھی تو اُس نے کہا جب شہادت

تمام ملازموں کے لیے یکساں ہے، پھر تین کو بری کرنا اور چھ کو سزا دینا کس طرح مناسب ہے۔ اُس نے اس رپورٹ سے اتفاق نہ کرتے ہوئے یہ معاملہ جرگہ کلاں کے سپرد کر دیا۔ جرگہ کلاں نے سماعت کے بعد رپورٹ دی کہ سب بے گناہ ہیں۔ چنانچہ حضرت پیر سواگ کی توجہ اور نظر کرم سے ہم سب بری ہو گئے۔

وصال کے بعد بالمشافہ تنبیہ فرمائی

یعقوب خان ٹوانہ حضرت صاحب کا مخلص مرید تھا۔ آپ کے وصال کے بعد مزار پر انوار پر حاضر ہوا۔ اُس وقت حضرت سجادہ نشین خواجہ غلام محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ خانقاہ عالیہ سر اجیہ کچا میں قیام پذیر تھے۔ یعقوب خان مزار شریف کی زیارت سے فارغ ہوا، دل میں خیال آیا کہ اب خانقاہ عالیہ کچا میں حضرات صاحبزادگان کی خدمت میں جانے کی کیا ضرورت ہے یہ خیال آتے ہی اُس نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ مزار مقدس سے کمر تک باہر نکل کر کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں: ”کیا تو سمجھتا ہے کہ اولیاء اللہ مرجاتے ہیں؟“ اس مشاہدہ کے بعد یعقوب خان پر رقت طاری ہو گئی۔ اور وہ پایادہ چل کر حضرت سجادہ نشین قدس سرہ العزیز کی خدمت میں خانقاہ عالیہ سر اجیہ کچا میں حاضر ہوا۔ سفر کی وجہ سے اُس کے دونوں پاؤں میں آبلے پڑ گئے تھے۔

وفات کے بعد مشکل کشائی

خان محمد اعظم خان لغاری ساکن چوٹی زریں نے بیان کیا کہ ۱۹۴۲ء کا واقعہ ہے کہ میں چند آدمیوں کے ہمراہ کار پر سوار تھا اور موٹر کار خود چلا رہا تھا۔ اتفاقاً کار پٹری سے پھسل کر نالے کے عین درمیان میں جا گری۔ اور پانی میں ڈوب گئی۔ کار کے دروازے مضبوطی سے بند تھے۔ نہ وہ پانی میں نکل سکتے تھے، اور نہ ہم باہر نکل سکتے تھے۔ موت بالکل آنکھوں کے سامنے تھی۔ اسی مایوسی کے عالم میں میں نے حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی۔ آپ کا تصور کرتے ہی میں نے دیکھا کہ آپ کی شکل مبارک شیشے سے باہر پانی میں نظر آرہی ہے۔ آپ کی زیارت کرتے ہی ہمیں صرف اتنا پتہ چلا کہ موٹر کار سے نکل کر پٹری پر کھڑے ہیں۔ اور موٹر بدستور پانی میں غرق تھی۔ اس کے بعد ہمیں کچھ سائیکل بل گئے۔ اُن پر سوار ہو کر ”چوٹی“ چلے گئے۔ اور وہاں سے آدمی جمع کر کے لائے۔ تاکہ موٹر کار نکالیں مگر ہم نے دیکھا کہ کار نالے سے نکلی ہوئی پٹری پر کھڑی ہے۔ ہمیں سخت تعجب ہوا کہ اس حالت میں موٹر کار کو بغیر انجن کے نکالنا مشکل تھا۔ مگر وہ صبح سالم پٹری پر کھڑی تھی۔ معلوم یہ ہوتا تھا کہ ہمارے جلنے کے بعد کسی نے موٹر کار کو نکال کر باہر کھڑا کر دیا تھا۔

غائبانہ بیعت اور رقت

حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ بعض اوقات مُردین کی ابتجا پر غائبانہ بیعت فرماتے تھے۔ جلال خان راوی ہیں کہ مولوی احمد بخش صاحب گڈائی والا نے مجھ سے کہا حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کرو کہ جس طرح آپ نے نواب محمد خان لغاری صاحب کی والدہ کو غائبانہ بیعت فرمایا ہے، اسی طرح حضور میری بیٹی کو بھی بیعت فرمائیں۔ میں غریب آدمی ہوں، اُسے اس جگہ نہیں لاسکتا۔

جب مولوی احمد بخش حضور کی خدمت میں حاضر ہوا، اس سے قبل کہ میں حضور کی خدمت میں مولوی احمد بخش کے متعلق کچھ عرض کرتا۔ آپ نے کمال کشف کی وجہ سے مولوی احمد بخش صاحب کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ: ”مولوی صاحب! ہم نے آپ کی لڑکی غلام فاطمہ کو غائبانہ بیعت کر دیا ہے۔“ مولوی صاحب نہایت خوش ہو کر گھر واپس آئے۔ گھر پہنچے تو دیکھا کہ لڑکی پر رقت کی کیفیت طاری ہے اور وہ کسی سے باتیں کر رہی ہے۔ مولوی صاحب نے پوچھا: ”بیٹی! کس سے باتیں کرتی رہتی ہو؟“ اُس نے جواب دیا کہ: ”کبھی کبھی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوتا ہے۔ میں حضور سے باتیں کرتی ہوں۔“

مولوی احمد بخش صاحب مذکور نے بذریعہ خط حضرت کی

خدمت میں لڑکی کی حالت تحریر کی۔ کچھ مدت کے بعد خانقاہ شریف میں لڑکی کو ساتھ لائے۔ اور حضرت نے اُسے ظاہری بیعت سے بھی مشرف فرمایا۔

حُسنِ خاتمہ کی خبر

ایک مرتبہ حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ واں بھجراں میں ملک مظفر بھجور کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ تہجد کی نماز کے بعد آپ نے اپنے ایک محبوب غلیفہ سید محبوب شاہ صاحب ساکن کیمیل پور کو فرمایا کہ: ”میں نے آج رات خواب دیکھا ہے کہ: ”میری شیطان سے لڑائی ہوئی ہے۔ میں نے اُس کو پڑ کر زمین پر اس زور سے مارا ہے کہ وہ کمر تک زمین میں دھنس گیا“ اس کی تعبیر یہ ہے کہ اِن شاء اللہ تعالیٰ آج میرا وعظ بہت مؤثر ہوگا۔“

اس کے بعد آپ نے شاہ صاحب سے فرمایا کہ: ”میں نے بلخ، بخارا، پنجاب اور ہندوستان میں نظر کی ہے، اس وقت کوئی ولی میرے برابر موجود نہیں ہے۔“ اور فرمایا کہ: ”یہ بات بطور فخر نہیں ہے بلکہ تحدیثِ نعمت اور اظہارِ فضلِ خداوندی کے طور پر کہتا ہوں۔ ذَلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ“ لہ

پھر آپ نے محبوب شاہ صاحب کو فرمایا کہ: ”شاہ صاحب! میں تمہیں مبارک دیتا ہوں، تمہارا خاتمہ بہت اچھا ہوگا۔“

لہ: حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

چنانچہ محبوب شاہ صاحب رمضان شریف کے آخری عشرے میں اپنے وطن میں اعتکاف بیٹھے ہوئے تھے۔ اعتکاف کے آخری دن اپنے متعلقین کو اطلاع دی کہ میرا وقت قریب ہے امام مسجد کو وصیت کی کہ: میرے لڑکے کو تعلیم دینا۔ اور میرے بھائی کو میری وفات کی خبر نہ کرنا۔ مولوی صاحب نے کہا: ”آپ تو بالکل تندرست ہیں، لیکن اسی شام کو لوگ نماز مغرب ادا کر کے مسجد سے باہر نکلے، مگر شاہ صاحب مسجد کے اندر ہی رہے۔ لوگوں نے بہت انتظار کیا۔ بالآخر مسجد میں جا کر دیکھا۔ محبوب شاہ صاحب سجدے کی حالت میں ہیں اور رُوحِ مبارک قفصِ غصری سے پرواز کر چکی ہے۔

حاشیہ صفحہ گزشتہ: ادبیاء کرام رحمہ اللہ تعالیٰ بعض اوقات خلاف معمول ایسی بات ارشاد فرماتے ہیں جو بظاہر ان کی عادت و طبیعت کے موافق معلوم نہیں ہوتی۔ لیکن غور کیا جائے تو کسی حکمت کے تحت حقیقتِ حال کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ چنانچہ محققین علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے تصریح کی ہے کہ محبوب بھائی قطبِ بانی غوثِ صمدانی حضرت شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمانِ قدیمی ہذا علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ یعنی میرا یہ قدم دینا کے ہر ولی کی گردن پر ہے۔ حقیقتِ حال کا اظہار تھا۔ اور آپ یہ بات کہنے میں مامورین اللہ تھے کہ یہ قول بطور فرمودات کے فرمایا گیا۔ کیونکہ اولیاء اللہ ان تمام چیزوں سے پاک ہونے کے بعد ہی درجہ ولایت پر فائز ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس مذکورہ موقوفہ شریف کے آخر میں حضرت پیر سواگ رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ بات بطور فرمودات کے نہیں بلکہ اظہارِ فضلِ خداوندی کے طور پر کہتا ہوں۔ فلا تکونن من الممتزین ابوالانوار محمد عبد الرحمن حسینی

مُرید کا جسم قبر میں صحیح و سالم تھا

خلیفہ مولوی لال دین صاحب ساکن کاتیار تھل ضلع خیرٹا۔ حضرت کے مخلص، نیک سیرت اور باعمل خلیفہ مجاز تھے۔ حضرت صاحب کی ظاہری حیات میں ہی وہ اس دُنیا سے انتقال کر گئے۔ چھ سات سال کے بعد سیم اور شور کی وجہ سے ان کی قبر گر گئی۔ جب لوگوں کو خبر ہوئی تو انہوں نے خلیفہ صاحب کو قبر سے نکالا، تو تمام لوگوں نے دیکھا اگرچہ کفن تو کچھ بوسیدہ تھا، مگر ان کا جسم بجنہ مکمل صحیح و سالم تھا اور کسی قسم کا کوئی تغیر تک واقع نہ ہوا تھا۔ اور جس طرح حدیثِ پاک میں ہے کہ قیامت کے دن حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت بوجہ وضو ”غُرُجُجُل“ یعنی پنج کلیاں ہوں گی۔ خلیفہ لال دین صاحب کے پانچوں اعضاء روشن تھے۔ گویا ان کو عالمِ برزخ میں پنج کلیاں بنا دیا گیا۔ جن لوگوں نے سنا انہوں نے آکر دیکھا اور یہ واقعہ دُور دراز تک مشہور ہو گیا۔

لنگر کے خادما کا جسم صحیح و سالم اور خوشبو دار تھا

حضرت کے ایک مخلص اور جاں نثار درویش صوفی جلال خان کی وفات شہرِ میلِ ضلع میانوالی مسجد کے اندر نمازِ ظہر کی تکبیر تحریمہ ادا کرنے کے وقت ہوئی۔ آپ کو بطورِ امانت ”میل“ کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ حضرت سجادہ نشین صاحب

رحمہ اللہ تعالیٰ کو جلال خان کی وفات کی اطلاع دیر سے پہنچی اور یوں صوفی جلال خان میل میں دفن کر دیے گئے۔ اس کے بعد حضرت سجادہ نشین صاحب نے بہت سے درویشوں کو نیا کفن اور خوشبو و عطریات عطا فرمائیں اور دریا خان سے پیشل لاری کہنے کا بندوبست فرمایا۔ چنانچہ درویش حضرت سجادہ نشین قدس سرہ العزیز کے حکم کے مطابق تمام انتظامات مکمل کر کے 'میل' شریف گئے۔ اور پانچ ماہ کے بعد جلال خان کو قبر سے نکالا۔ اس کا جسم سالم اور محفوظ تھا۔ اس طرح معلوم ہوتا تھا جیسے ابھی دفن کیا گیا ہے۔ بدن میں کوئی تفسیر نہ تھا اور نہ ہی کوئی بدبو وغیرہ تھی، بلکہ جسم نرم تھا۔ اور ڈارمی پر تیل بدستور موجود تھا۔ جلال خان کو اپنے پیر روشن ضمیر رحمہ اللہ تعالیٰ کے روضہ شریف کے باہر جنوب کی جانب دفن کیا گیا۔

دُعائی برکت سے عزت ملی

سردار نور احمد خان لغاری ساکن چوٹی زیریں ضلع ڈیرہ غازیخان کی بڑی اہلیہ جس نے چوٹی زیریں والوں میں سے سب سے پہلے حضرت کی بیعت کی تھی۔ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی، عصر کا وقت تھا۔ آپ اپنے دولت کدہ میں تشریف فرما تھے اس نے عرض کیا: حضور! میرا خاوند دوسری شادی کر چکا ہے۔ میں اب واپس گھر جانا نہیں چاہتی۔ لنگر شریف میں آپ کی خدمت میں رہوں گی۔

آپ نے فرمایا: تمہارے خاوند کی اولاد نہ تھی، اُس نے اولاد کے لیے دوسری شادی کی ہے۔ ہم لنگر شریف میں تمہارے لیے علیحدہ مکان اور روٹی کا انتظام کر دیں گے۔ مگر یہ بات مناسب نہیں ہے۔ آخر تمہارے رشتہ دار کیا کہیں گے؟ تم اللہ کے مجاہد پر واپس چلی جاؤ۔ فقیر دُعا کرتا ہے۔ تمام گھر میں سب سے بڑا تم کو سمجھا جائے گا۔ اولاد دوسری بیوی سے ہوگی مگر وہ ماں تم کو کہے گی۔

چنانچہ حضرت کی یہ کرامت آج تک زندہ موجود ہے۔ لغاری صاحب کی اولاد دوسری بیوی سے ہوئی۔ مگر ماں پہلی ہی کو سمجھتے تھے۔

حضرت کی دُعا سے نامردی ختم

چراغ درکھاں ساکن نواں جنڈانوالا ضلع میانوالی حضرت کا نہایت مخلص خادم اور کارکن تھا۔ اس کو نامردی کی شکایت ہو گئی۔ سخی کہ لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اُس کی بیوی اُس کے پاس نہ رہے گی۔ آج یا کل چلی جائے گی۔ مگر حضرت نے فرمایا: "چراغ صبر کرو۔ ان شاء اللہ خیر ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ تمہیں صاحب اولاد کرے گا۔"

چنانچہ حضرت کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے چراغ کو سات بچے عطا کیے۔ چار لڑکے اور تین لڑکیاں۔

آپ کی توجہ سے خاتمہ ایمان پر ہوا

عاجی محمد خان سیٹرزیدار ساکن واڑہ سیٹراں والا حضرت کا مخلص خادم تھا۔ جب اُس پر نزع کا عالم طاری ہوا تو اُسے سخت تکلیف لاحق ہوئی، وہ بے ہوش ہو گیا اور جسم بالکل اکڑ کر سخت ہو گیا۔ حضرت کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اُس نے آپ کو اطلاع دی، آپ تشریف لے گئے۔ اور محمد خان کی چارپائی کے قریب اس کی طرف منتوجہ ہوئے، تو ایک لمحہ میں اُس کی حالت درست ہو گئی۔ جسم نرم ہو گیا۔ اور زبان پر کلمہ شریف جاری ہو گیا۔ اس کے بعد اُس نے کچھ وصیت کی اور کلمہ شریف پڑھتے ہی انتقال کر گیا۔

آپ کی برکت سے مرتے وقت کلمہ جاری ہو گیا

میاں طیب ٹارکہ جو کہ خانقاہ شریف کے متصل نشیب میں رہتا تھا۔ نزع کے وقت اُس کی حالت بہت خراب ہو گئی اور بے ہوش ہو گیا۔ حضرت صاحب تشریف لے گئے اور اس کی چارپائی کے ارد گرد ایک چکر لگا کر توجہ فرمائی تو وہ اُسی وقت ہوش میں آ گیا۔ اور کلمہ شریف پڑھنے لگا۔ کلمہ شریف پڑھتے ہی اُس کا انتقال ہو گیا۔

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیر
جو ہو ذوقِ یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں بغیر

آخری وقت میں دستگیری

مولوی کریم بخش صاحب ساکن چھتہ بخش ضلع جھنگ کے بھائی مولوی عبدالغفور صاحب کا جب وقتِ نزع قریب آیا تو اس نے کلمہ شریف پڑھنا شروع کر دیا اور کہنے لگا کہ حضرت صاحب میرے سامنے کھڑے ہیں، لیکن دوسرے لوگ اور مولوی عبدالغفور صاحب کے رشتہ دار جو اُس وقت موجود تھے۔ سورۃ یسین شریف پڑھنے کی آواز سب سُن رہے تھے۔ اور پڑھنے والا نظر نہ آتا تھا۔ جب مولوی عبدالغفور صاحب فوت ہو گئے، تو اُن کے رشتہ داروں میں سے ایک آدمی حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: "جناب مولوی عبدالغفور صاحب کا خاتمہ اچھا ہوا" آپ نے فرمایا: "ہاں اچھا ہوا"۔

دوسری مرتبہ پھر اُس آدمی نے یہی بات کہی تو آپ نے فرمایا: "اور اس کے سر ہانے سورۃ یسین کون پڑھ رہا تھا؟"

بیمار کو گھر جانے کا حکم اور اس کی حکمت

مولوی کریم بخش صاحب مرحوم ساکن چھتہ بخش ضلع جھنگ بیمار ہو گئے اور علاج کے لیے اپنے ایک رشتہ دار کے پاس منڈی شاہ نکلر ضلع سرگودھا چلے گئے تھے۔ وفات سے دو دن پہلے حضرت صاحب نے مولوی کریم بخش صاحب کو زیارت کرانی اور فرمایا: "مولوی صاحب یہ حکیم تمہارا علاج نہیں کر سکتا۔ تم

فوری گھر چلے جاؤ: مولوی صاحب فوڑا گھر چلے آئے۔ جب گھر پہنچے تو دو دن کے بعد فوت ہو گئے۔

حضرت کی برکتِ حکیم صاحب کی رسائی

حکیم عطاء اللہ سند یافتہ دہلی جو حضرت کے مخلصین اور بہترین خادین میں سے تھے، رابطہ اتم رکھتے تھے۔ آخر میں اُن کی حالت یہ ہو گئی کہ جس مریض کے متعلق اُنھیں کوئی مشکل پیش آتی، تو وہ نمازِ تسبیح کے بعد مراقبہ کرتے اور بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے مریض کے متعلق دریافت فرماتے۔ اگر مریض کی شفا مقدر ہوتی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اٹھا کر اس کے لیے دُعا فرمادیتے۔

پانی کا اثر ندارد

مولوی مُرید احمد ساکن کلون ضلع میانوالی بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت صاحب اور میں خانقاہِ نشیب سے روانہ ہوئے اور ”لالہ“ کے نالہ پر پہنچے تو اس میں پانی تھا۔ حضرت صاحب کے پاؤں میں چرمری موزہ بھی تھا اور جوتا بھی۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں نے جوتا اتارا اور پانی میں داخل ہو گیا۔ پانی زانو تک تھا یا کچھ زیادہ۔ آپ نے فرمایا تم آگے آگے گزر جاؤ۔ جب میں دوسرے کنارہ پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ آپ نے صرف جوتا اتارا اور موزہ پسینے ہوئے پانی پر چل کر نالہ عبور کر گئے

آپ کے موزوں کا صرف زیریں حصہ کچھ تر ہوا۔ میں نے تعجب سے دیکھنا شروع کیا۔ آپ نے فرمایا: ”مولوی صاحب یہ بھی کوئی تعجب کی بات ہے۔ عنکبوت بھی پانی پر تیر کر جاسکتا ہے۔“

گاڑی کو حضرت کی سلام دیا

حضرت صاحب کی عادت مبارک تھی کہ جب کوئی مسکین آدمی یا طالب علم عرض کرتا کہ حضرت میرے پاس ریل کا کرایہ نہیں ہے تو آپ فرمادیتے کہ: ”گاڑی کو میرا سلام دے دینا اور سوار ہو جانا۔ تمہیں کوئی نہیں پوچھے گا۔“

چنانچہ حضور کے اس فرمان پر عمل کر کے بہت طلباء اور مساکین گاڑی پر سوار ہو کر آمد و رفت جاری رکھتے۔ گاڑی کو صرف یہ کہتے کہ: ”حضرت تم کو سلام دیتے ہیں۔“ اور جہاں چلہتے سفر کرتے، کوئی بھی اُن کو نہ پوچھتا تھا۔

پیرِ سواگ کی طرف متوجہ ہوا اور مشکلیں حل ہوئیں

حضرت صاحب اپنے مخلص مُریدین کو ارشاد فرماتے تھے: ”اگر کوئی سخت مشکل پیش آجائے تو دو رکعت نمازِ نفل پڑھ کر فقیر کی طرف منہ کر کے سات قدم بھر کر فقیر کو یاد کرنا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ فقیر آپ کے پاس پہنچے گا۔ اور بعض آدمیوں کو صرف چھ سات قدم ہی فرماتے۔ چنانچہ کئی آدمیوں نے اس پر عمل کیا۔ اور حضرت کی توجہِ عالیہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی مشکلات کو حل کیا۔“

پانچ آدمیوں کا کھانا چالیس پر پورا ہوا

ایوب خان ساکن عیسیٰ خیل ضلع میانوالی بیان کرتا ہے کہ میں بسلسلہ ملازمت دریاخان میں مقیم تھا۔ ایک مرتبہ حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ موسیٰ زئی شریف جارہے تھے، جب دریاخان تشریف لائے تو میں نے دعوت کے متعلق عرض کیا۔ آپ نے فرمایا واپسی پر دیکھا جائے گا۔ جب آپ واپس دریاخان تشریف لائے تو آپ کے ساتھ دو آدمی تھے۔ میں نے پھر دعوت کے لیے عرض کیا۔ آپ نے منظور فرمایا۔ میں نے خیال کیا کہ کل تین آدمی ہیں، چار آدمیوں کا کھانا پکا دیا جائے۔

جب عصر کا وقت ہوا تو آپ نے پیغام بھیجا کہ چالیس آدمیوں کی روٹی پکانا۔ میں نے خیال کیا کہ حضرت کل تین آدمی ہیں۔ شام ہو چکی ہے۔ اب چالیس آدمی کہاں سے آئیں گے، اس لیے پانچ آدمیوں کا کھانا پکا دیا گیا۔

آپ اس وقت حضرت صاحب (موسیٰ زئی شریف والے) کے ہنگامہ میں تشریف فرما تھے۔ جب کھانے کا وقت ہوا تو میں نے دیکھا کوئی ادھر سے آ رہا ہے، کوئی ادھر سے آ رہا ہے۔ حتیٰ کہ پورے چالیس آدمی ہو گئے۔ میں سخت شرمندہ ہوا۔ آپ نے میری حالت ملاحظہ فرمائی۔ اور اپنی چادر مبارک کھانے پر ڈال دی، اور فرمایا کہ چادر کے نیچے سے نکال نکال کر روٹی تقسیم کرو۔ چنانچہ سب چالیس آدمی کھانا کھا گئے۔ اور حضرت نے

سب سے آخر میں روٹی کھائی۔ پانچ آدمیوں کا کھانا سب پر کافی ہو گیا۔ اور میں معافی کا خواستگار ہوا۔

آپ کی برکت سے پانی اتر گیا

ایوب خان مذکور کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت صاحب کے ساتھ ہم سفر تھا۔ ہماری لاری ایک ایسی ندی پر پہنچی جس کا پانی بہت گہرا تھا اور ندی بہت زور سے بہ رہی تھی۔ کنارے پر پہنچ کر ڈرائیور رُک گیا اور کہا: جب تک پانی کی تیزی کم نہ ہو، اُس وقت تک اس ندی سے لاری نہیں گزر سکتی۔

حضرت صاحب نے ایک آدمی کو حکم فرمایا کہ نیچے اتر کر ندی میں داخل ہو جاؤ۔ اور دیکھو کہ پانی کتنا ہے؟ وہ آدمی جب ندی میں اترتا تو اُسے پانی زانو تک یا کچھ کم محسوس ہوا۔ پھر آپ نے مجھے فرمایا کہ ”ایوب خان تم بھی اس آدمی کے پیچھے پانی میں جاؤ۔ اور سیدھا اس کے پیچھے جانا۔ ادھر ادھر نہ ہونا۔ چنانچہ میں بھی اس کے پیچھے پانی میں اتر گیا۔ پانی مجھے بھی اتنا ہی محسوس ہوا، یعنی گھٹنوں تک۔

اس کے بعد آپ نے ڈرائیور سے فرمایا کہ: اب لاری لے چلو، پانی تھوڑا ہے۔ ایک آدمی کو حکم کیا کہ تم آگے چلو۔ اور ڈرائیور سے کہا کہ تم اس کے پیچھے پیچھے چلو۔ لاری جب پار پہنچ گئی تو ہم نے پیچھے مڑ کر دیکھا ندی بدستور پورے زور و شور سے بہ رہی تھی اور پانی بہت گہرا معلوم ہوتا تھا۔

خدا نے آپ کے فرمان کی لاج رکھی

حضرات اہل اللہ کی شان محبوبیت کا یہ بھی ایک انداز ہے کہ وہ جو کچھ فرمادیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے کئے کی لاج رکھتا ہے۔ فقیر غلام یسین ندوی بیان کرتا ہے کہ لوگوں میں عام طور پر یہ رواج ہے وٹہ سٹہ کی شادی کرتے ہیں۔ یعنی اپنی لڑکی یا بہن کا رشتہ کسی کو دے کر اس کے بدلہ میں فریق ثانی کی لڑکی اپنے، یا کسی رشتہ دار کے لیے لے لی۔ اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت کے ایک مریض کے ساتھ پیش آیا۔ اس نے رشتہ دیا اور رشتہ لیا۔ لیکن اس شخص نے جو رشتہ دیا تھا وہ اٹھا دیا اور رخصتی ہو گئی۔ اُس نے فریق دوم سے وہ لڑکی جو اُس کی منکوحہ تھی، مانگی تو اُنہوں نے رخصتی کرنے سے انکار کر دیا۔ اور پس و پیش اور لیت و لعل سے کام لینے لگے۔

وہ شخص حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی حضور غلام شخص کی لڑکی میری منکوحہ ہے اور شادی کے قابل ہے۔ میرے اصرار کے باوجود وہ تبدیلی پارچاٹ سے انکار کر رہا ہے۔ حالانکہ ہم نے اس کو پہلے لڑکی کی شادی کس کے دے دی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”میں دُعا کرتا ہوں“ وہ شخص دوسری مرتبہ حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: حضور وہ بدستور انکاری ہیں اور رشتہ نہیں دیتے۔ آپ نے فرمایا: ”تمہارے لیے دُعا کرتے ہیں“ وہ شخص تیسری مرتبہ پھر حاضر ہوا اور وہی بات دہرائی۔ آپ نے بھری محفل میں اگر فرمایا

”او بھڑا چٹا مار وٹس“ یعنی اپنی منکوحہ کو جتنی مار کے پکڑ لے۔ وہ شخص سچا اور راسخ الاعتقاد مُرید تھا۔ گھر واپس آیا تو ایک دن مسجد میں قرآن حکیم کی تلاوت کر رہا تھا تو اُس نے دیکھا کہ وہی لڑکی جو اس کی منکوحہ تھی، مسجد میں پانی بھرنے کے لیے کنویں پر آئی ہے۔ اُس نے تلاوت بند کر کے اُٹھ کر اپنی منکوحہ کو چٹا مار دیا۔ عورت نے وادیا شروع کر دیا، لوگ جمع ہو گئے۔ لڑکی کے رشتہ دار بھی لڑائی کے لیے جمع ہوئے۔ مگر قدرت خداوندی ملاحظہ کیجیے، کہ شر کے تمام لوگوں نے اس شخص کو ملامت کرنے کی بجائے لڑکی کے رشتہ داروں کو سخت ملامت کی۔ اور بُرا بھلا کہا، کہ لڑکی اُس کی منکوحہ ہے، تم نے اس سے رشتہ بھی لے لیا۔ اب یہ اپنا حق مانگ مانگ کے تھک گیا۔ مجبوراً یہی اقدام اس نے کرنا تھا۔ اور کیا کرتا۔ تمہیں شرم کرنی چاہیے۔

چنانچہ صبح ہوتے ہی لڑکی کے والد نے اپنی لڑکی اس کے حوالہ کر دی۔ اور یوں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے کے الفاظ کی اس شان سے لاج رکھی کہ سالہا سال سے الجھا ہوا مسئلہ حل ہو گیا۔

جن بیعت کے لیے حاضر ہوتے

دیوانے اور پاگل آدمیوں کو لے کر لوگ حضرت صاحب کی خانقاہ شریف میں حاضر ہوتے۔ عموماً تو پہلی مرتبہ آتے ہی صمت یاب ہوتے اور کچھ دوسری مرتبہ آتے تو صبح ہو جاتے اور

تیسری مرتبہ حاضر ہوتے تو مکمل صحت یاب اور سالم ہو جاتے۔
بارہا حضرت صاحب کی زبان مبارک سے یہ کلمات سُنے گئے
کہ آپ فرماتے تھے کہ ”آج اتنی تعداد میں جن آئے ہیں اور بیعت
ہو کر گئے ہیں۔“

چیونٹیوں نے مسجد خالی کر دی

ابتدائی ایام میں حضرت صاحب ”ڈھمچ“ تشریف لے گئے۔
آپ نے وعظ فرمایا اور لوگوں کو نماز پڑھنے کی ترغیب دلائی۔
لوگوں نے عرض کی حضور ہم مسجد میں نماز نہیں پڑھ سکتے، کیونکہ
وہاں بہت زیادہ اور بڑی چیونٹیاں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ”صبح
کی نماز تمام شہر والے مسجد میں پڑھو، ان شاء اللہ وہاں ایک
چیونٹی بھی نہیں ہوگی۔“

چنانچہ تمام لوگ نماز کے لیے حاضر ہوئے تو دیکھ کر حیران
رہ گئے کہ وہاں کوئی چیونٹی اور کچرا کھوڑا موجود نہیں تھا۔ اور آج
تک وہ مسجد چیونٹیوں وغیرہ سے محفوظ ہے۔

دُعا کی برکت سے دولت اور شفا کا خزانہ مل گیا

مہر گل محمد صاحب لواچ مرحوم ساکن لئیہ، حضرت صاحب
کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں بہت زیادہ مقررین
ہوں۔ ہزاروں روپیہ قرض ہے اور تنگ آچکا ہوں۔ آپ نے فرمایا
”مہر صاحب ہم دُعا کرتے ہیں کہ خُدا کرے تمہارا مقررین ادا

ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ میں شفا رکھے گا۔“

چنانچہ حضرت صاحب کی دُعا شرف قبولیت سے اِس طرح
آراستہ ہوئی کہ مہر صاحب کا تمام قرض ادا ہو گیا۔ اور جس شخص کو
وہ دوا دیتے، خواہ پانی کی بوتل بھر کے دیتے تو اللہ تعالیٰ اسے شفا
عطا فرمادیتا۔

مہر صاحب جب فوت ہوئے تو اُن کے چھ فرزند تھے۔
ہر فرزند کو پانچ پانچ چاہ حصہ میں ملے۔ اور ان کی اولاد کی ایک
علیحدہ بستی ہے۔ ان کے فرزند نیک اور صالح ہیں۔

بیعت کے وقت آزمائش کی خبر اور دستگیری

ملک غلام قادر صاحب ساکن مریلی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان
جب حضرت صاحب کی خدمت میں بیعت ہونے کے لیے حاضر
ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ: ”خُدا کا طلب کرنا مصائب اور امتحان
کا اور آزمائش کا طلب کرنا ہے۔“

ملک صاحب نے عرض کیا اگر مجھ پر کوئی مُصیبت یا آزمائش
آئی تو آپ کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ”میں سایہ کی طرح
تیرے ساتھ ہوں گا۔“

بیعت ہو کر ملک صاحب گھر واپس آ گئے، تو کچھ عرصہ کے
بعد چند بدعاشوں نے اُن پر حملہ کر دیا۔ اور اتنا زخمی کیا کہ اپنی طرف
سے مُردہ سمجھ کر چھوڑ گئے۔ ملک صاحب کہتے ہیں کہ جب مجھ پر
پہلی مرتبہ حملہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ حضرت صاحب سامنے کھڑے

پیشین گوئیاں

ہیں۔ پھر ہسپتال میں اُن کا آپریشن ہوا۔ اور بغیر نشہ دیے آپریشن کیا گیا، مگر اُنہیں کچھ درد نہ ہوا۔ وہ کہتے ہیں کہ اُس وقت بھی میں نے حضرت صاحب کو سامنے موجود پایا۔ (گویا جس آزمائش اور مصیبت کی آپ نے بیعت کے وقت خبر دی تھی وہ تو واقع ہوئی تھی۔ مگر حضرت صاحب اپنے مُرید کے ہمراہ رہے اور آپ کی توجہ سے وہ تکلیف اُن کو محسوس نہ ہوئی، اس کے بعد ملک صاحب بفضلہ تعالیٰ بالکل تندرست ہو گئے۔

دریائے آپ کا حکم تسلیم کیا

حضرت پیر سواک رحمہ اللہ تعالیٰ ایک روز مظفر گڑھ تشریف لائے۔ شیر سلطان جنعل مظفر گڑھ کے ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا: حضرت! دریائے سندھ ہماری زمینوں کو گرا رہا ہے اور اب پُوری مُرعّت سے ہماری زمینوں کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اگر مزید چند دن یہی حالت رہی تو ہماری تمام زمین دریا بُمد ہو جائے گی۔ آپ نے فرمایا: "جا کر دریا کو یہ کہ دو کہ فقیر غلام حسن تم کو سلام دیتا ہے اور کہتا ہے کہ یہاں سے چلا جا اور جگہ گرانے کی بہت ہے۔"

چنانچہ اس شخص نے جا کر یہی پیغام دریا کو دے دیا۔ اُس شخص کا کہنا ہی تھا کہ دریا پیچھے ہٹنا شروع ہو گیا۔ سچی کہ بہت دُور چلا گیا۔

فاترہ پر مشتمل ہے۔ دَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

اس کتاب کی اشاعت کے کچھ عرصہ بعد حضرت پیر سواگ کے خدام نے محسوس کیا کہ حضرت کے ملفوظات، ارشادات اور فیوض

سردار گنا خان ساکن چمٹہ بخشہ ضلع جھنگ کو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ”فقیر دُعا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں فرزند عنایت فرمائے گا۔“

چنانچہ حضور پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال شریف کے گیارہ سال بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو اولادِ نرینہ عطا فرمائی۔

نواب محمد خان لغاری ساکن چوٹی زبیریں نے جب حضور حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کی تو آپ نے فرمایا: ”مجھے اس کی پیشانی میں بہت نظر آتا ہے۔“

چنانچہ اسی طرح ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے موصوف کو بہت بہت عطا کیا۔ باوجود اس کے کہ نواب موصوف پر بہت زیادہ قرض تھا اور قرض خواہوں کے ڈر سے باہر رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے قرض بھی ادا ہو گیا اور گورنر پنجاب کے ہاں سب سے زیادہ حیثیت اُسی کی تھی۔

ایک روز حضرت نے مولوی عبد اللہ صاحب المعروف پیر بارو صاحب کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ ”خواجہ فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار شریف کی شرقی جانب میری قبر بنانا“۔ حالانکہ حضرت صاحبزادہ فقیر محمد صاحب قدس سرہ العزیز کے مزار مبارک سے شرقی جانب گزرنے کی جگہ بھی نہ تھی۔

اور پھر فرمایا کہ: ”اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے تو ایک بڑا روضہ بنانا۔ اور مسجد کی طرف آتے جلتے وقت فاتحہ پڑھنا“۔ چنانچہ حضرت کا یہ ارشاد گرامی بعینہ پورا ہوا۔ حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار مبارک کی شرقی جانب آپ کے مزار شریف کے لیے جگہ بھی بن گئی۔ اور ایک بہت بڑا، خوبصورت اور وسیع و عریض روضہ شریف بھی تعمیر ہو گیا۔

اور حضرت سجادہ نشین صاحب و دیگر زائرین (اور موجودہ حضرات صاحبزادگان مدظلہم العالی) بھی مسجد شریف کی طرف آتے جاتے وقت فاتحہ شریف پڑھتے ہیں۔

حضور اس وقت بالکل تندرست اور خیریت سے تھے، آپ نے ملک مراد بخش صاحب انسر مال کو فرمایا کہ: ”انگریز کی میعاد تھوڑی رہ گئی ہے۔ آپ کی جتنی رقم سرکاری ڈاک خانہ میں

پڑی ہے، وہ نکال کر سونایا پرنڈ خرید لیں۔“ چنانچہ آپ کے وصال کے بعد انگریز رخصت ہو گئے۔ اور پاکستان کی حکومت قائم ہو گئی۔ آپ کی پیش گوئی درست ثابت ہوئی۔

ایک روز آپ خانقاہ شریف میں استراحت فرماتے تھے کہ کسی شخص نے ذکر کیا کہ محل میں نہر آ رہی ہے۔ آپ نے فرمایا ”کہاں تک آ چکی ہے؟“ اس شخص نے کہا: ”علو والی تک آ چکی ہے۔“ آپ نے اپنے ہاتھ مبارک کی انگلیاں پھیلا کر ارشاد فرمایا ”نہر آنے سے پہلے انگریز خود چلا جلتے گا۔“

آپ کے اس ارشاد کے چند روز بعد نہر کا کام بند ہو گیا اور بجھے دفیوہ نیلام کر دیے گئے۔ چند سال کے بعد انگریز بریابستر باندھ کر روانہ ہو گیا۔ چنانچہ قیام پاکستان کے بعد دوبارہ اس نہر کا کام شروع ہو کر پایہ تکمیل تک پہنچا۔

ایک مرتبہ آپ واسو آستانہ چک نمبر ۸۲ بنگلے والا تشریف لے گئے۔ جب آپ وعظ فرمانے لگے تو عین مجلس وعظ میں مولوی منور دین دہابی نے اُنہ کو مشد علم غیب کے متعلق چند سوالات کیے۔ آپ نے اس وقت اُسے فرمایا کہ: ”بیٹھ جاؤ۔“ جب مجلس وعظ ختم ہوئی تو آپ نے منور دین موصوف کے متعلق ارشاد

فرمایا: "یہ شخص خراب ہو جائے گا۔"
حضرت کی یہ پیش گوئی سچی ثابت ہوئی۔ ۱۲۸۶ء میں یہی
منور دین جو پہلے وہابی تھا، وہابیت سے ترقی کر کے مرزائی ہو کر
مُرتد ہو گیا۔ اور خود وہابیہ نے اس پر کفر کا فتویٰ صادر کیا۔

○

باب چہارم

مقدمہ قتل
نور پور تھل

حضرت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ غلام حسن قدس سرہ العزیز
کی حیات طیبہ کا ایک اہم واقعہ نور پور محل ضلع خوشاب کا مقدمہ
قتل ہے، جو آپ پر دائر کیا گیا۔ جس میں کچھ مدت تکلیف
اٹھانے کے بعد آپ بری ہو گئے۔ تھے۔ یوں اس عظیم آزمائش
سے بھی آپ سُرخرو اور کامران ہو کر نکلے۔ یہ امتحان یقیناً آپ
کی روحانی ترقی کا ذریعہ تو تھا ہی، مگر ظاہری طور پر دشمنان
دین کی اس سازش پر آپ نے صبر و استقامت، ہمت و
استقلال، توکل بر خدا۔ اور تسلیم و رضا کی جو مثالیں قائم فرمائیں
اور جیل کے اندر، عدالت کے احاطوں، قید و بند کی پابندیوں میں
بھی اعلیٰ کلمۃ الحق، اشاعتِ دینِ متین اور دینِ اسلام کی سربلندی
کے لیے آپ نے جس مُجددانه شان کے ساتھ تبلیغ کو جاری رکھا وہ
اپنی جگہ پر ایک مستقل کرامت ہے۔

معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ واقعہ صادر ہی آپ کے جاہ و جلال
کو ظاہر کرنے کے لیے ہوا تھا۔ پوری تفصیل کے ساتھ اس کو
درج کیا جاتا ہے:

موضع پٹنہ (تحصیل و ضلع خوشاب پنجاب) کے لوگ ایک
عرصہ سے آپ کی خدمت میں دعوت کی استدعا کر رہے تھے۔

مگر حضرت صاحب مؤخر فرماتے رہے۔ بالآخر بہت سے لوگوں نے جمع ہو کر نہایت ہی عاجزی اور الحاح سے دعوت کی درخواست پیش کی۔ آپ نے اُن کی دعوت کو قبول فرما لیا۔ اور ایک مقررہ تاریخ پر "بلند" آنے کا پختہ وعدہ فرمایا۔

حسب وعدہ آپ اپنے احباب کی معیت میں ظہر کے وقت "کلور کوٹ" کے ایشین پر اترے۔ بلند کے لوگ کثیر تعداد میں استقبال کے لیے ایشین پر موجود تھے۔ اور سواری کے لیے آؤٹ اور گھوڑے لے کر آئے تھے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کو مناسب سواریوں پر بٹھایا۔ اور خود بھی سوار ہو کر موضع "غلاماں" میں پہنچے۔ اور وہیں آپ نے رات بسر فرمائی۔ اس جگہ پر رہائش اور کھانے وغیرہ کا انتظام اہلیان بلند نے کیا۔ اس جگہ (غلاماں) کے لوگوں نے حضور کو دعوت کے لیے عرض کیا، مگر آپ نے یہ معاملہ "بلند" والوں کی صوابدید پر چھوڑ دیا۔ اہل بلند اس پر رضامند نہ ہوئے۔ چنانچہ صبح کے وقت آپ "غلاماں" سے "بلند" کی طرف روانہ ہوئے۔ دوپہر کے وقت آپ بلند پہنچے۔ گرمیوں کا موسم تھا۔ مردمان بلند نے آپ کی آسائش کے لیے آرام دہ رہائش، اور مکانات کا انتظام کیا۔ چنانچہ حضرت اور آپ کے احباب نے نہایت سکون سے استراحت فرمائی۔ اتفاقاً حضرت صاحب کی مانگوں میں شدید درد نمودار ہوا۔ جس سے آپ کو بہت تکلیف ہوئی۔ اور اُٹھے کی طاقت نہ رہی۔

گرد و فواج کے لوگ حضرت صاحب کو تشریف آوری کا

سُن کر وعظ سُننے کے لیے جمع ہونا شروع ہو گئے۔ تقریباً چار ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ صاحبان دعوت نے سب کے لیے لنگر شریف اور کھانے کا انتظام نہایت اچھا کیا اور خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ مگر تمام لوگوں کے بیٹھنے کے لیے سایہ کا انتظام نہ تھا۔ یہ بات حضرت کے گوش گزار کی گئی۔ آپ نے فرمایا: "فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ پچھلے روز مولوی شیخ کلیم اللہ صاحب اور مولوی یار محمد ریشتری والا وعظ کریں گے۔ اور دوسرے دن میں خود وعظ کروں گا۔"

چنانچہ صبح کی نماز کے بعد لوگ بلند کی مسجد کے صحن میں جمع ہونا شروع ہو گئے۔ اور حسب ارشاد مولوی شیخ کلیم اللہ صاحب نے وعظ فرمایا، جو دوپہر تک جاری رہا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آسمان پر بادل چھا گئے۔ اور لوگوں نے نہایت اطمینان اور آرام سے وعظ سنا۔ ظہر کی نماز کے بعد مولوی یار محمد صاحب نے وعظ فرمانا شروع کیا۔ دوسرے روز حسب وعدہ حضور وعظ کے لیے تشریف لائے۔ اگرچہ درد شدید تھا مگر جب آپ منبر پر تشریف لائے تو کبھی درد اور تکلیف کا احساس نہ تھا، بلکہ آپ شیر کی طرح مستعد تھے۔

لوگ آپ کے قدسی انوار سے بہت مستفید ہوئے۔ آپ کے وعظ میں لوگوں نے فسق و فجور ادا گناہوں سے توبہ کی۔ جب آپ منبر سے اترے تو درد بدستور موجود تھا۔

تیسرے دن شیخ عبد الرحیم صاحب نور پوری، ڈاکٹر روشن داس

کو حضرت کے علاج کے لیے لے گئے۔ بہت علاج کیا، مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ جب آپ نمبر پر تشریف لے جاتے تو درد بالکل نہ ہوتا اور جب نمبر سے اترتے، درد بدستور ہوتا۔

جب آپ بلند سے روانہ ہونے لگے تو نور پور محل کے لوگوں نے نہایت عاجزی سے دعوت کی درخواست پیش کی۔ اگرچہ آپ کو درد شدت کے ساتھ تھا اور فرصت بھی بہت کم تھی، اور آپ کی معیت میں جو اصحاب تشریف لائے تھے، اُن کا خیال بھی یہی تھا کہ اس وقت آپ خانقاہ شریف چلیں۔ اور جب تکلیف میں افادہ ہو جائے تو پھر آپ دعوت منظور فرمائیں۔ مگر حضرت کو ہر وقت تبلیغِ دینِ اسلام اور اشاعتِ سلسلہ عالیہ ہی کا خیال دامن گیر رہتا تھا۔ اس لیے آپ نے ان کی دعوت منظور فرما کر نور پور جانے کا ارادہ فرمایا۔ عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ کے ساتھی اور خدام سواروں پر نور پور کی جانب روانہ ہوئے۔ مگر آپ درد کی وجہ سے سوار نہ ہو سکتے تھے۔ اس لیے آپ چار پائی پر بیٹھ گئے۔ اور لوگ کنوؤں پر اٹھا کر آپ کو سسے چلے۔ مغرب کی نماز راستہ میں ادا کی گئی۔

اس موقع پر ایک شخص نے عرض کیا کہ ایک بکھ پیلا رام مسلمان ہونے کے لیے کیا ہے۔ آپ نے اسے مشون بہ اسلام کیا۔ اور احکامِ اسلام کی تلقین کی۔ اور اس کا نام شیخ فضل دین رکھا۔ عشاء کے وقت آپ نور پور پہنچ گئے۔ اور شیخ عبد الرحیم کے مکان پر رونق افروز ہوئے۔ مہمانوں کے لیے خاطر خواہ انتظام

کیا گیا تھا۔

گروہِ نواح کے بہت سے لوگ آپ کی زیارت کرنے، اور وعظِ سُنی کے لیے حاضر ہوئے۔ چند یوم دیگر علماء کرام نے وعظ فرمایا اور آخر میں آپ نے بہ نفس نفیس وعظ فرمایا۔ آپ کے وعظ میں ہزاروں لوگ تائب ہوئے اور شرعی امور پر پابند رہنے کا عہد کیا۔ اُس وقت لوگوں نے شرعی قانونِ وراثت کو بالکل چھوڑ کر رواج اور انگریز کے تیار کردہ غیر شرعی قانون پر عمل کرنا ہوا تھا۔ آپ نے اس بات پر بہت زور دیا کہ لوگ رواج کو چھوڑ کر اور انگریزوں کے قانون کو ٹھکرا کر اپنے تمام تنازعات میں شریعتِ مطہرہ کے فیصلے قبول کریں۔ چنانچہ لوگوں نے اس کو قبول کیا اور پختہ دماغ سے کیے۔

اس موقع پر پندرہ ہندو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ شیخ عبد الرحیم صاحب نے حضور کی خدمت اور آنے والے لوگوں کی مہمان نوازی کا خوب حق ادا کیا۔ علاقہ کے تمام مسلمانوں کے اتفاق و اجتماع کے لیے ایک عید گاہ کی ضرورت محسوس کی گئی۔ اور اس کے لیے چندہ کی تحریک ہوئی۔ لوگوں نے دل کھول کر نقدی، زیورات، مال، اور اجناس بہت مقدار میں پیش کیا۔

اس جگہ ایک شخص نور زمان شاہ، جو پہلے شیعہ مذہب رکھتا تھا، شیخ عبد الرحیم صاحب کی کوشش سے اس نے شیعہ مذہب کو چھوڑ کر مذہبِ مہذبِ اہل سنت و جماعت کو اختیار کیا۔ اور

حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مشہور و معروف خلیفہ حضرت خواجہ گل حسن صاحب مُرشد آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیعت بھی ہوا۔ حضرت کی تشریف آوری کے موقع پر وہ ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضری دیتا۔ اور مُراقبہ میں بھی شامل ہوتا۔ اُس نے ایک دن عرض کیا کہ حضور میرے غریب خانہ پر بھی قدم رنجہ فرمائیں۔ اور اپنے فیوض و برکات سے مُشرقت فرمائیں۔ آپ نے اُسے جواب میں فرمایا کہ: ”جب تم ہر وقت محفل میں حاضر رہتے ہو، اور مُراقبہ میں بھی شامل ہوتے ہو تو پھر تمہارے گھر جانے کی کیا ضرورت ہے۔“

جب اُس نے بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ: ”کل عصر کے وقت ہم شاہ والا روانہ ہوں گے۔ اُس وقت پردے کا انتظام کمکے اطلاع دینا۔ فقیر تمہارے گھر جا کر دُعا، خیر کتے ہوئے منزلی مقصود کو روانہ ہوگا۔“

چونکہ نور زمان شاہ صاحب کے تمام رشتہ دار شیعہ مذہب رکھتے تھے، اُن کو حضرت کا نور زمان شاہ کے گھر جانا نہایت ناگوار گزرا۔ اُن کے سینہ ہائے پُر کینہ میں آتش غضب بھڑک اُٹھی۔ جب نور زمان شاہ گھر میں پردے کا انتظام کر رہا تھا تو اُس کا چچا ولایت شاہ، حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا آپ کے وعظ و ارشاد کے لیے عید گاہ کافی ہے۔ آپ ہماری حویلی میں نہ آئیں۔

حضرت صاحب نے جب یہ بات سنی تو نور زمان شاہ

کے گھر کا ارادہ ترک فرما کر شاہ والا کی طرف روانہ ہو گئے۔ نور زمان شاہ کو جب معلوم ہوا کہ میرے چچا ولایت شاہ کے منع کرنے سے حضور میرے گھر تشریف نہیں لائے تو سخت مشتعل ہو گیا۔ اور اپنے رشتہ داروں سے لڑنے پر آمادہ ہو گیا تو اس کا ایک رشتہ دار امیر حسین شاہ اس کے مقابلے میں گیا۔ نور زمان شاہ نے اپنی لاشی کی آہنی نوک اُس کے پیٹ میں گھونپ دی۔ جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔

ایک شخص مسٹی مسرلی پھوڑنے نے یہ خبر حضور تک پہنچائی۔ حضور کے خدام کی یہ رائے ہوئی کہ چونکہ قتل کا معاملہ ہے۔ پولیس والے حضور کو گرفتار کرنے کے لیے آئیں گے۔ اور خدام اور پولیس میں لڑائی شروع ہو جائے گی۔ جس سے خون خرابے کا امکان ہے۔ مناسب یہ ہے کہ حضرت واپس خانقاہ شریف تشریف لے چلیں۔ بعض آدمیوں نے عرض کیا کہ آپ ہمیں ٹھہرے رہیں تاکہ آپ پر قتل کا الزام نہ آئے۔ چونکہ پہلی تجویز قرین صواب تھی، اس لیے آپ واپس خانقاہ شریف تشریف لائے۔

امامیہ شیعہ کے سینوں میں حضور کے متعلق کینہ بھرا ہوا تھا۔ کیونکہ آپ کے وعظ سے شیعہ لوگ اس مذہب کو چھوڑ کر اہل سنت و جماعت میں شامل ہوئے جاتے تھے۔ مگر اِس علاقہ کے ہندو بھی شیعوں کے ساتھ مل گئے۔ اُن کے دلوں میں بے غصہ تھا کہ اہل ہنود حضور کی توجہ سے مُسلمان ہو رہے ہیں۔ انھوں نے بل کر تھانہ میں رپورٹ درج کرائی کہ: فقیر صاحب

بلا اجازت ہماری حویلی میں داخل ہو رہے تھے۔ ہمارے منع کرنے پر اُن کو غصہ آیا۔ اور انہوں نے اپنے مُریدوں کو حکم دیا مارو۔ چنانچہ شیخ عبد الرحیم نے امیر حسین شاہ کو بالوں سے پکڑا۔ اور نور زمان شاہ نے اس کے پیٹ میں چھرا گھونپا۔ اور اس کے مُتعلق زور دار شہادتیں پیش کیں۔

حوالدار پولیس خائفانہ شریف پہنچا اور پیروی مقدمہ کے لیے حضرت کو سرگودھا لے گیا۔ وہاں حضرت کی ضمانت لے لی گئی، اور آپ واپس خائفانہ شریف تشریف لے آئے۔

مقدمہ کی تاریخ پر آپ عدالت میں تشریف لے جاتے۔ ولیپ سنگہ مجسٹریٹ کی عدالت میں مقدمہ درج تھا۔ خدام نے چار ستھ روپیہ کی فیس پر شیخ عبدالغنی کو حضرت کی طرف سے وکیل مقرر کیا۔ مخالفین کی طرف سے شانتی نرائن وکیل تھا۔

مجسٹریٹ نے آپ کو زیر حراست لے لیا اور سرگودھا جیل بھیج دیا۔ محمد حسین لاگری نے جیل کے سامنے والی مسجد میں ڈیرہ ڈال کر لنگر کا کام شروع کر دیا۔ اور زائرین کے لیے رہائش اور کھانے کا بندوبست سنبھال لیا۔ شیخ کلیم اللہ صاحب بھی وہاں حاضر رہ کر ضروری امور سرانجام دیا کرتے تھے۔ حضرت کی توجہات سے لنگر کا انتظام اور زائرین کی آسائش کا کام بخوبی سرانجام پاتا رہا۔

مجسٹریٹ نے آپ کا مقدمہ احسان الحق سیشن جج کے سپرد کر دیا۔ اس اثنا میں ایک شخص قاضی رحیم جو ابھی تک

سلسلہ عالیہ میں داخل نہیں ہوا تھا۔ بہترین کھانا پکوا کر حضرت کی خدمت میں پیش کرتا۔ اور محمد حسین لاگری کو ایک ہزار روپیہ بلا طلب لنگر شریف کا کام چلانے کے لیے پیش کیا۔ بعد میں یہ روپیہ اس کو ادا کر دیا گیا۔ یہ شخص ہر وقت حاضر رہتا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

سیشن جج نے مقدمہ کی سماعت خوشاب میں مقرر کی۔ یہاں بھی زائرین کا ہجوم بے حد ہونے لگا۔ محمد خان سیئر اور احمد خان ذیلدار حضرت کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ ہم مقدمہ کی پیروی کے لیے چندہ کی رقم جمع کرتے ہیں۔ آپ نے سختی سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ: "فقیر کا سب کام توکل پر چل رہا ہے۔ چندہ جمع کرنے کی ضرورت نہیں"۔ لنگر میں صبح و شام گوشت روٹی کے علاوہ کبھی کبھی پلاؤ اور حلوہ بھی زائرین کو پیش کیا جاتا۔

سیشن جج نے مقدمہ کی سماعت کے وقت حضرت کو گُری پیش کی۔ جس سے خدام کو یہ خیال پیدا ہوا کہ آپ اس مقدمہ سے بری قرار دیے جائیں گے۔ جج نے تیسرے دن میانوالی میں فیصلہ سنانے کا حکم دیا۔ چنانچہ تیسرے دن میانوالی پہنچ کر یہ حکم سنایا کہ "قبلہ حضرت صاحب اور نور زمان شاہ کو جس دوام بعبود دریائے شور کا حکم دیا گیا ہے"۔ آپ کو میانوالی جیل میں رکھا گیا حضرت کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب اور دیگر متعلقین کو سخت صدمہ پہنچا۔

شیخ کلیم اللہ صاحب اور قاضی فضل رحیم صاحب مقدمہ کی

نقل لے کر اپیل کے لیے لاہور روانہ ہو گئے۔ ایک وکیل سٹی پٹ بین جو مشہور و معروف وکیل تھا، ایک ہزار کی فیس پر مقرر ہوا۔ دوسرا وکیل شیخ نیاز علی چار صد روپیہ پر فور زمان شاہ کی طرف سے مقرر ہوا۔ تیسرا وکیل میاں شاہ نواز رئیس لاہور، ساٹھ تین ہزار کی فیس سے مقرر ہوا۔

منوخر الذکر اگرچہ مسلمان اور دیانت دار تھا، مگر اپنے کام سے بے خبر، سست مزاج اور تاخیر پیشی سے بے پرواہ رہتا تھا۔ مقدمہ کی پہلی پیشی شادی لال نچ کی عدالت میں مقرر ہو گئی اور حضرت صاحب کو جمنگ گمیانہ جیل میں منتقل کر دیا گیا۔ داروفہ جیل میاں غلام رسول، حضرت کا خاص عقیدت مند اور آپ کا پروانہ تھا۔ جیل کا ڈاکٹر وشن داس بھی حضرت کی خدمت میں مصروف رہتا۔ آپ طبیعت کی ناسازگاری کی وجہ سے داخل ہسپتال تھے۔ ہر وقت زائرین کا ہجوم رہتا۔ اور آپ حفظ و ارشاد میں مصروف رہتے۔ اور وہاں بھی لوگ طریقہ میں داخل ہوتے رہتے۔

جمنگ گمیانہ کے ڈپٹی کمشنر کو معلوم ہوا کہ جیل میں ایک خدا رسیدہ بزرگ اور درویش ہے۔ جس کے پاس لوگوں کا بڑا ہجوم رہتا ہے۔ اُس نے حکم دیا کہ آپ کو لاہور جیل بھیج دیا جائے۔ کیونکہ یہاں نقص امن کا خطرہ ہے۔ نیز لاہور کے داروفہ جیل کی طرف بھی اس قسم کی درخواست گزاری گئی کہ حضرت صاحب کو لاہور جیل بھیج دیا گیا ہے۔ دراصل لاہور جیل کا

کا داروفہ میاں خیر محمد صاحب بھی حضرت کی زیارت سے مشتعل ہونا چاہتا تھا۔ اتفاقاً ایک دن ڈپٹی کمشنر جیل کے معائنہ کے لیے گیا۔ وہاں حضور کی زیارت سے مشتعل ہو کر آپ کا معتمد بن گیا، اور اپنے سابقہ حکم کو منسوخ کر دیا۔

ایک دن کپتان پولیس جیل میں قیدیوں کی تلاشی لے رہا تھا، ایک قیدی کے پاس قرآن مجید تھا۔ اس نے اس کی بھی تلاشی لی، تو اس سے دو آنے کے پیسے برآمد ہوئے۔ کپتان پولیس نے اس قیدی پر مقدمہ چلانے کا حکم دیا۔ حضرت صاحب اس پر بہت ناراض ہوئے۔ فرمایا کہ ”تو مسلمان نہیں ہے۔ قرآن کا بھی تجھے احترام نہیں۔ قرآن پاک کی تلاشی لینا بھی تو نے گوارا کر لیا۔“ تو اُس نے کہا: ”میں سرکاری حکم سے تلاشی کرتا ہوں۔“ آپ نے فرمایا: ”تو بھی مرجلے اور تیری سرکار بھی مرجلے۔“ چند روز بعد شیخ کلیم اللہ صاحب اور قاضی فضل رحیم لاہور سے واپس آئے، اور عرض کیا کہ اپیل کی سماعت شادی لال نچ کی عدالت میں ہوگی۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ہی بہترین کارساز ہے۔“ (نعم المولى) و نعم النصير اور فرمایا کہ: ”صاحبزادہ مولوی فقیر محمد صاحب اور شیخ کلیم اللہ صاحب دوبارہ لاہور جائیں۔ مقدمہ میں بہتری کی امید ہے۔“

شیخ کلیم اللہ صاحب نے صاحبزادہ صاحب سے عرض کیا کہ مقدمہ کی سماعت شادی لال کے پاس ہے، جو ہندو ہے۔ اور حضرت فرماتے ہیں کہ بہتری کی امید ہے۔ شاید اس میں کوئی

راز ہو۔ پس دونوں صاحب لاہور تشریف لائے، تو معلوم ہوا کہ وکیل پٹ مین نے پیشی کی تاریخ ایک دن پیچھے کرادی ہے۔ اور اپیل کی سماعت جج عبد الرؤف اور جج پراڈوی کے پاس ہوگی۔ پیشی کے دن وکیل پٹ مین صاحب۔ نیاز علی۔ شاہ نواز خان حاضر ہوئے۔ اور دو روز وکلاء کی بحث ہوتی رہی۔ جج صاحبان نے حکم دیا کہ مولانا مولوی غلام حسن صاحب بری ہیں۔ خدام و مُریدین بہت خوش ہوئے۔ ہر طرف مبارکبادی کے خطوط اور تاریں ارسال کی گئیں۔ حضرت صاحبزادہ غریب نواز خواجہ محمد ابراہیم صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ موسیٰ زنی شریف بھی وہاں موجود تھے۔ سب لوگ جھنگ گمیانہ کی طرف روانہ ہوئے حضرت کو بذریعہ تار پہلے ہی یہ خبر موصول ہو چکی تھی۔ زبانی بھی عرض کی گئی۔ مگر لوگ جلدی کے باعث رہائی کا حکم نامہ حاصل کرنا مجھول گئے۔ اس لیے پانچ روز کے بعد حکم پہنچا۔

جب حضرت غریب نواز جیل سے باہر تشریف لائے تو استقبال کے لیے آنے والے لوگوں کا شمار مشکل تھا۔ تمام لوگ ہاتھوں میں مٹھائی کے تھال اور پھولوں کے ہار لے کر حاضر تھے انسانوں کا جہم غفیر خوشی سے مالا مال تھا۔ اللہ اکبر کے نعرے بلند کیے جا رہے تھے۔ کثرت ہجوم کی بنا پر تمام لوگ مصافحہ کا مشرف حاصل نہ کر سکے۔

آخر آپ صدا خوشیوں اور مبارکبادیوں کی گونج میں سب سے پہلے اپنے پیرزادہ حضرت صاحبزادہ محمد ابراہیم صاحب کے

ہمراہ موسیٰ زنی شریف میں پیران کبار کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔ حضرت پیرزادہ صاحب نے آپ کو سبز پوشاک عنایت فرمائی۔ اس کے بعد آپ اپنی خانقاہ شریف میں تشریف لائے۔

گرد و نواح کے عقیدت مند کثیر تعداد میں حاضر ہو کر نقدی اور تحائف پیش کرتے رہے۔ ایک ہزار روپیہ خادم صادق حاجی فتح محمد صاحب گاذر نے پیش کیا۔ تمام لوگوں نے حسب حیثیت نذر پیش کی۔

مقدمہ کا خرچ نو ہزار روپیہ تھا۔ بہت سے حریص لوگوں نے ازراہ بدینتی حضرت صاحب کے نام پر لوگوں سے چندہ اور مال وصول کیا۔ اور مالا مال ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ فیض کے طفیل مقدمہ کے تمام اخراجات غیب سے میسر ہوئے۔ دنیا داروں کے احسان کا بار اٹھانے کی ضرورت پیش نہ آئی۔

ہاں مقدمہ کے دوران مُتوتلین درگاہ نے شہر آن پاک اور درود شریف کے لاکھوں ختم کیے۔ اور صدقات و خیرات کا سلسلہ جاری رکھا اور کئی روزے رکھے۔ والحمد للہ علی ذالک۔

آپ نے رہائی کے بعد ڈیڑھ من گھی خالص دیسی وکیل پٹ مین کی طرف جناب شیخ کلیم اللہ صاحب کی وساطت سے ارسال فرمایا۔ وکیل موصوف بہت خوش ہوا۔

ایک روز حضرت نے شیخ کلیم اللہ صاحب سے فرمایا کہ "لذتِ عبادت کہ در جیل بود در ہیچ جا نظر نے آید۔ عبادت کی جو لذت جیل میں میسر ہوئی، وہ کسی دوسری جگہ حاصل نہیں ہو سکی۔"

ترجمہ نقل فیصلہ انگریزی عدالت ہائی کورٹ لاہور

صفحہ اپیل

مقدمہ نمبر ۱۰۲/۱۹۲۳ء

اجلاس مسٹر جسٹس عبدالرؤف و مسٹر جسٹس فورڈ صاحبان

اپیل بناراضگی حکم میاں احسان الحق، ایڈیشنل جج شاہ پور بمقام میانوالی۔ مؤرخہ ۸ جنوری ۱۹۲۳ء کہ بوجہ اس کی اپیلانٹ ہنزایاب ہوئے۔ (حضرت) غلام حسن (صاحب) اپیلانٹ بنام سرکار، ریسپانڈنٹ۔

جرم زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند
سزا جس دوام بہ عبور دریائے شہر

مسٹر بیون پٹ میں

و محمد نواز۔ وکیلان

منجانب اپیلانٹ وکیل سرکاری

منجانب ریسپانڈنٹ

فیصلہ

نور زمان شاہ پر یہ جرم عائد ہوا تھا کہ اس نے ۲۸ اگست ۱۹۲۲ء کو امیر حسین شاہ کو قتل کیا ہے اور (حضرت) غلام حسن (صاحب) پر جرم زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند اعانت قتل عائد ہوا۔ دونوں ان جرائم کے مجرم ثابت ہوئے اور سیشن جج صاحب نے ان کو سزا جس دوام بہ عبور دریائے شور دی۔

ہماری عدالت میں دو اپیلیں علیحدہ علیحدہ دائر ہوئیں۔ ان میں ہر دو جرم اور سزا کے متعلق اپیل کی گئی ہے۔ دونوں اپیلوں کو دائر کرنے کے لیے جدا جدا وکیل مقرر ہوئے۔

مقدمہ کے مختصر واقعات حسب ذیل ہیں

نور زمان شاہ کی استدعا پر جو موضع نور پور محل کا باشندہ ہے (حضرت) غلام حسن (صاحب) یکم محرم کو موضع نور پور محل میں گئے۔ یہ بھی بتایا ہوا ہے کہ مؤخر الذکر (نور زمان شاہ) کو (حضرت) غلام حسن (صاحب) نے تین سال قبل نشتی بنایا تھا۔ اور نور زمان شاہ اپنے آپ کو ان کا مرید بتاتا تھا۔

استغاثہ کے بیان کے بموجب تاریخ ۳ محرم کو (حضرت) غلام حسن (صاحب) کو نور زمان شاہ نے یہ دعوت دی کہ وہ اُس کی حویلی میں آئیں۔ اس لیے دونوں اپیل کنندگان ہمراہی ایک شخص (شیخ) عبدالرحیم نامی کے جس کو (حضرت) غلام حسن (صاحب) نے

دعوت کے ذریعے ہندو سے مسلمان بنایا تھا۔ اور دیگر بہت سے مسلمانوں کے ساتھ نور زمان شاہ کی حویلی کی طرف روانہ ہوئے۔ حویلی میں داخل ہوتے وقت مقتول مانع ہوا۔ اور اس بات پر بھگتنے لگا کہ وہ ان کو حویلی میں داخل نہ ہونے دے گا۔ اس بھگتے میں نور زمان شاہ نے مقتول کو چاقو مارا۔ جس کی ضرب سے وہ جانبر نہ ہوا۔ اور مر گیا۔ استغاثہ کی تائید میں تین عینی گواہ مسلمان حسین شاہ، مرید حسین شاہ۔ اور بہادر ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ تینوں گواہوں کے بیانات کس حد تک ایک دوسرے کے موافق ہیں اور ایک گواہ اپنے پہلے بیان پر کہاں تک قائم اور ثابت ہے۔ ابتدائی رپورٹ میں جو وقوع قتل کے دن بتاریخ ۲۸ اگست ۱۹۲۲ء وقوع جرم کے متعلق حسین شاہ کی طرف سے دی گئی ہے۔ اس میں یہ بیان ہے کہ نور زمان شاہ (حضرت) غلام حسن (صاحب) کو اپنے گھر پر لایا تھا۔ اور یہ بھی کہا کہ عبدالرحیم اور دیگر لوگ بھی ہمراہ تھے۔ نیز کہا کہ جب حویلی کے دروازہ پر پہنچے تو مقتول اُس جگہ کھڑا تھا۔ مظہر حسین شاہ، مرید حسین شاہ، بہادر اور دلو بھی موجود تھے۔ نیز کہا کہ مقتول نے (حضرت) غلام حسین (صاحب) کو حویلی میں داخل ہونے سے روکا، کیونکہ حویلی میں پردہ دار مستورات موجود تھیں۔ غیر کو اس بات کا حق نہیں کہ کسی کی پردہ دری کرے۔

نور زمان شاہ نے جواب دیا کہ میں حضرت (صاحب) کو اپنے گھر لے جا رہا ہوں۔ اس معاملہ میں نور زمان شاہ، عبدالرحیم

اور امیر حسین شاہ مقتول کے درمیان جھگڑا پیدا ہو گیا۔ جب امیر حسین شاہ مقتول نے (حضرت) خواجہ غلام حسن (صاحب) کو حویلی میں داخل نہ ہونے دیا، تو (حضرت) غلام حسن (صاحب) نے نور زمان شاہ کو حکم دیا کہ "مارو"۔

اس جگہ یہ بات قابلِ غور ہے کہ ابتدائی رپورٹ میں "مارو" سے مراد "مار ڈالو" لیے گئے ہیں۔ مگر جو لفظ رپورٹ میں لکھا گیا ہے، وہ "مارو" ہے۔ جس کے معنی "زود و کوب" کے ہیں مار ڈالنے کے نہیں ہیں۔ (اب ہم رپورٹ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں)۔ حسین شاہ نے بیان کیا کہ (شیخ) عبدالرحیم نے مقتول کے سر کے بالوں کو پکڑ لیا۔ اور نور زمان شاہ نے ٹھہری سے اُس پر حملہ کیا۔ اور اُس کے پیٹ میں ٹھہری گھونپ دی۔ مزید برآں یہ بیان کیا کہ بہت آدمی جمع تھے۔

(حضرت) غلام حسین (صاحب) کے ہمراہیوں نے بھی اس واقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ امیر حسین شاہ کو نور زمان شاہ اور عبدالرحیم نے قتل کیا ہے۔

جہاں تک ابتدائی رپورٹ کا تعلق ہے یہ مضمون داخل شہادت سمجھا جاتا ہے۔ نیز استغاثہ اس سے باہر نہیں ہے۔ اس صورت میں حضرت غلام حسن (صاحب) پر اس قدر جرم عائد ہوتا ہے کہ انھوں نے حملہ کی ترغیب دی۔ اس کے بعد دیکھنا یہ ہے کہ اس کے بعد استغاثہ نے کیا صورت اختیار کی۔

معمولی شہادت طلبی کے بعد پہلا گواہ حسین شاہ ہے۔ اُس کی شہادت ۳ جنوری ۱۹۲۳ء کو قلم بند ہوئی۔ وہ قتل کے حالات اس طرح بیان کرتا ہے کہ پہلے حویلی میں ملزم (نور زمان شاہ) اور عبد الرحیم داخل ہوئے۔ امیر حسین اُن کے سامنے آگیا۔ اور (حضرت صاحب کو) کہا کہ ”تم نے ہم شیعہ لوگوں کے گھر کا فتوے دیا ہے۔ اس لیے اس مکان میں داخل نہیں ہو سکتے۔“

لیکن نور زمان شاہ اس بات پر مصر تھا کہ وہ حضرت صاحب کو اپنے گھر کے اندر لے جانے گا۔ اس وقت (حضرت غلام حسن صاحب) نے نور زمان شاہ اور عبد الرحیم کو خطاب کر کے کہا: ”میں نے تمہیں کہا تھا کہ از روئے شرع شیعہ کا مارنا جائز ہے۔“ جس لفظ کا ترجمہ ”قتل“ کیا گیا ہے، وہ اردو زبان میں ”مارو“ ہے۔ اور ابتدائی رپورٹ میں بھی ”مارو“ درج ہے، جس کے معنی قتل سے علیحدہ ہیں۔

دکیل کی جرح پر بیان کیا کہ ہم نے (حضرت صاحب کا) وعظ سنا تھا۔ اُس وقت (حضرت صاحب نے) وعظ میں بیان فرمایا تھا کہ شیعہ کا قتل کرنا داخلِ ثواب ہے۔ یہ وعظ خود مقتول، دیگر شیعہ اور مُرید حسین شاہ گواہ ثانی نے سنا تھا۔ حسین شاہ نے اپنے بیان میں کہا کہ ”میں نے کسی مولوی سے اس قسم کا وعظ نہیں سنا۔ اور نہ یہ کہ کسی سُنی نے شیعہ کو مار ڈالا ہو۔“

لیکن جب مُرید حسین شاہ کی شہادت کے بیان میں اس

موقع پر غور کیا جاتا ہے تو اُس کا بیان ہے کہ ”وہ (حضرت غلام حسن صاحب) کا وعظ سننے نہیں گیا تھا۔ اور اس نے یہ نہیں سنا کہ شیعہ کا قتل کرنا داخلِ ثواب ہے۔“

اس صورت میں مُرید حسین شاہ کا بیان پہلے گواہ حسین شاہ کے بیان سے اختلاف رکھتا ہے۔ اس کا بیان یہ ہے کہ ”امیر حسین شاہ نے (حضرت غلام حسن صاحب) کو کہا کہ حویلی میں داخل نہ ہوں، کیونکہ اس سے پردہ دری ہوتی ہے۔ نور زمان شاہ نے اس سے کہا: میں مہانوں کو اپنے گھر لے جا رہا ہوں۔ اُس وقت امیر حسین شاہ (حضرت غلام حسن صاحب) کو گالیاں دینے لگا اور کہا کہ: جب تم شیعہ کو کافر جلتے ہو، اس مقام سے نکل جاؤ۔ (حضرت غلام حسن صاحب) نے کہا کہ شیعہ کا قتل کرنا جائز ہے۔ اس کو مار ڈالو۔ جانے نہ دو۔ چنانچہ قتل واقع ہوا۔“

تیسرا گواہ ”بہادر“ ہے۔ جس نے دوبارہ بیان دیا ہے۔ ایک بیان زیر دفعہ ۱۶۴ ضابطہ فوجداری لکھا گیا ہے۔ دوسرا بیان عدالت میں بطور شہادت دیا۔

پہلا بیان ۳ ستمبر ۱۹۲۲ء کو ہوا۔ اُس میں کہا کہ: ”امیر حسین شاہ نے (حضرت غلام حسن صاحب) اور نور زمان شاہ اور شیخ عبد الرحیم کو بوجہ پردہ داری حویلی میں داخل ہونے سے منع کیا۔ (حضرت غلام حسن صاحب) نے کہا کہ: شیعہ کافر ہیں۔ اور نور زمان شاہ اور شیخ عبد الرحیم کو حکم دیا کہ

امیر حسین شاہ شیعہ کو مار ڈالو۔

جو شہادت اُس نے سیشن جج کے سامنے دی اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ: میں نے مشرقی دروازے پر دیکھا اور سنا کہ امیر حسین شاہ حویلی کے اندر دو گز کے فاصلے پر کھڑا ہوا تھا اور ملزمان دروازہ کے درمیان کھڑے تھے۔ اُن کو حویلی میں داخل ہونے کی اجازت اس لیے نہ دی گئی کہ اُنھوں نے شیعہ کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا تھا۔

یہ بات قابل غور ہے کہ مسمیٰ بہادر کے پہلے بیان میں اور دو گواہوں کی طرح یہ درج ہے کہ: ”میں فقیر صاحب کو بیسودہ باتیں کہنے لگا۔ اور کہا کہ ہمارے مکان میں داخل نہ ہو فقیر صاحب نے ہمراہیوں کو کہا کہ: میں نے تمھیں کہا تھا کہ شیعہ کا قتل داخل ثواب ہے۔ اسے مار ڈالو۔“

چوتھا گواہ جس کا ذکر ابتدائی رپورٹ میں مندرج ہے وہ بھی عینی گواہ ہے۔ یعنی ”دلو“ مستفیث نے اُسے پیش نہیں کیا۔ جس گواہ کی شہادت ثبوت جرم کے لیے ضروری تھی اس کو شہادت کے لیے حاضر نہ کرنے سے ملزم کو جرح کا موقع مل گیا۔ ہمارا خیال ہے کہ یہ جرح ددرج مناسب تھی، یہ بھی کہا گیا ہے کہ جن لوگوں کا ذکر ابتدائی رپورٹ میں آیا ہے، اُن کے ساتھ انبوہ کشید تھا۔ اس انبوہ کشید میں سے کسی کو پیش نہیں کیا گیا۔ فی الحقیقت استغاثہ کے گواہ مقتول کے متعلقین میں صرف ایک آدمی، وہ بھی مقتول کے گھر کا ملازم

ہے۔ جس سے پایا جاتا ہے کہ یہ امر قابل افسوس ہے کہ استغاثہ کو ایسے گواہوں پر منحصر رکھ کر ان کے حق میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ پھر بھی اگر یقین ہوتا کہ گواہوں کا بیان سچ اور برحق ہے، تو ایسے گواہوں پر حصر کرنا اچھا ہوتا۔ اگرچہ اس کے متعلق کوئی عینی شہادت تائید نہ کرتی تھی۔ استغاثہ کے گواہوں کے گواہوں کے بیانات میں بھی اختلاف ہے۔ اور یہی گواہ شہادت عینی میں پیش کیے گئے ہیں۔ ان بیانات کے ساتھ جہاں تک (حضرت) غلام حسن (صاحب) کا تعلق ہے، ہم ہرگز تسلیم کرنے کو تیار نہیں کہ یہ بیانات شبہ سے خالی ہوں۔

مزید برآں اُن کے بیانات متعدد وجوہ سے ناقابل یقین ہیں۔ نیز یہ بات کبھی خیال میں نہیں آسکتی کہ واعظ، جو اچھی صفتوں سے متصف ہو، اور اخلاق کے برخلاف کوئی شہادت پیش نہ کی گئی ہو۔ جو اسی سال کا سن رسیدہ ہو۔ جو اس گاؤں میں صرف اس لیے آیا ہو کہ شیعہ کے عقائد باطلہ کی تردید کرے اُن کو سنی بننے کی ہدایت کرنے کے واسطے دین کے چند مسائل بیان کرے۔ ایسے شخص کو جو اُس کے وعظ و نصیحت کے اثر سے متاثر ہوا ہے، یہ ترغیب دے کہ وہ اپنے ایک قریبی رشتہ دار کو صرف اس وجہ سے قتل کر دے کہ وہ اس واعظ کو مزید کے گھر میں داخل نہیں ہونے دیتا۔

مقدمہ کی تمام شہادتوں اور وکلاء کی بحث پر غور کرنے کے بعد ہماری رائے یہ ہے کہ واقعہ فی الاصل اس طرح وقوع میں

آیا کہ: نور زمان شاہ نے (حضرت) غلام حسن (صاحب) کو برکت دینے کے واسطے اپنے گھر آنے کی دعوت دی۔ جس سے یہ خیال بھی غالب تھا کہ اس کے رشتہ دار بھی اس تقریب سے راہِ راست پر آجائیں اور مذہبِ حق قبول کریں۔ انہی دو خیالوں میں سے ایک خیال تھا۔ جس کی وجہ سے اس نے داعظ کو اپنی حویلی میں دعوت دی۔ لیکن کوئی ایسی شہادت پیش نہ ہوئی جس سے ثابت ہو کہ اس دعوت پر داعظ کے دل میں فساد اور جھگڑے کا کوئی خیال آیا ہو۔ اس میں شک نہیں کہ امیر حسین شاہ اور اس کے رشتہ دار اس دعوت کو اچھا نہیں سمجھے کہ ایک ایسا داعظ جس نے ان کی برادری میں سے ایک شخص کو اپنے مذہب سے منحرف کیا ہے، وہ ان کی حویلی میں داخل ہو۔ چنانچہ انہوں نے حویلی میں داخل ہونے سے بزورِ منع کیا۔

ہمارے خیال میں اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ نور زمان شاہ کو یہ ناشائستہ حرکت ناگوار گزری اور منع کرنے والوں کے ساتھ جھگڑا پیش آیا۔ ہمیں اس بات کا اطمینان ہے کہ مزور نور زمان شاہ نے امیر حسین شاہ کے پیٹ میں چھری ماری، جس کی ضرب سے وہ جانبر نہ ہو سکا۔

اس امر کے ثبوت میں کوئی یقینی شہادت معلوم نہیں ہوئی کہ جو چاقو عدالت میں پیش کیا گیا ہے، اسی سے ضرب لگائی گئی یا کسی دیگر آلہ سے۔ لیکن نور زمان شاہ کا یہ کام بالکل متعق ہے کہ جھگڑا کرنے کے وقت آلہ اُس کے ہاتھ میں تھا اور اُس نے

اسی آلہ سے مقتول کے پیٹ میں ضرب لگائی۔

ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ گواہانِ استغاثہ نے نور زمان شاہ کے مجرمانہ فعل کا بار اُن (حضرت) غلام حسن (صاحب) کی گردن پر ڈالنے کی کوشش کی۔ اور اسی خیال کو مد نظر رکھ کر اپنے بیانات میں اس قدر مبالغہ کیا کہ اُن (حضرت) غلام حسن (صاحب) کو مجرم بنائیں۔ اور وقوعہ قتل کے لیے ان کی تائید ثابت کریں۔ اُن کے جو بیانات اُن کے متعلق ہیں، ہم اُن کو تسلیم کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اس لیے ہم فیصلہ دیتے ہیں کہ یہ جرم (حضرت) غلام حسن (صاحب) سے وقوع میں نہیں آیا۔ اور جو شہادت مولوی صاحب مذکور کے برخلاف بیان ہوئی، ہم اس سے اُن کو امانت قتل کا مجرم قرار نہیں دیتے۔ البتہ ہم اس شہادت کو نور زمان شاہ کے جرم کے لیے واقعی درست تسلیم کرتے ہیں۔

نور زمان کی یہ شہادت امیر حسین شاہ کی موت جھگڑے میں واقع ہوئی اور جس چاقو سے امیر حسین شاہ کی موت واقع ہوئی، اُس کے اپنے ہاتھ میں تھا۔ جس سے وہ تعزیہ کا علم صاف کر رہا تھا۔ اسی اثنا میں جھگڑا واقع ہوا۔ جھگڑے کے دوران وہ اپنے ہاتھ کے چاقو سے مضروب ہوا، اور مر گیا، بالکل بناوٹ ہے۔

اور یہ بات ان واقعات کی ضد ہے جو ہمارے خیال میں ثابت ہو چکے ہیں۔ اس لیے یہ پایہ اعتبار سے ساقط ہے۔ تمام شہادتوں پر غور کرنے سے اس بات کا اطمینان ہو جاتا ہے کہ نور زمان شاہ فی الواقع امیر حسین شاہ کا قاتل ہے۔

ایک سوال قابل غور باقی ہے کہ سیشن جج کی مجوزہ کمی سزا کو مکمل سزا پر ترجیح دی جائے یا نہ؟

جس قدر کہ شہادت ہمارے سامنے ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جھگڑا اتفاقاً پیدا ہو گیا ہے اور اس سے اتفاقاً طور پر قتل واقع ہوا ہے۔ نور زمان شاہ فی الواقع جھگڑے سے پہلے غصہ میں تھا۔ جب داعظ کو حویلی میں داخل ہونے سے منع کیا گیا تو اس کا غصہ زیادہ ہو گیا۔ اور قاتل اور مقتول کے درمیان ایک قسم کی سوزش پیدا ہوئی۔ جس سے قتل کا واقعہ ظہور پذیر ہوا۔

ہمارا خیال ہے کہ واقعات اس قسم کے موجود ہیں کہ سزا کم کے عبور دریلے شور کا حکم کیا جائے۔

حسین شاہ، مقتول کے بھائی نے ایذا دی سزا کے واسطے درخواست نگرانی پیش کی ہے۔ اور سائل کے وکیل نے ہمارے گوش گزار کی ہے

اس بحث اور ہر دو اپیل کے متعلق ہمارا خیال اس طرح رہنمائی کرتا ہے کہ :

نگرانی کی درخواست خارج کی جائے۔

اور اپیل کے متعلق یہ رائے ہے کہ ہم (حضرت) غلام حسن کی اپیل منظور کرتے ہیں۔ اور اس کے برخلاف جو حکم ہوا ہے ہم اُسے منسوخ کرتے ہیں، انھیں رہا کر دینا چاہیے۔

نور زمان شاہ کی اپیل خارج کر کے عدالت ماتحت کا فیصلہ بحال رکھا جاتا ہے۔

۱۸ اپریل ۱۹۲۳ء

دستخط عدالت

جب نور زمان شاہ کی اپیل نامنظور ہوئی اور اس کی سزا جس دوام پر عبور دریلے شور بحال رہی تو حضور کو سید مذکور کی رہائی کا فکر دامن گیر ہوا۔

جنگ عظیم کے دوران بہت سے اُمراء اور دولت مند لوگوں نے نصاریٰ کی امداد لشکر و نقد مال سے کی تھی۔ جن کے مقابلہ میں قوم ترک جو مسلمانوں کے بادشاہ خلیفۃ المسلمین کہلاتے تھے، مغلوب ہو گئے تھے۔ علماء ہند نے ان لوگوں پر جنھوں نے اسلام کے مقابلہ میں نصاریٰ کو مدد دی تھی، کفر کا فتویٰ صادر کیا تھا۔ ان اُمراء میں سے ایک شخص عمر حیات خان ٹوانہ ساکن شاہپور تھا۔ جس کے دل میں یہ خیال پختہ ہو گیا کہ وہ اپنے اس خلاف شرع کام سے توبہ کرے۔ چنانچہ اس نے اپنی توبہ کی تکمیل کے لیے حضور حضرت صاحب کی دعوت کی۔ تاکہ آپ کے دست مبارک پر توبہ کرے اور کفر کا جو الزام اس پر لگایا گیا ہے۔ وہ اس سے پاک ہو جائے۔ حضور نے اُس کی دعوت قبول فرمائی اور شاہپور سرگودھا تشریف لے گئے۔ خان صاحب نے صدقِ دل سے توبہ کرنے کے بعد سات سو روپے نذر کیے۔ حضرت غریب نواز نے اس کے لینے سے صاف انکار فرمایا اور ایک دھڑی بھی نہ لی۔

حضور نے موقع غنیمت جانتے ہوئے خان صاحب سے یہ وعدہ لے لیا کہ وہ سید نور زمان شاہ کی رہائی میں امداد کریں گے چنانچہ خان صاحب نے وعدہ کیا کہ حضور کا کوئی آدمی سید مذکور کی رہائی کے متعلق لاہور میں درخواست لکھوا کر میرے پاس پہنچا دے۔ میں جہان ہائی کورٹ سے منظور کروالوں گا۔

سفر سے واپس آنے پر حضور نے مولوی شیخ کلیم اللہ صاحب کو اس مطلب کے لیے لاہور روانہ فرمایا۔ شیخ صاحب عرضی بمتعلق طلب معافی سید نور زمان شاہ لکھوا کر چند روز خان صاحب مذکور کی کوششی کے گرد پھرتے رہے، لیکن پہرہ والوں کی وجہ سے ان کی رسائی نہ ہو سکی۔

اتر وکیل پٹ مین کی معرفت وہ عرضی عمر حیات خان ٹوانہ تک پہنچی۔ خان صاحب نے حسب وعدہ جہان ہائی کورٹ سے منظور کروائی۔ اور سید نور زمان شاہ رہا ہو گیا۔

چونکہ نور زمان شاہ بلا تکلیف رہا ہوا تھا۔ اپنے گھر پہنچ کر حضور کے تمام احسان بھول گیا۔ اور ایک عورت پر عاشق ہو گیا اور اُس کے خاوند کو زہر دے دیا۔ اس کے جرم میں گرفتار ہوا اور پھانسی دیا گیا۔

شیخ عبد الرحیم بھی قتل میں ملزم قرار دیا گیا تھا۔ حضور کے حکم سے نو پوش ہو گیا۔ اور حضور کے ایک خادم جلال خان کے پاس ٹھہرا رہا۔ اپیل کے منظور ہونے اور حضور کے رہا ہونے کے بعد آپ نے حکیم شہزادہ غلام محمد سے جو شاہان کابل کی

یادگار ہے۔ اور بڑے بڑے عہدوں پر متعین رہ چکا ہے۔ اور اُس وقت اپنے مُرتبہ جات آباد کرنے کے لیے سرگودھا میں مقیم تھا۔ یہ وعدہ لیا کہ وہ شیخ عبد الرحیم کے متعلق چارہ جوئی کریں گے۔ چنانچہ شاہزادہ صاحب کی میان احسان الحق سیشن جج کے ساتھ قدیمی دوستی تھی۔

اتفاقاً میاں صاحب بیمار ہوئے اور شاہزادہ صاحب کو اپنے علاج کے لیے طلب کیا۔ بوقت ملاقات شہزادہ صاحب نے میاں صاحب سے اظہار ناراضگی کیا۔ کہ تم لوگوں کے بیچنے سے تمہارا مرنا بہتر ہے، کیونکہ تم درویشوں کے قید کرنے، اور ان کو ناحق سزا دینے میں کوشش کرتے ہو۔

جب میاں صاحب کو شاہزادہ صاحب کی ناراضگی کی وجہ معلوم ہوئی تو انہوں نے وعدہ کیا کہ میں اس مقدمہ میں شیخ عبد الرحیم صاحب کو بری کر دوں گا۔

شاہزادہ صاحب نے راضی ہو کر ان کا علاج معالجہ شروع کیا۔ میاں صاحب نے اپنے وعدہ کو پورا کیا اور شیخ صاحب کو بری کر دیا۔

جزاه الله احسن الجزا

بایخبر

مکاشفات

اصطلاح اہل سلوک میں کشف اور مشاہدہ ایک ایسی حالت اور کیفیت کا نام ہے جو حضرات اولیاء اللہ پر وارد ہوتی ہے۔ اس کو خواب نہیں کہتے۔ البتہ نیند کے مشابہ ہوتی ہے۔ کشف اور مشاہدہ کی تعریف حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مستی "تحقیق الروایا" میں اس طرح بیان فرمائی ہے :

وہی حالۃ اخری تشبہ بالنوم تسبی بالغیبة فی اصطلاح اہل السلوک وہی رکود الحواس بہ بسبب فرط الاستلزام بما یرد فی القلب من العالم الاعلیٰ ویجذبہ من عالم الشہادہ الی عالم الغیب وما یشاہد فی مذاستی عندہم مشاہدۃ و مکاشفۃ۔

یہاں خواب کے سوا ایک اور حالت ہوتی ہے۔ جو بظاہر مشابہ خواب کے ہوتی ہے۔ لیکن حقیقتاً اس کو خواب نہیں کہتے۔ جب سالک کو حواس ظاہری بسبب اس لذت جو کہ انوار الہیہ سالک کے دل پر وارد ہوتے ہیں، آرام کر جاتے ہیں اور سالک بے خود ہو جاتا ہے۔ عالم کون و فساد سے علیحدہ ہو کر عالم غیب کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اس حالت میں جو مشاہدات ہوتے ہیں ان کو اہل سلوک کشف اور مشاہدہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

اس تعریف سے نیند اور کشف و مشاہدہ میں فرق واضح ہو گیا۔
لیکن طالب سلوک کو یہ کیفیت اُس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی
جب تک وہ پیرِ طریقت کی خدمت میں نہ رہے۔
مگر تو خواہی فاش سرِ سینہ
رُوشین اندر حضورِ اولیاء

مگر حضراتِ عالی درجات نقشبندیہ مجددیہ معصومیہ رضی اللہ عنہم
کے نزدیک یہ حالات و کیفیات مقصود حقیقی نہیں۔ مقصود حقیقی
ان سے بلند تر ہے۔ چونکہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ کا دار و مدار اتباعِ
شریعتِ مطہرہ اور اتباعِ سنتِ کریمہ پر ہے۔ لہذا یہ حضرات ان
امور کی طرف توجہ نہیں فرماتے۔ رہا یہ سوال کہ پھر حضرات اہل اللہ
اظہارِ کشف و کرامت کیوں فرماتے ہیں، تو جواب یہ ہے کہ اس سے
مقصود صرف ہدایتِ خلق ہوتی ہے تاکہ مُریدین اپنے پیرِ طریقت کو اپنے
حالات سے غافل نہ سمجھیں۔

اگرچہ یہ ضروری نہیں کہ اولیاء اللہ سے ہر وقت کشف و کرامت کا
اظہار ہوتا رہے۔ لیکن گاہِ گاہ ضرور ثا ان چیزوں کا اظہار ہوتا ہے۔
چنانچہ قطب الارشاد حضور حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ العزیز
سے بھی بہت سے مکاشفات کا ظہور ہوا ہے۔ ان سب کو اگر یکجا
کیا جائے تو ایک مستقل دفتر چاہیے۔

لہذا ان میں سے چند مکاشفات ذکر کیے جاتے ہیں تاکہ
مُریدین مخلصین اس سے فیض حاصل کریں۔ اور قارئین کے دلوں
میں اہل اللہ کی محبت پیدا ہو۔

مکاشفہ کی تصدیق

ایک روز ارشاد فرمایا کہ میں نے قطبِ العالم حضرت خواجہ
محمد سرخ الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے بنگلہ میں مراقبہ میں دیکھا کہ
مولانا قاضی محمد قمر دین صاحب کی نمازِ جنازہ حضور حضرت صاحب پڑھا
رہے ہیں۔ میں نے اس واقعہ کی اطلاع حضرت صاحب کی خدمت
میں پیش کی۔ چنانچہ اُسی روز حضرت صاحب، قاضی صاحب
موصوف کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے تشریف لے گئے۔ اور
فقیر پر اظہارِ خوشنودی فرمایا۔ یعنی مکاشفہ کے درست ہونے کی
تصدیق فرمائی۔

بیعت ہوگا، مگر سالک نہ ہوگا

عظیم مولوی کریم بخش صاحب مرحوم سکنہ آڑہ اکبر شاہ کہتے ہیں
کہ حضور حضرت صاحب ایک دن شیش پر تشریف فرما تھے،
تو میں نے مولوی رشید احمد صاحب مرحوم ساکن دائرہ دین پناہ کو
بیعت کے لیے حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ لیکن مولوی صاحب
مذکور نے اس وقت بیعت ہونے سے انکار کر دیا۔ کچھ دیر بعد
حضرت صاحب اس مسکین کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ
یہ مولوی بیعت تو ہو جائے گا مگر سالک نہ ہوگا، چنانچہ چند روز

کے بعد مولوی صاحب نے حاضر ہو کر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ مگر سلوک حاصل کرنے سے محروم رہا۔ حضور کا مکاشفہ صبح ثابت ہوا۔

اہل و عیال مسلمان ہو گئے

شیخ فضل دین ساکن نور پور تھل اپنے بھائیوں کے ساتھ حضور حضرت صاحب کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوا۔ اور عرض پیش کی کہ حضور میری بیوی اور بچے مسلمان ہونے پر تیار نہیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ ”تیرے اہل و عیال چند روز کے بعد مسلمان ہو جائیں گے۔“ شیخ فضل دین حضور کے اس ارشاد گرامی کو سن کر بہت خوش ہوا۔ چنانچہ اسی طرح ہوا۔ حضور کے ارشاد مبارک کے بعد شیخ فضل دین کے بیوی اور بچے صدقِ دل سے دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔

اسے ملاقات کا موقع دیا جائے

ایک شخص کو بہت عرصہ سے حضور حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کی قدم بوسی کا شوق تھا، مگر دو سال کے بعد اُسے زیارتِ میسر ہوئی حضور حضرت صاحب اُس وقت اُونٹ پر سوار تھے۔ آپ نے اُس شخص کو دیکھ کر اُونٹ کو ٹھہرانے کا حکم صادر فرمایا اور فرمایا کہ اس شخص کو بہت مدت سے ملاقات کا شوق ہے۔ لہذا اسے موقع دیا جائے۔ چنانچہ اُس فردِ مذکور نے قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔

شادی کی اجازت

منشی خیر محمد صاحب ساکن بھلائی علاقہ تونسہ شریف نے ایک روز حضور کی خدمت میں عرض کیا ”جیکہ آپ قبول فرما رہے تھے کہ میری بیوی موجود ہے اور میرا والد میری دوسری شادی کرنا چاہتا ہے۔ لیکن میں اس معاملہ میں حضور کی اجازت کا منتظر ہوں۔“ آپ نے فرمایا کہ ”ایک سال کے بعد تجھے شادی کی اجازت ہے۔“ چنانچہ ایک سال سے پہلے ہی منشی صاحب کی پہلی بیوی فوت ہو گئی اور منشی صاحب نے دوسری شادی کر لی۔

جلال خان نظر نہیں آتا

میدمن شاہ ساکن لاڑ شہم نے بیان کیا کہ ماہ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ میں ایک روز ظہر کی نماز کے وقت چلے فوشی کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ ”ریل گاڑی سے چند آدمی آ رہے ہیں مگر جلال خان اُن میں نظر نہیں آتا۔ اس کی وجہ معلوم نہیں، اور اُس کا انتظار ہے۔“ چنانچہ عصر کے وقت وہ آدمی خانقاہ میں پہنچ گئے اور جلال خان اُن میں نہیں تھا۔

دل کے خطرہ پر آگاہی

مولوی محمد حیات ساکن سکمانیوالا حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مخلص خادم تھا۔ ایک دن حضور کی خدمت میں کچھ دنیادار لوگ

حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے پُر تکلف کھانوں سے اُن کی خدمت و مدارت فرمائی۔ مولوی صاحب موصوف کے دل میں خیال آیا کہ ہم مخلص خادم ہیں، مگر ہم پر اس قسم کے پُر تکلف کھانوں کی نوازش کبھی نہیں فرمائی۔ فقط اتنا خیال آتے ہی حضور حضرت پیر سواگ مولوی صاحب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "مولوی صاحب! ان لوگوں کی اتنی خاطر مدارت صرف اس لیے کی جاتی ہے کہ ان کی تالیفِ قلب مقصود ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ ان میں سے کسی کو ہدایت نصیب ہو جائے۔"

فقیر کو خدمت کی حاجت نہیں

مولوی محمد حیات صاحب کی عادت تھی کہ نماز عشاء کے بعد حضور حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اور اگر کوئی خدمت ہوتی تو بجالاتے۔ ایک رات عشاء کے بعد مولوی صاحب مذکور مسجد میں بیٹھے رہے۔ اور حضور کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے مگر ان کو خیال آیا کہ آج رات میں حضور کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا۔ اور کوئی خدمت نہیں کر سکا۔ شاید میری غیر حاضری کی وجہ سے آپ ناراض ہوں۔ ابھی اس خیال ہی میں تھے کہ ایک دیویش حاضر ہوا۔ اور مولوی صاحب سے کہا کہ حضور آپ کو تسبیح خانہ میں یاد فرما رہے ہیں۔ جب مولوی صاحب خدمت میں حاضر ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ: "فقیر کو کسی خدمت کی ضرورت نہیں۔"

دونوں مسلمان ہو جائیں گے

شیخ عبدالحق نو مسلم ساکن جھنگ اپنی بیوی کے ساتھ مسلمان ہو کر چند ایام وہاں رہا۔ اور کچھ دنوں کے بعد "لیہ" میں جا کر پھر مُرد ہو گیا۔ اور ہندوؤں کے ساتھ مل کر ملتان چلا گیا۔ چونکہ حضور حضرت صاحب کو نو مسلم شیخ صاحبان سے از حد محبت و شفقت ہوتی تھی اور حضور ہر ایک نو مسلم شیخ صاحب کی بے انتہا خدمت فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ بھی اسی گاڑی میں سوار ہو کر جس میں نو مسلم شیخ عبدالحق ہندوؤں کے ساتھ مل کر ملتان جا رہا تھا، ملتان چھاؤنی تک تشریف لے گئے کہ شاید عبدالحق واپس آجائے۔ ملتان پہنچ کر حضرت پیر سواگ دوسری گاڑی پر سوار ہو کر واپس خانقاہ تشریف لائے۔ اور فرمایا شیخ عبدالحق مع بیوی واپس آکر مسلمان ہوگا۔ چنانچہ ایک ہفتہ کے بعد شیخ عبدالحق اپنی بیوی کو لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسلمان ہو گیا۔ اور حضرت غریب نواز کی نظرِ شفقت کے اثر سے آخر دم تک اسلام پر قائم رہا۔

بیمار کو شفایابی گئی

حافظ عبد الرشید ساکن چوٹی زیریں کا والد سخت بیمار ہوا۔ حکیموں نے لاعلاج کر دیا اور کہا کہ یہ قریب الموت ہے۔ حافظ عبد الرشید صاحب نے مایوسی کے عالم میں حضرت پیر سواگ کی طرف متوجہ ہو کر عرض کی "حضور دُعا فرمائیں۔" حضور نے حافظ

صاحب کے والد کے لیے دُعا فرمائی۔ اسی روز حافظ صاحب مذکور کے والد کو افاقہ ہوا۔ اور چند دنوں کے بعد بالکل تندرست ہو گیا۔ حافظ صاحب گھر سے روانہ ہو کر خانقاہ شریف میں حضرت پیر سواگ کے حضور حاضر ہوئے۔ آپ نے حافظ صاحب کو دیکھتے ہی فرمایا کہ: "باپ کو مرنے دیا ہوتا۔"

رابطے کے نقصان کا نتیجہ

شہر داہن علاقہ چودھواں بڑی شہزادی کا ایک آدمی حضور پیر سواگ کا مُريد تھا۔ اُس کے لطافتِ خمہ جاری اور ذاکر تھے ایک دن وہ مولوی جمال الدین کے حلقہ میں حاضر ہوا۔ اور مولانا موصوف سے توجہ کی استدعا کی۔ مولوی جمال الدین صاحب نے اس پر توجہ کی، تو اس کے پانچوں لطیفے ذکر کرنے سے بند ہو گئے وہ سخت پریشان ہوا۔ اور نہایت عاجزی و پشیمانی سے خانقاہ عالیہ سراجیہ حسن آباد تھل حضور حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کی قدم بوسی حاصل کی۔ آپ نے اُسے سخت الفاظ میں تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ تو نے مجھے دُور سمجھ لیا تھا۔

چند روز کے بعد آپ نے فرمایا کہ اس شخص کو جو نقصان پہنچا ہے وہ اس کے رابطے کے نقصان کی وجہ سے تھا۔ فقیر نے اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ حضرت خواجہ فرماتے ہیں:۔

درونِ دلی مرصع کمند ہا دارند
دراز دستی این کوتاہ آستیناں ہیں

وفات کے دن کی خبر

مولوی احمد علی صاحب خوجہ ساکن ملتان بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور حضرت پیر سواگ علاقہ جھنگ کی دعوت سے واپس تشریف لا کر ملتان چھاؤنی تشریف لائے۔ ہم سب خادمان ملتان شہر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم میں سے ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ "جناب خلیفہ جان محمد صاحب سنت بیمار ہیں۔" آپ نے ارشاد فرمایا کہ "مولوی صاحب مذکور بہت صابر ہے۔ اور اپنے مدارج میں بہت ترقی کی ہے۔ جمعرات تک انتظار کرنا چاہیے۔ آپ کی وفات ہوگی۔"

مولوی احمد بخش صاحب کہتے ہیں کہ ہم چند آدمی جو کہ سب حضور کے غلام تھے، جمعہ کی رات کو خلیفہ مولوی جان محمد کے پاس مزاج پُرسی کے لیے گئے۔ اور یہ بھی یقین تھا کہ حضور کا ارشاد پورا ہوگا۔ لیکن مولوی صاحب کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ تو رُوبصت ہیں۔ ہم حیران ہو کر واپس آئے۔ جب صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ سحری کے وقت مولوی جان محمد صاحب واصلِ بحق ہو گئے ہیں۔

إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ

قومِ اجازت نہ دے گی

مولوی احمد علی صاحب مذکور کہتے ہیں کہ اسی مجلس میں حضرت نے ارشاد فرمایا: "مولوی جان محمد صاحب کا خیال ہے کہ مسجد

خدا کے جنوبی طرف جس مجرہ میں آپ سہتے ہیں اسی مجرہ میں آپ کو دفن کیا جائے۔ مگر یہ بات ناممکن معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ قوم خدا کے اس بات کی اجازت نہ دے گی۔

چنانچہ حضور کا ارشاد پورا ہوا اور خدا کے ملتان نے مجرہ میں مولوی صاحب کو دفن کرنے کی اجازت نہ دی۔

چائے اور گرمی

مولوی محمد چراغ ساکن واسو ضلع جھنگ کہتے ہیں کہ ایک روز حضور تبیع خانہ میں چائے نوش فرما رہے تھے کہ میرے دل میں خیال گزرا کہ میں بھی چائے پیتا۔ حضور نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ”بڑی گرمی ہے۔“ یعنی حضور کا اس ارشاد گرامی سے مولوی صاحب کو سمجھانا مقصود تھا کہ تیری طبیعت چائے کی گرمی برداشت کرنے کے قابل نہیں ہے۔

انتقال کی خبر پہلے دی

مولوی رشید احمد ساکن دائرہ دین پناہ، حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کو سخت بخار اور درد کمر تھا۔ بیماری زیادہ ہوتی گئی حتیٰ کہ اسے ذات الجنب شروع ہو گیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ ”مولوی صاحب! جب تمہارا بخار رفع ہوگا تو تمہیں سواری پر بٹاکر شیشن کروڑ پہنایا جائے گا۔“

جب نمازِ عشاء ہو گئی تو آپ نے حاجی غلام حسین حکیم

ساکن ران ضلع ملتان کو (جو اس وقت حاضر تھا) منرمایا کہ مولوی رشید احمد سے وصیت نامہ لکھوالو۔ چنانچہ نصف رات تک وصیت نامہ مکمل ہو گیا۔ صبح جب اچھی طرح روشن ہو گئی تو مولوی رشید احمد صاحب انتقال فرما گئے۔ حضور نے اس کی تجہیز و تکفین فرمائی اور اس کے بعد سواری پر ان کو شیشن کروڑ تک لائے۔ اور خانقاہ عالیہ تھل میں جا کر دفن کر دیا۔

محفل میں موجود ہے

مولوی محمد رمضان خواجہ ولد گل محمد خواجہ ساکن منکیہ ضلع میانوالی بیان کرتے ہیں کہ حضور حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ نے موضع عنایت شاہ میں وعظ فرمایا۔ دورانِ وعظ آپ نے فرمایا کہ: ”میرے مريدوں میں سے ایک شخص شیشن لیتے کی طرف جا رہا تھا۔ ایک بیگاد عورت سے اُس نے بُرائی کا ارادہ کیا۔ جب دونوں برہنہ ہوئے تو وہ شخص بُرائی پر قادر نہ ہو سکا۔ اور وہ شخص اس مجلس وعظ میں بیٹھا ہوا ہے۔“ جب مجلس وعظ ختم ہوئی تو اس شخص نے اپنے احباب کے سامنے شرمندگی کا اظہار کیا۔

دستِ پیر از غائبان کوتاہ نیست

دستِ او جز قبضہ اللہ نیست

دل کے ارادے پر اطلاع

ایک دن حضور حضرت صاحب اپنے ایک رشتہ دار ملک

گناہ کی سنگتی پر تشریف لے جا رہے تھے۔ بہاؤ الدین قریشی ساکن گانگی بھی حضور کے ہمراہ تھا۔ قریشی صاحب موصوف کہتے ہیں کہ رات میں میرے دل میں خیال گزرا کہ شاید مولوی غلام حیدر صاحب کی مخالفت کی وجہ سے وہاں لڑائی جھگڑا ہو جائے۔ اگر ایسا ہوا تو تمام رات بے آرامی میں گزرے گی۔

حضور حضرت پیر سواگ کسی اور آدمی سے گفتگو فرماتے تھے فوڑا قریشی صاحب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ قریشی صاحب! آپ فقیر کے ساتھ نہ آئیں۔ کیونکہ وہاں لڑائی جھگڑے کا خطرہ ہے۔ قریشی صاحب دل میں بہت شرمندہ ہوئے۔

جب حضور وہاں پہنچے تو جھگڑا وغیرہ نہ ہوا۔ اور رات انتہائی آرام سے گزری۔

تمام اوقات وظیفہ میں گزاریں

مولوی شیر محمد صاحب شجاع آبادی کہتے ہیں کہ جب میں نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت حاصل کیا اور گھر واپس آیا تو حسب ارشاد مراقبہ اور اوراد میں مشغول ہوا۔ جب مراقبہ اور اوراد سے فارغ ہوتا تو اکثر مثنوی شریف کا مطالعہ کیا کرتا تھا۔

جب دوبارہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ: ”تم کتاب کا مطالعہ کیوں کرتے ہو۔ اپنے تمام اوقات وظیفہ اور اشغال ذکر میں گزارنے چاہئیں۔“

یہ لوگ شریر ہیں

حضرت مولانا مولوی گل حسن صاحب مرحوم نے بیان کیا کہ جب حضور حضرت صاحب شہر بلند روانہ ہوئے تو نور پور محل کے لوگ حضور حضرت صاحب کی خدمت میں دعوت پیش کرنے کے لیے حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا کہ ”نور پور محل کے لوگ شریر اور خون ریز ہیں، لہذا میں نہیں جاتا۔“

جب اُن لوگوں نے بہت اصرار کیا تو حضرت صاحب نے شیخ عبد الرحیم صاحب کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ”ان لوگوں کے اصرار پر جاتے ہیں۔ (ماشاء اللہ)“

چنانچہ حضور نور پور تشریف لے گئے۔ اور اسی موقع پر نور زمان شاہ کے ہاتھ سے قتل کی واردات ہوئی۔ تفصیلی واقعہ ”باب اکرامات“ میں ملاحظہ فرمائیں۔

اس شغل سے کیا حاصل

حضور حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ دریا خان میں تشریف فرما تھے۔ اور وضو کی تیاری فرما رہے تھے۔ سید محسن شاہ صاحب حضور کی پشت مبارک کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے۔ اور حضور حضرت صاحب کے ہاتھوں کی لکیروں کا مقابلہ اپنے ہاتھ کی لکیروں سے کر رہے تھے۔

جب آپ وضو فرما چکے تو محسن شاہ صاحب سے

فرمایا کہ: ”شاہ صاحب! کیا حاصل ہوا؟“ شاہ صاحب کہتے ہیں کہ میں دل میں سخت شرمندہ و نادیم ہوا۔

اسباق شروع کرو مدد سے کھل چکے ہیں

مولوی بشیر احمد صاحب ساکن ”دھوا“ بیان کرتے ہیں کہ ۱۳۳۳ھ کو میں نے تحصیلِ علم کے چھوڑ دینے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ دوست احباب اور اساتذہ نے بہت روکا کہ علم کو ترک کرنے کا ارادہ نہ کرو۔ بلکہ تکمیلِ علوم کرو۔ میں گھر سے روزانہ ہوا اور ارادہ کیا کہ حضور حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری دیتا ہوں، جس طرح آپ ارشاد فرمائیں گے اس پر عمل کروں گا چنانچہ جب حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور شرفِ قدم بوی حاصل کیا تو اس سے پہلے کہ میں کچھ عرض کرتا، آپ نے مجھے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا: ”مولوی بشیر احمد جاؤ، مدرسہ کھل رہے ہیں۔ سبق شروع ہونے والے ہیں۔ جلدی جا کر کتا ہیں ختم کرو۔ گھر واپس نہ جاؤ۔ کیونکہ کئی موانع پیش آجاتے ہیں۔“ مولوی بشیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں حضور کے حکم کے مطابق سیدھا ملتان چلا گیا اور کتہوں کو ختم کر کے واپس ہوا۔

امتحان کے لیے آنے والے کو پہچان لیا

ایک روز حضور پیر سواگ اپنی محفل میں حاضرین کو نصیحت

امینِ ارشادات سے مشرف فرما رہے تھے۔ دورانِ گفتگو آنے فرمایا کہ: ایک شخص فقیر کے امتحان کے لیے مجلس میں بیٹھا ہوا ہے۔ جس نے فجر کی نماز نہیں پڑھی۔ اس کا خیال ہے کہ فقیر کو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نہیں۔ اور فقیر اس کو ظاہر کرتا ہے یا نہیں؟“ چنانچہ اسی مجلس میں اس شخص نے اقرار کیا کہ واقعی میں اسی ارادے سے آیا ہوا تھا۔

فقیر کی دُعا سے ایمان مل گیا

سید من شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ۱۳ ذی قعدہ ۱۳۵۱ھ میں تمام خادین خانقاہ عالیہ تھل میں کام میں مصروف تھے۔ ایک سو بیس مہمان موجود تھے۔ روزانہ پنتالیس آدمی حضور کے ساتھ حلقہ میں مراقبہ کرتے تھے۔ ایک دن مراقبہ سے فارغ ہو کر جب ہم حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے، چلے نوش فرمانے کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ ”میں نے آج مراقبہ میں دیکھا ہے کہ ایک شخص بے ایمان ہے۔ میں نے بہت دُعا کی، مگر تا حال قبول نہیں ہوئی۔“ تمام درویش اور حاضرین مجلس پریشان ہوئے۔ ہر شخص کو خطرہ لاحق ہو گیا اور اپنی ذات پر گمان جاننے لگا، مگر ہیبت اور خوف کی وجہ سے کوئی شخص پوچھ نہ سکا، پندرہ دنوں کے بعد حضور نے ارشاد فرمایا کہ ”الحمد للہ! اس شخص کے بارے میں فقیر کی دُعا قبول ہوئی ہے۔ اور وہ شخص ایمان دار ہو گیا ہے۔“

جلال خان و عطاء محمد خان کے استفسار پر آپ نے فرمایا
”وہ شخص شیر خان ناصر ساکن کڑی معموری ہے۔“

حیا آتی ہے ورنہ ناکبتا دیتا

جب ۱۳۳۶ھ میں حضور پیر سواگ شاہ پور سرگودھا میں
وعظ فرما رہے تھے۔ اثناء وعظ میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ”ایک
شخص زنا کا ارتکاب کر کے بغیر غسل کے مجلس وعظ میں وعظ
سننے کے لیے بیٹھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے اس لیے
پردہ پوشی کرتا ہوں“ ورنہ اُس کا نام و نسب بتا دیتا۔ وعظ ختم
ہونے کے بعد اس شخص نے چند آدمیوں کے سامنے اقرار کیا۔
اسی طرح کا ایک واقعہ وعظ نشیب دریا خان میں بھی
پیش آیا۔

جاؤ وضو کر کے آؤ

ماہ شعبان ۱۳۵۶ھ میں ضلع جھنگ بستی ”باغ“ میں آپ
تشریف لے گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان
”سَوْا صَفْوٰکُمْ“ کے مطابق آپ نماز کے لیے صفیں درست
فرمانے لگے۔ دونوں طرف کے آدمیوں کو آپ نے برابر فرمانا
شروع کر دیا۔ صف میں دو آدمی بے وضو کھڑے تھے۔ آپ نے
اُن کو دیکھ کر فرمایا: ”جاؤ وضو کرو“۔
پھر ارشاد فرمایا کہ چونکہ بے وضو نماز ادا کرنا کھڑے ہے، اس لیے

فقیر نے یہ بات ظاہر کر دی۔
چنانچہ اُن دونوں نے بے وضو ہونے کا اقرار کیا۔ اور نیا
وضو کر کے نماز میں شامل ہوئے۔

موزوں کا ایک جوڑا اور بھی آئیگا

مولانا مولوی مرید احمد صاحب ساکن میل فرماتے ہیں کہ
ایک مرتبہ حضور حضرت پیر سواگ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ
کی عادت مبارک تھی کہ سردی کے موسم میں چرمی موزہ پہنتے تھے
آپ خانقاہ شریف میں عصر کا وضو فرما رہے تھے اور میری طرف
مخاطب ہو کر فرمایا کہ ”موزوں کا ایک جوڑا اور بھی آئے گا۔“
شام کے بعد دو شخص ”کلاچی“ سے آئے۔ اور موزوں کا ایک
جوڑا حضور کی خدمت میں پیش کر دیا۔

ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ

مولوی محمد ابراہیم صاحب ساکن واسو آستانہ بیان کرتے
ہیں کہ حضور حضرت پیر سواگ ایک دعوت پر جھنگ تشریف لائے
اور تمام خدام حاضر خدمت تھے۔ جب لنگر کی تقسیم شروع ہوئی
تو میرے دل میں خیال گزرا کہ ”اللہ تعالیٰ کسی مرد صالح کے ساتھ
کھانے میں شرکت نصیب فرمائے۔“ میرے دل میں یہ خیال
آتے ہی حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ: ”مولوی ابراہیم!
آؤ۔ ہمارے ساتھ کھانے میں شامل ہو جاؤ۔“

ناپاک مُقتدی کی خبر

مولوی اللہ بخش صاحب منشی لنگر شریف بیان کرتے ہیں، کہ: گره شریف کے مقام پر حضرت صاحب نے مجھے نمازوں کے لیے امام مقرر فرمایا۔ اور حضور کا حکم تھا کہ ”غیر کی نماز میں لمبی سورتیں پڑھا کرو۔“ ایک روز میں فجر کی نماز پڑھا رہا تھا، اچانک سورت پڑھنے میں بالکل بند ہو گیا۔ نماز تو بہر حال جس طرح پوری ہوئی ہو گئی۔ ظہر کے وقت حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ قزاق میں بند ہونے کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ کوئی مقتدی اگر بے وضو ہو تو امام پر اس کا اثر پڑتا ہے۔“

ایک لمحہ سکوت فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ ”آج صبح کی نماز میں ایک مُجببی تھا۔“

مولوی اللہ بخش صاحب کہتے ہیں کہ صبح کی نماز میں جتنے آدمی شریک تھے، میں نے ہر ایک سے دریافت کرنا شروع کیا۔ چنانچہ ایک آدمی نے اقرار کیا کہ رات کے وقت مجھے احتلام ہو گیا تھا، اور مجھے یاد نہ رہا اور میں نماز میں شامل ہو گیا۔ نماز کے بعد مجھے یاد آیا تو میں نے جاکر غسل کیا اور پھر نماز پڑھی۔

گھر جانا ضروری ہے

حافظ غلام محمد ساکن ”چھتہ بخشہ“ کہتے ہیں کہ ابتدائے حال میں میں سخت غیر متعطل تھا۔ اور حضرات اولیاء اللہ کا منکر تھا۔ ایک

مرتبہ حضرت پیر سواک رحمہ اللہ تعالیٰ بیمار ہوئے اور میں حضرت صاحب کے حکم کے مطابق خانقاہ شریف میں حاضر ہوا۔ اور شربتِ سرخ کی ایک بوتل تیار کی۔ آپ نے فرمایا ایک اور بوتل بھی تیار کرو۔ دواؤں کا نسخہ لکھ کر ملک خدا بخش صاحب ملتانی کو دیا گیا کہ وہ ملتان سے ادویہ خرید کر بھیج دیں۔ میں دواؤں کے آنے کا مُنتظر تھا کہ ایک روز حضرت صاحب نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ ”دوا تیار کرنے کی ترکیب کسی اور کو بتادو اور تم فورا گھر چلے جاؤ۔“

میں نے عرض کیا کہ حضور میں دوا تیار کر کے جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا کہ ”ابھی چلے جاؤ۔ تمہارا جانا بہت ضروری ہے۔“ حضور کے ارشاد کے مطابق میں گھر روانہ ہو گیا۔ جب گھر پہنچا تو میرا لڑکا سخت بیمار تھا اور وہ میرے پسینے کے بعد ہی فوت ہو گیا۔

شیطانی خیال مت لاء

حافظ غلام محمد صاحب مذکور کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ خوشاب میں حضور حضرت صاحب کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ تمام لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ اسی مجلس میں میرے دل میں ایک شیطانی خطرہ گزرا۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ ”وہ کون ہے جو اس قسم کے شیطانی خیالات دل میں لاتا ہے۔ میں چاہتا ہوں تم دیندار بن جاؤ۔ اور تم کدھر کو چلے جا رہے ہو؟“

حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ میں بہت شرمندہ اور
پشیمان ہوا۔

پیر و مرشد بانبر ہے

حضرت مولانا مولوی شیخ کلیم اللہ صاحب ساکن کوئٹہ جام
فرماتے ہیں کہ میں مکھڑ شریف میں علوم دینیہ حاصل کرتا تھا۔
ایک دفعہ اپنے اُستاد بزرگوار سے اجازت لے کر خانقاہ عالیہ
کرور شریف حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ چار
روز مقیم رہنے کے بعد واپس جانے کی اجازت طلب کی۔ حضور
نے نہایت ہی شفقت و محبت سے مجھ سے اسباق کا حال دریافت
فرمایا۔ اور دُعا فرمائی اور تین روپے عنایت فرمائے۔ میں نے عرض
کی حضور مختلف قسم کے اساتذہ اور طالب علموں سے ملنے کا اتفاق
ہوتا رہتا ہے۔ آپ میرے ایمان کا ضرور خیال فرماتے رہیں۔

آپ نے فرمایا: ”شیخا! کوئٹہ پسماندوں میں انڈے دے کر
دُور دراز مسافت پر چلی جاتی ہے اور اپنی دلی توجہ انڈوں پر رکھتی
ہے۔ اگر وہ توجہ نہ رکھے تو تمام انڈے خراب ہو جاتے ہیں۔“
حضور کا یہ ارشاد سن کر میں نہایت خوش ہوا۔ اور رخصت
لے کر چلا گیا۔

تین سال کے بعد جب میں پھر حضور کی خدمت میں حاضر
ہوا تو اس عرصہ میں اساتذہ اور ہم سبق ساتھیوں کے ساتھ جس قدر
معاملات اور حالات گزرے تھے وہ ایک ایک کر کے آپ نے

اشارہ سب ظاہر فرمادیے۔ آپ نے فرمایا: ”مُربدین خواہ وہ نزدیک
رہتے ہوں یا دُور دراز علاقوں میں شیخ کبھی اُن سے غافل نہیں ہوتا،
بلکہ اُن کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ لہذا مُربد کو چاہیے کہ وہ اپنے
دل کی طرف نگاہ رکھے، اور ادب کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دے
اور یہ بھی فرمایا کہ: ”شیخ اپنے وابستگان خانقاہ اور خادین سے حقیقی
اولاد سے بھی زیادہ محبت کرتا ہے۔“

والدین اگرچہ اولاد کی ظاہری پرورش کی پوری کوشش کرتے
ہیں مگر بعض اوقات وہ بھی اولاد کی اعانت سے عاجز و درماندہ
ہو جاتے ہیں۔ مگر شیخ اپنے غلاموں کو ظاہری، باطنی، جسمانی، روحانی
ہر قسم کی پرورش کرتا ہے۔ اور کبھی غافل نہیں ہوتا۔ ماں باپ صرف
اولاد کے میلے لباس کو دھوکر صاف کرتے ہیں مگر شیخ مُربدین کے
دلوں کو دھوکر پاک صاف کرتا ہے۔

خدا نے بتا دیا

حضرت مولانا شیخ کلیم اللہ صاحب مذکور بیان کرتے ہیں کہ
یکم اپریل ۱۹۳۱ء مطابق ۱۳۵۰ھ میں اپنے گھر کے سامنے ایک
برآمدہ تعمیر کروا رہا تھا۔ لوگوں نے جب شستیر اٹھا کر دیوار پر رکھنے
کا ارادہ کیا تو شستیر اُن کے ہاتھ سے چھوٹ کر سلطان ولد بھورا
نامی ایک شخص کی گردن پر گر پڑا۔ وہ شخص اس قدر شدت
سے زخمی ہوا کہ اس کے بچنے کی امید باقی نہ رہی۔ میرا دل بہت
عکسین ہوا اور خیال آیا کہ چونکہ واقعہ میرے گھر میں ہوا ہے، ممکن ہے

مجھے قتلِ عمد کا ملزم قرار دیا جائے۔ میں نے اُسی وقت آسمان کی طرف مُنہ کر کے حضورِ حضرت صاحب کا تصور کیا۔ اور پھر بیمار کو ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا۔ دوسرے روز جب بیمار کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اسے بالکل آرام ہے اور محتاجِ بے تمام لوگ حیران ہوئے کہ کل تو اس کے پینے کی اور زندہ رہنے کی امید نہ تھی۔ اور آج مکمل صحت مند ہے۔

دو چار روز گزرے تو فقیر محمد بخش سندھی میرے پاس آیا، اور کہا کہ حضرت صاحب تمہیں یاد فرماتے ہیں۔ میں اُسی وقت روانہ ہوا اور ظہر کے وقت دربارِ شریف پہنچ کر قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ آپ اُس وقت وضو فرما رہے تھے۔ مگر کا تمام احوال دریافت فرمایا۔ میں نے عرض کیا: حضور اس وقت تو سب خیریت ہے۔ مگر اس خادم پر ایک حادثہ گزرا ہے اور وہ یہ کہ ایک شخص کی گردن پر شہتیر گر پڑا اور وہ قریب الموت ہو گیا مگر اب رُوبصحت ہے۔

آپ نے فرمایا: ”مجھے اللہ تعالیٰ نے بذریعہ کشف بتا دیا تھا کہ تُو نے آسمان کی طرف مُنہ کر کے میری طرف توجہ کی ہے۔“ مجھے یقین ہو گیا کہ اس قریب الموت کی شفا یابی حضرت کی توجہاتِ عالیہ کے تصدق سے ہے۔

منی آرڈر آگیا

اللہ دسایا قوم مہار ساکن گرمائی بیان کرتا ہے کہ حضور پیر

سواگ لعل عین کروڑ کے اسٹیشن پر رونق افروز تھے۔ چٹمی رساں نے حاضر ہو کر چند خطوط آپ کی خدمت میں پیش کیے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا چار سو روپیہ کا میرا منی آرڈر نہیں آیا؟ اس نے عرض کی حضور اس گاڑی پر تو نہیں آیا۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ وہ چٹمی رساں پھر حاضر ہوا۔ اور منی آرڈر پیش کیا کہ جناب دوسری گاڑی پر آگیا ہے۔

فرزند عطا ہوگا

سید غلام حیدر شاہ صاحب بانر والا ضلع مظفر گڑھ فرماتے ہیں کہ میرا لڑکا تقریباً سات سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔ میرا چونکہ ایک ہی فرزند تھا اس لیے مجھے سخت صدمہ ہوا۔ چنانچہ میں تسکین کے لیے حضورِ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ایک دن حاضر ہوا۔ دوسرے دن آپ چند احباب کے ہمراہ خانقاہ عالیہ کے باغ میں سیر فرما رہے تھے، میری طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: ”شاہ صاحب اللہ تعالیٰ آپ کو طویل عمر فرزند عطا فرمائے۔“ چنانچہ حضرت کی پیش گوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے مجھے فرزند عطا فرمایا، جس کا نام عبدالرزاق ہے۔

ہمارے سلسلہ میں محرمی نہیں

سید غلام حیدر شاہ صاحب مذکور فرماتے ہیں کہ بندہ مولوی حامد صاحب کے ہمراہ بیعت ہونے کے لیے حضرت پیر سواگ

رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مگر میری طبیعت بیعت کی طرف مائل نہ ہوئی۔ دل میں خیال آیا کہ میں تو سید ہوں۔ اور پیر صاحب سید نہیں ہیں۔ مولوی حامد صاحب مجھے جلال خان کے پاس لے گئے۔ انہوں نے گفتگو کی تو بیعت کی ترغیب ہوئی، نماز ظہر کے بعد حضرت صاحب کے سامنے ہوا۔ میرے کچھ کے بغیر آپ نے فرمایا کہ: ”شاہ صاحب! ہمارے طریقہ میں محرومی نہیں ہے۔ کل آپ کو بیعت کریں گے۔“ صبح کے وقت آپ نے بلا کر بیعت کیا۔ اور اسم ذات شریف کا وظیفہ ارشاد فرمایا۔ بعد میں یہی شاہ صاحب مذکور آپ کے خلیفہ مجاز بھی ہوئے۔

پیدل سفر نہ کریں

شاہ صاحب مذکور بیان فرماتے ہیں کہ بندہ جب بھی آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا تو آپ ارشاد فرماتے کہ: ”اس جگہ ہمیشہ پایادہ آیا کرو۔“ چنانچہ میں ہمیشہ تیس چالیس کوس کا سفر پیادہ طے کر کے حاضر ہوتا۔

ایک دفعہ میں مولوی حامد صاحب اور اللہ بخش کھار کے ہمراہ پیدل سفر کر کے حاضر ہوا۔ آپ اُس وقت عصر کا وضو فرما رہے تھے۔ حضور نے دو قدم آگے چل کر مجھ سے مصافحہ فرمایا۔ اور خیریت دریافت کی۔ بندہ چند دن قیام پذیر رہا۔ جب رخصت ہونے لگا تو آپ نے فرمایا: ”میں بیمار ہوں، تمہاری شایعت نہیں کر سکتا۔“ جب میں اپنے ہمراہیوں کے ساتھ چند قدم چلا

تو حضور نے ارشاد فرمایا: ”شاہ صاحب! آئندہ پا پیدہ سفر نہ کیا کریں۔“

وجہ یہ تھی کہ مجھے اس پیدل سفر میں تکلیف ہوئی مگر میں نے اس کے متعلق حضور سے کچھ عرض نہیں کیا تھا۔

شاید تمہیں کھانا نہیں ملا

شاہ صاحب مذکور فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم اپنے دوست مولوی محمد علی صاحب کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے، شام کے وقت ہم دونوں کسی کام کو چلے گئے۔ جب واپس ہوئے تو عشا کی اذان ہو رہی تھی۔ ہمارا خیال تھا کہ نگر شریف عشاء کے بعد تقسیم ہوگا۔ مگر نگر عشاء سے پہلے تقسیم ہو چکا تھا۔ اور عشاء کے بعد لوگ آرام کرنے چلے گئے۔ ہم بھی عشاء کے بعد سو گئے۔ صبح کے وقت ہم نے حضور سے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا کہ: ”شاید تمہیں رات کی روٹی نہیں ملی، اسی لیے جاتے ہو۔“ ٹھہرو، کل چلے جانا۔ حالانکہ نگر سے روٹی نہ ملنے کا ہم نے کسی سے ذکر تک نہیں کیا تھا۔

گھر چلے جاؤ

فقیر محمد بخش ندوی ساکن دریا خان کتا ہے کہ میں حضور کی خدمت میں حاضر تھا، آپ غلہ کشتی میں رکھوا کر خانقاہ عالیہ لے جا رہے تھے، اس وقت دریا میں طغیانی تھی اور کشتی کے لیے

بہت آدمیوں کی ضرورت تھی۔ لیکن آپ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ:
”تم فورا گھر چلے جاؤ۔“

چنانچہ میں نے گھر جانے کا ارادہ کیا۔ جب گھر پہنچا، تو معلوم ہوا کہ میرے چار زرگاؤ (بیل) پوری ہو گئے تھے۔ چنانچہ میں ان کی جستجو میں مصروف ہو گیا۔

اسی وقت واپس کیا

فقیر محمد بخش صاحب کہتے ہیں کہ ایک دفعہ خانقاہ عالیہ میں حاضر ہوا اور قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ حضور کی عادت کریمانہ تھی کہ ہر ایک زائر کو کم از کم ایک ہفتہ تک ضرور ٹھہرتے تھے۔ مگر مجھے ارشاد فرمایا: ”اسی وقت واپس گھر چلے جاؤ۔“

آپ کے حکم کے مطابق میں گھر کو واپس روانہ ہوا۔ جب گھر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ میری نوجوان لڑکی جو اُس روز تک تندرست تھی، اس کو اچانک غن کی تے آئی اور فوت ہو گئی۔

دل کے ارادے پر اقصیت

مولوی اللہ دسیا صاحب ڈیروی واعظ نے بیان کیا کہ: میں حضور کی خدمت میں بیعت کے لیے حاضر ہوا۔ اس وقت شام کی نماز ختم ہو چکی تھی اور حضرت صاحب تبیح خانہ میں تشریف فرما تھے۔ جب میں تبیح خانہ میں گیا تو معلوم ہوا کہ حضرت اس وقت نیند میں ہیں۔ میرے دل میں خیال آیا کہ مغرب اور عشاء کے

درمیان تو نیند کرنا درست نہیں ہے۔ اور حضرت صاحب تو خواب فرما رہے ہیں۔ آپ اُسی وقت نیند سے بیدار ہو کر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”حافظ صاحب! بوڑھا آدمی ہوں۔ ضعف اور ناتوانی کی وجہ سے نیند آگئی ہے، ورنہ اس وقت نیند کرنا جائز تو نہیں۔“ حافظ صاحب کہتے ہیں کہ آپ کے اس فرمان سے مجھے اطمینان حاصل ہوا اور میں آپ کی بیعت ہوا۔

آپ کا کشف

مولوی احمد یار صاحب لواچ اور مولوی مٹھ صاحب قیصرانی حضور حضرت پیر سواگ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے آئے تھے۔ اُس وقت حضور شہر لکھانی میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ راستہ میں مولوی احمد یار صاحب نے کہا کہ حضرت پیر سواگ کو اللہ تعالیٰ نے زبردست کشف عطا فرمایا ہے۔ مولوی مٹھ صاحب نے کہا: ”کشف وغیرہ کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ لوگوں کی خوش عقیدگی ہے۔“ اتفاقاً راستہ میں چلتے ہوئے انھوں نے دیکھا کہ ”چار آنہ“ پڑے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا ”اس کا اٹھانا جائز ہے۔“ دوسرے نے کہا کہ ”جائز نہیں ہے۔“ اتنی بات کہ کر وہ دونوں ”چار آنہ“ وہیں چھوڑ کر حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور حضرت قبلہ پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ نے مولوی مٹھ صاحب قیصرانی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ”مولوی صاحب اگر راستہ میں کوئی چیز گری ہوئی بل جائے۔ اگرچہ وہ ”چار آنہ“ ہی کیوں نہ ہوں۔“

باب ششم

مکتوبات

اگر یہ یقین ہو کہ اس کا مالک آنے گا۔ اور اٹھالے گا۔ اس کا اٹھانا جائز نہیں اور اگر یہ یقین نہ ہو تو اس کا اٹھانا جائز ہے۔ اور کسی مسکین کو دے دے۔

یہ سن کر مولوی صاحب مذکور کو یقین ہو گیا کہ کشف ایک حقیقت ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو کشف کی دولت عطا فرماتا ہے۔

○

۳۳۲

یہ وہ مکتوب ہدایت اسلوب ہیں، جو قطب اولیاء
حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
نے وقتاً فوقتاً حضرت غریب نواز خواجہ مولانا مولوی
حضرت غلام حسن صاحب قدس سرہ العزیز کے نام
بھیجے ہیں۔ اصل مکتوب فارسی اور ساتھ ہی اُن کا
ترجمہ اُردو میں لکھا جاتا ہے۔

○

مؤسس بنیان محبت و اغلاص، مشفق مولوی غلام حسن صاحب
اوصلہ اللہ تعالیٰ الی افضل المراتب -
از فقیر حقیر لاشی محمد سراج الدین عفی عنہ
پس از تبلیغ تسلیات و دعوات ترقی مدارج واضح ے نماید
گزارش حالات فقیر و جمیع متعلقین قرین سلامت و عافیت است
صحت و تندرستی آنصاحب مطلوب اقلوب مکتوب شریف دربارہ
استفسار احوال افغانان سلیمان خیل کہ مہربان فرمودہ بودند۔ رسید
موجب دعا گوئی گردید۔ تا حال مزدوران سلیمان خیل باوجود تجسس
و تفحص کثیر دستیاب نشدہ اند۔

آئینہ باید دید کہ از پردہ غیب چہ ظہور رسد - زیادہ مقاصد
دارین روزی باد - فقیر را ہموارہ دُعا گو و متوجہ ذات سامید
باشند - از ساکن خانقاہ شریف تسلیات و دعوات -

محبت و اخلاص کی بنیادوں کو مضبوط کرنے والے شفیق
مولوی غلام حسن صاحب - خدا تعالیٰ اُن کو بڑے مرتبوں پر پہنچائے۔
از طرف فقیر حقیر لاشی محمد سراج الدین عفی عنہ
تسلیات اور دُعائے ترقی درجات کے بعد معلوم ہو کہ فقیر
اور تمام متعلقین کا حال خیر و عافیت سے ہے - آپ کی صحت
اور تندرستی دل کو مطلوب ہے - آپ کا خط واسطے دریافت حال
انفانان سلیمان خیل کے پہنچا - زیادہ دُعا گوئی کا باعث ہوا - اب تک
مزدوران سلیمان خیل باوجود بہت جستجو اور تلاش کے نہیں ملے۔
آئندہ دیکھنا چاہیے کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہو رہا ہے۔
زیادہ دونوں جہانوں کے مقاصد حاصل ہوں - فقیر کو ہمیشہ اپنی
طرف سے دُعا گو جانیں - خانقاہ شریف کے رہنے والوں سے
سلام اور دُعا -

فضیلت پناہ حقائق و معارف دستگاہ مولوی غلام حسن صاحب
سلمہ اللہ عن الحوادث والنواب -
از فقیر حقیر لاشی محمد سراج الدین عفی عنہ

آیا - اور حضرات کبار کی غلامی کا اقرار کیا - ان شاء اللہ تعالیٰ مشار
الہیہ کی طرف خط لکھا جائے گا - اللہ تعالیٰ آپ کو ترقی درجات
اور سلسلہ عالیہ کی نسبت خاصہ عطا فرمائے۔
ببرکت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُس کی آل اور اصحاب
رضی اللہ عنہم کے فقیر کو ہمیشہ متوجہ اور دُعا گو جانیں -

بخدمت مخلصی ام اخلصی ام مولوی غلام حسن صاحب

بعافیت باشند

از جانب فقیر حقیر لاشی محمد سراج الدین عفی عنہ

بعد از تسلیات و دعوات ترقیات مطالعہ نمایند

الحمد للہ والمنۃ کہ مجاری امور فقیر بہمہ لواحقین مقرون بعافیت

است - والسئول من اللہ تعالیٰ سلامتکم وعافیتکم واستقامتکم

علی جادۃ الشریعۃ المصطفویۃ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ واكملہا -

مکتوب گرامی امروز قبل از نماز ظہر شرف صدور نمود -

کوائف مندرجہ اش حرف بحرف بوضوح انجامید - ارادہ اچان

است کہ ان شاء اللہ تعالیٰ بتاریخ ۱۵ شعبان بظرف خانقاہ شریف

موسی زئی روانگی خواہد شد - لیکن تعین و قطع نیست یغسل اللہ

مایرید ، شمارا باید کہ اکنون بدولت خاند خویش تشریف شریف

ببرند -

من جانب جمیع اہالی خانقاہ شریف تسلیات موصول باد -

بعد از تسلیمات و دعوات ترقی درجات مشہود ضمیر منیر باد۔
احوال این فقیر تادم تحریر بفضل ایزد متعال مقرون بصحت و
اعتدال خیریت و عافیت آن مخلص مدام مسئول و مامون صحیفہ
شریفہ کرمیت لفیفہ در اسعد زمان شرف وصول یافت ۔
کوائف مندرجہ اش بمنصہ ظهور متعلق گردید ۔

الحمد للہ و المنة کہ گلاب شاہ قریشی نادم شدہ بخدمت شریف
آمد و اقرار بغلامی حضرات کبار کرد ۔ ان شاء اللہ العزیز خطہ
بجانب موی الیہ ارقام کردہ شود ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آن عزیز را
بہ ترقی درجات و نسبت خاصہ این طریقہ علیہ بہرہ مند و ممنون فرماید
بالنبی و آلہ الامجاد و اصحابہ الاجیاد فقیر را دائم متوجہ و دُعا گو
تصور فرمودہ باشند ۔

فضیلت پناہ حقائق و معارف دستگاہ مولوی غلام حسن صاحب
خدا تعالیٰ اسے حادثوں اور مصیبتوں سے سلامت رکھے ۔
از طرف فقیر حقیر لاشی محمد سراج الدین عفی عنہ
سلام اور دُعا ترقی درجات کے بعد معلوم ہو کہ اس
فقیر کا حال تادم تحریر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہے ۔
آن مخلص کی عافیت ہمیشہ مطلوب ہے ۔ آپ کا مکتوب نیک
وقت میں پہنچا ۔

حالات مندرجہ پوری طرح معلوم ہوئے ۔
الحمد للہ کہ گلاب شاہ قریشی شرمسار ہو کر آپ کی خدمت میں

بخدمت مخلصی اخلصی مولوی غلام حسن صاحب
عافیت سے ہوں ۔

از طرف فقیر حقیر لاشی محمد سراج الدین عفی عنہ
بعد سلام اور دُعا ترقی درجات معلوم ہو کہ الحمد للہ
اس فقیر کے تمام متعلقین کے ساتھ کیفیت حالات بخیریت ہے
اللہ تعالیٰ سے آپ کی سلامتی عافیت اور شریعت نبویہ علی صاحبہا
افضل الصلوٰۃ والتحمیہ پر استقامت کی دُعا کی جاتی ہے ۔

آپ کا مکتوب آج ظہر سے پہلے شرف صدور لایا ۔
مندرجہ حالات حرف بحرف معلوم ہوئے ۔ میرا ارادہ ہے
کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ۱۵ شعبان کو خانقاہ شریف موسیٰ زئی کو روانہ
ہو جاؤں ۔ لیکن پختہ یقین نہیں ہے ۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی
ہوتا ہے ۔ آپ کو چاہیے کہ اس وقت اپنے دولت خانہ کو تشریف
لے جائیں ۔

خانقاہ شریف کے تمام رہنے والوں کی طرف سے تسلیمات
موصول ہوں ۔

مکرمی ام مولوی غلام حسن صاحب حفظہ اللہ ذو المنن
پس از سلام مسنون و عافیت مشون مطالعہ باد کہ ہر دو
مکتوب مرغوب شما مشتمل بر حالات آن جناب کیفیت ارتحال

والدہ ماجدہ آن مکرم ازیں دار ناپائیدار رسیدہ موجب ملامت و نفیر گردید۔ الم برالم افزودہ باعث اضطراب کثیر گشت۔ اللہ تعالیٰ آن جناب را بعافیت داشتہ مرحومہ را قرین رحمت و غریق بحسار مغفرت فرماید۔ و شما را بصبر جمیل و اجر جزیل موفقی و مجزی گرداند۔ و درجات قرب را نصرت بخشد۔ بالتون و الصاد۔

دریں جا بفضلہ تعالیٰ ہمہ وجوہ خیر است و پیش ازیں یک عدد پوتین ہم دست یکے از سکان ہوں نواج کہ محمد نام داشت از قوم پروا ساکن کالجو کمور ارسال خدمت شدہ و خط اطلاعی بہ سبیل ڈاک مرسل شدہ۔ لکن تا حال رسیدش نہ رسیدہ باعث نگرانیست امید کہ بصورت وصولی مطلع خواہند نمود۔ کہ دفع نگرانی شود۔ اہل خانہ را وظیفہ "یا سلام" نشان دہند کہ روزانہ ہزار بار خواندہ یک لکھ تمام کنند و ہمیشہ خواندہ باشند۔ ان شاء اللہ تعالیٰ عافیت خواہد شد۔

میرے مکرم مولوی غلام حسن صاحب۔ اللہ اس کا حافظ ہو۔ سلام مسنون اور عافیت مشن کے بعد معلوم ہو کہ آپ کے دونوں خط جن میں آن مکرم کی والدہ ماجدہ کے فوت ہونے کا حال درج تھا، پہنچے۔ جس سے بہت رنج اور ملال پیدا ہوا اللہ تعالیٰ آپ کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔ اور درجات قرب میں اضافہ کرے۔ بحکمت التون و الصاد۔ اس جگہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب خیریت ہے۔ قبل

ازیں ایک عدد پوتین اس جگہ کے گرد و نواج کے ایک آدمی کے ہاتھ کہ جس کا نام محمد قوم پروا ساکن کالجو کمور تھا، آپ کی خدمت میں ارسال کی جا چکی ہے۔ اور اس کا اطلاعی خط ڈاک میں بھیجا گیا ہے۔ لیکن اب تک اس کی رسید نہیں پہنچی۔ انتظار ہے۔ امید ہے کہ اگر موصول ہوگئی ہو تو رسید سے قطع فرمائیں گے تاکہ انتظار رفع ہو۔ فقط

اپنے اہل خانہ کو وظیفہ "یا سلام" بتائیں کہ ہر روز ایک ہزار مرتبہ پڑھتے رہیں تاکہ ایک لاکھ پورا ہو۔ اور ہمیشہ اس کا ورد رکھیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آرام ہو جائے گا۔ فقط

بجناب کرمیت پناہ مکرمی و معظی مولوی غلام حسن صاحب۔
سلمہ اللہ تعالیٰ

پس از تسلیمات و دعوات مسنون مطالعہ باد کہ نامہ ورود فرمود بہمت و انبساط افزود۔ آنچہ دربارہ تیاری مکان بزمان قریب نوشتہ بودند۔ فرحت و سرور بیش از پیش افزود۔ اللہ تعالیٰ آنچہ بخصاصان خود عطا فرمودہ بآنجناب ارزانی فرماید۔ و از وجہ دعوات چہ نگاشتہ آید، کہ عبارت قابل آنہا گنجائش نئے دہد۔

خلاصۃ المرام ایں کہ ہمہ تن آن عزیز خیر مجتم و حسن مصور گزارند و دربارہ تکمیل نمونہ عمارت نقشہ مجوزہ در پیش است لکن در بندی گفتہ مے آید کہ از عمارت ڈاک بنگلہ دریاخان دو گز پختہ بلند باشد۔

اگر عزم برآمدہ قبل از تکمیل کمرہ ہا داشته باشند چنانچہ از چوب دیار
مضموم می شود باید کہ پیل پایہ ہائے برآمدہ مدور خوش نما بسازند
کہ برآں پلستر پختہ نموده خواهد شد۔

زیادہ بجز دعا گوئی و توجہات پر نگاشتہ آید بہم متعلقین حضرت
خصوصاً غلام حیدر خان صاحب و غازی خان صاحب و غیر ہم
و حاضرین تسلیات و دعوات موصول باد۔

مجلس ام مخلصی ام مستری جمعہ صاحب سلامت

بعد از تسلیات دعوات وانیہ معلوم باد کہ در خوبصورتی مکان بہت
دقیقہ فرو گذارند۔ ان شاء اللہ تعالیٰ وقتے کہ پیر صاحب نزد فقیر
رسید یک چکڑا از چوڑ پُر نمودہ شما خواہم فرستاد۔ کار باطمینان ظاہر
نمودہ کند۔ والدعاء فقط۔ تائید الہی شامل حال۔

میرے مجلس دوست مستری جمعہ صاحب

بعد سلام و دعا معلوم ہو کہ مکان کو خوبصورت بنانے میں
کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جس وقت پیر صاحب
فقیر کے پاس پہنچیں گے ایک چکڑا چوڑ سے پُر کر کے تمہارے
پاس بھیج دیا جائے گا۔ سب کام دل جمعی کے ساتھ نمونہ کریں
باقی دعا۔ فقط

تائید الہی تمہارے شامل حال ہو۔

مشفق مکرملی مولوی غلام حسن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

از فقیر حقیر لاشی محمد سراج الدین عفی عنہ

پس از سلام مسنون و دعوات مشحون وانیہ می نماید کہ مکتوب
مشقل بر عدم دستیاب شدن خشت پڑاں رسید مافیہا بوضوح
انجامید اکنون کہ مزدور را یافتہ نئے شوند ایں کار موقوف کنند
آئندہ دیدہ باید۔ فقیر را چند روز است کہ عارضہ تپ و زکام
عارض شدہ بود، اکنون بفضلہ تعالیٰ خیر است۔

مشفق مکرملی مولوی غلام حسن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

از فقیر حقیر لاشی محمد سراج الدین عفی عنہ

بعد سلام مسنون و دعوات مشحون وانیہ ہو کہ آپ کا مکتوب
اینٹ پکانے والوں کے نہ ملنے کے متعلق پہنچا۔ کیفیت معلوم
ہوئی۔ اس وقت جبکہ مزدور نہیں ملتے کام کو موقوف کر دیں۔
آئندہ دیکھا جائے گا۔ فقیر کو چند روز سے بخار اور زکام کا عارضہ
ہو گیا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت ہے۔

فضائل و فواضل پناہ اخلاص آگاہ مولوی غلام حسن صاحب
سلمہ اللہ تعالیٰ۔

بعد از تسلیات و دعا گوئی وافرہ و امنج باد۔ الحمد للہ والمنہ کہ احوال این محال بفضل ایزد متعال باحسن منوال است۔ و المسؤل من اللہ تعالیٰ عافیتکم و استقامتکم خلاصۃ المرام این کہ بتاریخ دوم شوال ازین مقام روانہ خواہم شد۔ اطلاعا مرقوم آن مخلص را باید کہ ہنگامیکہ بدریاخان وارد شویم۔ دران مقام موجود باشند۔ غالباً بتاریخ پنجم یا ششم شوال بدریاخان خواہم رسید و چند روز بدریاخان قیام خواہد ماند۔ اطلاعا مرقوم۔
فقیر را متوجہ دعا گو دانستہ باشند۔

فنائل و فوائض پناہ محبت و اخلاص آگا مولوی غلام حسن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

بعد سلام و دعا واضح ہو کہ الحمد للہ کہ اس جگہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے آپ کی خیریت اور استقامت کی دعا مانگی جاتی ہے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ بتاریخ ۲ شوال اس جگہ سے روانہ ہوں گے۔ بطور اطلاع لکھا جاتا ہے کہ جب ہم دریاخان پہنچیں آپ اس جگہ موجود ہوں۔ ہم غالباً ۵ یا ۶ شوال کو دریاخان پہنچ جائیں گے۔ اور چند روز دریاخان ٹھہریں گے۔ اطلاعا مرقوم ہے۔ فقیر کو متوجہ اور دعا گو جانتے رہیں۔

کرمی و معظی مولوی غلام حسن صاحب۔ اوسلہ اللہ تعالیٰ

الی غایۃ المنازل والولایت۔
بعد از سلام مسنون الاسلام آنکہ احوال این فقیر موجب حمد ایزدی سمیع البصیر است۔ و المسؤل من اللہ سلامتکم و استقامتکم علی جادۃ الشریعۃ الحنفیہ علی صاحبہا الف الف التیات الصلوٰت و التسلیات الزکیات و علی آلہ و اصحابہ الطیبین و الطاہرین۔

نامہ نامی شما رسیدہ و از مافیہا مطلع گردانید فرحت تازہ و مسرت بے اندازہ بحصول آنجا مید از گریختہ آمدن شیخ عبد اللہ و بحال بودن اسلامش شکر است کہ امر مخوف تر ہمیں بود۔ شیخ صاحب ثانی را خداوند کریم بر اسلام مستقیم دارد۔ و از ارتداد پناہ دہد و از دست کفار بدکار نجات بخشد و آن مخلص را مظفر و منصور فرماید۔ از کمال کرم کفار ناہنجار را مبہوت و مغنوب خود فرماید۔ برائے نتیجہ خیر مقدمہ دعا گو۔ و منتظر است باید کہ تازہ بتازہ بارسال نامجات از حال مقدمہ و خیریت خویش مطلع و مسرور مے نمودہ باشند کہ باعث مزید دعا گوئی و توبہ و موجب اطمینان فقیر را بہر حال متوجہ حالات سامی خویش دانستہ باشند۔ فقط
زیادہ خیریت و جمیعت نصیب باد۔ آمین۔

کرمی و معظی جناب مولوی غلام حسن صاحب۔ اللہ تعالیٰ اس کو ولایت کی انتہائی منزلوں پر پہنچائے۔
بعد سلام مسنون الاسلام آن کہ اس فقیر کا احوال موجب حمد اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے تمہاری سلامتی اور شریعت

حنفیہ علی صاحبہا الف الف التیمات والصلوات والتسلیات الزکیات
وعلی آلہ واصحابہ الطیبین والظاہرین پر تمہاری استقامت سوال کی
جاتی ہے۔

آپ کا خط پہنچا۔ کیفیت سے مطلع ہوا۔ اس سے بے انداز
خوشی ہوئی۔ شیخ عبد اللہ کے بھاگ کر آنے اور اسلام پر قائم
رہنے کے متعلق خدا کا شکر ہے۔ اس بات کا زیادہ خوف تھا۔
اللہ تعالیٰ دوسرے شیخ صاحب کو اسلام پر ثابت قدم رکھے۔ اور
مُرتد ہونے سے بچائے۔ اور کافروں کے ہاتھوں سے نجات دے،
اور اُن مخلص کو اپنے فضل و کرم سے فتح مند اور کامیاب کرے
کفار نابکار کو ناکام اور نامراد فرمائے۔ مقدمہ کے نتیجہ کے متعلق
دُعا گو منتظر ہے۔ چاہیے کہ تازہ حال مقدمہ اور اپنی خیریت سے
بذریعہ خط مطلع فرماتے رہیں۔ کہ باعثِ زیادتی دُعا گوئی و توجہ اور
موجبِ اطمینان ہو۔ فقیر کو ہر حال میں اپنے حالات پر متوجہ جانیں۔
فقط۔ زیادہ خیریت و جمیعت نصیب ہو۔ آمین۔

مشفق و عزیزِ محبت و اخلاص نشان مولوی غلام حسن صاحب
اوصلہ اللہ تعالیٰ الی غایۃ ماتمناء

از جانب فقیر حقیر لاشی محمد سراج الدین عفی عنہ
پس از سلام مسنون و دعوات مشغون مطالعہ نمایند الحمد للہ
والمنۃ کہ مجاری احوال فقیر بعد متعلقین مستوجب حمد بے پایاں ایزد

منان است و المسئول من اللہ العزیز سلامتکم و استقامتکم علی طریقۃ
المصطفویہ علی صاحبہا من التیمات اکملہا و من الصلوات اتمہا۔

المرام این کہ ان شاء اللہ تعالیٰ بتاریخ دوم جمادی الاول کہ یوم
پنج شنبہ است ازیں جا حرکت نمودہ بشب جمعہ کہ چار ماہ مذکور است
بر مکان اشیش دریاخان فروکش خواہم شد۔ اطلاعاً مرقوم۔ فقیر را
ہموارہ دُعا گوئی و متوجہ ذات سامی دانستہ باشند۔ از جمیع مجاور خانقاہ
شریف تسلیات و دعوات پزیر باد۔

مشفق و عزیزِ محبت و اخلاص نشان مولوی غلام حسن صاحب
اللہ تعالیٰ اس کو اپنی تمنا کی انتہا تک پہنچائے۔

از طرف فقیر حقیر لاشی محمد سراج الدین عفی عنہ
بعد سلام مسنون و دعوات مشغون معلوم ہو۔ الحمد للہ کہ فقیر کا
احوال مع متعلقین مستوجب حمد بے پایاں رب المنان ہے۔ اللہ تعالیٰ
سے تمہاری سلامتی اور طریقہ مصطفویہ علی صاحبہا من التیمات اکملہا و من
الصلوات اتمہا پر تمہاری استقامت کا سوال کیا جاتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ۲ ماہ جمادی الاول کو پنج شنبہ
کا دن ہوگا، اس جگہ سے روانہ ہو کر شب جمعہ ۴ ماہ مذکور مکان اشیش
دریاخان پر فروکش ہوں گے۔ اطلاعاً لکھا جاتا ہے۔

فقیر کو ہمیشہ دُعا گو اور متوجہ ذات گرامی جانیں۔ تمام محب واران
خانقاہ شریف کی طرف سے تسلیات و دعوات قبول ہوں۔

بخدمت کرمی معظی جناب مولوی غلام حسن صاحب
سلمہ اللہ تعالیٰ الی یوم الدین۔

بعد از سلام مسنون و عافیت مشحون مطالعہ باد کہ پیشتر ازیں
خطے بنام شما در گرہ سواک نوشتہ شد۔ لیکن امروز معلوم شد کہ
آنجناب بدریاخان اقامت پذیرند۔ ازان قلمی کہ عزم فقیر در بارہ
تعمیر متبدل شدہ بحافظ محمد صاحب در بارہ امتناع ترسیل چوبہا خطے
فرستادہ شد۔ باید کہ اگر قدرے از کار و بار ذاتی خود فرصت باید
بایں نولے گرانید۔

فقیر را در حق خود دُعا گو دانند۔ از احبہ سلام مسنون۔
از خانقاہ شریف سون، دُکانہ کفری ضلع شاہ پور (اب ضلع
خوشاب ہے۔)

بخدمت کرمی و معظی جناب مولوی غلام حسن صاحب
سلمہ اللہ تعالیٰ الی یوم الدین۔

بعد از سلام مسنون و عافیت مشحون معلوم ہو کہ اس سے پہلے
ایک خط آپ کے نام گرہ سواک میں لکھا گیا۔ لیکن آج معلوم ہوا
کہ آپ دریاخان میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ لکھا جاتا ہے کہ فقیر کا
ارادہ تعمیر مکان کے متعلق بدل گیا ہے۔ حافظ محمد خان ترین کو لکھایا
نہ بیچنے کا خط ارسال ہو چکا ہے۔ چاہیے کہ اگر اپنے ذاتی کار و بار

سے فرصت ہو تو اس جگہ تشریف لائیں۔
فقیر کو اپنے حق میں دُعا گو جانیں۔ تمام دوستوں کی طرف
سے سلام مسنون۔ از خانقاہ شریف سون دُکانہ کفری ضلع شاہ پور

محبت و اخلاص نشان مولوی غلام حسن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
بعد از تسلیات مسنون و دُعا گوئی بے شمار، واضح باد کہ احوال
ایں فقیر بجمع متعلین بہ فضل رب العالمین مستوجب حمد است۔ و
المستول من اللہ سلامتکم و استقامتکم۔

خلاصۃ المرام ایں کہ مکتوب اخلاص اسلوب شما رسید۔ باعث
نرید دُعا گوئی گردید۔ آنچہ در باب تکمیل مکانات تحریر فرمودہ بودند
ازان اطلاع شد۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دہاد۔ ان شاء اللہ ماہ صیام
دریں مقام خواہیم گزرانید۔ موجب در پیش حضرات گرداناد۔ ایں دُعا
از من و از خلق جہاں آمین باد۔

اے عزیز! دیدہ احقر و دل ہمراہ تست۔ فقیر را علی الدوام
متوجہ و دُعا گوئے خویش دانند۔ آنچہ در حق بیماری خویش و برائے
سفارش پسر خویش نوشتہ بودند۔ مکرما! شمارا از خودے دانیم و پسر
شمارا مانند پسر خویش نداشتن چہ حاجت ماحصل فقیر را ہر وقت
دُعا گو تصور نمودہ۔ متوجہ خویش دانند۔ رابطہ کامل آنست کہ پیر
را از نفس خود و از زن خود و فرزند خود ہر چیزے محبوب تر
دانند۔ چنانچہ در حدیث شریف آمدہ است لن یومن احدکم

حتیٰ اکون احب الیہ من واللہ ولده والناس اجمعین
ازیں درجہ کہ کم باشد۔ آل رابطہ ناقص است۔

محبت و اخلاص نشان مولوی غلام حسن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
بعد تسلیمات منون و دُعا گوئی بے شمار واضح ہو کہ فقیر کا حال
بع متعلقین اللہ تعالیٰ کے فضل سے مستوجب حمد ہے۔ اور اللہ تعالیٰ
سے آپ کی سلامتی اور استقامت کی دُعا مانگی جاتی ہے۔
خلاصہ مطلب یہ ہے کہ آپ کا اخلاص علامہ پنچا۔ زیادہ دُعا گوئی
اور توجہ کا باعث ہوا۔ مکانات کی تکمیل کے متعلق جو تحریر فرمایا
تھا، اس کی اطلاع مل گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے
ان شاء اللہ تعالیٰ روزوں کا مہینہ اس جگہ گزاریں گے۔ حضرات کی
بارگاہ میں قبول ہو۔ یہ دُعا میری طرف سے ہے اور جہان کی مخلوق
کی طرف سے آمین ہو۔

اے عزیز فقیر کا دل آپ کے ہمراہ ہے۔ فقیر کو ہمیشہ اپنی
طرف متوجہ اور دُعا گو جانیں۔ اپنی بیماری اور اپنے فرزند کی سفارش
کے متعلق جو لکھا ہے، میں آپ کو اپنے ایسا جانتا ہوں اور تمہارے
فرزند کو مثل اپنے فرزند کے جانتا ہوں۔ اس کے لکھنے کی کیا حاجت
ہے۔ حاصل یہ کہ فقیر کو ہر وقت اپنا دُعا گو سمجھ کر اپنی طرف متوجہ
جانیں۔ رابطہ کامل وہ ہے کہ پیر کو اپنی ذات، اپنی بیوی، اپنے فرزند
اور ہر چیز سے زیادہ محبوب جانیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے
کہ: کوئی شخص ہر گز ایمان دار نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں ہے

اُس کے والد اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب
نہ ہوں۔ اس درجہ سے جو کچھ بھی کم ہو، رابطہ ناقص ہے۔

محبت و اخلاص نشان مؤدت و اختصاص عنوان مولوی غلام حسن
صاحب اوصدہ تعالیٰ الی غایت المنازل والمراتب۔
از جانب فقیر حقیر لاشی محمد سرلج الدین عفی عنہ
بعد از سلام منونہ و ادعیہ مشحونہ مشہود ضمیر منیر گردانیدہ
می آیند۔ الحمد للہ والمئذ کہ حال فقیر با جمیع متعلقین قرین سپاس
بے قیاس منعم علی الاطلاق است و نعمہ صحت و سلامتی آن صاحب
بع لواحقین خواستہ می آید۔ بہادر شاہ صاحب بع دروگر فرستادہ
بودند رسیدند۔ موجب مزید دُعا گوئی گردید۔ چونکہ دین ایام کار چاہ
ملتوی کردہ شد، لہذا ہر دو را واپس کر دیم۔ ہرچہ مشیت ایزدی است
بطور خواہ شد۔

اللہ تعالیٰ جملہ لواحقین آن صاحب را از استقام و آفات در
حفظ و حمایت دارد۔ فقیر را ہموارہ دُعا گو و متوجہ خاندان خویش
دانستہ باشند۔ زیادہ دُعا و سلام۔ مدتیت کہ از حالات اہل خانہ
خویش اطلاع نہ دادہ است، موجب انتظار است۔ باید کہ مجرّد
دیدن از حالات خویش و او شان مفصل اطلاع دہند۔ فقط

محبت و اخلاص نشان مؤدت و اختصاص عنوان مولوی غلام حسن

صاحب: خدا اس کو منازل اور مراتب کی ابتدا پر پہنچائے۔

از جانب فقیر حقیر لاشی محمد سراج الدین عفی عنہ
بعد سلام مسنون اور دعا ہائے مشحون معلوم ہو کہ الحمد للہ
فقیر کا حال تمام متعلقین کے ساتھ قرین شکر منعم حقیقی کے ہے۔
آپ کی اور آپ کے تمام لواحقین کی دعا مانگی جاتی ہے۔ آپ نے
بہادر شاہ کو ترکمان کے ساتھ بھیجا تھا، پہنچ گئے۔ اور زیادہ دعا گوئی
کا موجب ہوئے۔ چونکہ ان دونوں چاہ کا کام ملتوی کر دیا گیا ہے
اس لیے دونوں کو واپس کر دیا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوگی وہی
ظاہر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ آپ کے تمام لواحقین کو بیماریوں اور آفتوں سے
اپنے حفظ اور حمایت میں رکھے۔ فقیر کو ہمیشہ اپنے خاندان کا دعا گو
اور مستوجب جانیں۔ زیادہ دعا و سلام۔ بہت مدت ہوئی کہ آپ
نے اہل خانہ کے حالات سے مطلع نہیں کیا۔ انتظار ہے۔ چاہیے
کہ خط دیکھتے ہی اپنے اور ان کے حالات سے مفصل اطلاع
دیں۔ فقط۔

بخدمت مکرمات پناہ معظمی ام مولوی غلام حسن صاحب

پس از سلام مسنون و عافیت مشحون مطالعہ باد کہ بجز اللہ تعالیٰ
مرور اوقات فقیر با جمیع متعلقین قرین عافیت است نوید سلامتی
آن جناب مدام از جناب خالق الارض و السموات مطلوب نامہ نامی

رسیدہ مایہما را مکشوف ساختہ و در بارہ امروز بحفاظ محمد خان صاحب
خط ممانعت ترسیل چوبہا فی الحال بسبب تبدیل عزم سابق نگاشتہ
از ان وز خدمت سامی نگارش است کہ فی الحال کار ملتوی است
بشرط فرصت از امور متعلقہ خود اگر بایں نواحی گرانید خوب
چوں کار بمشافہ موقع مختصر است۔ از ان مناسب حال خواہد بود
بر ان موقع گفتہ خواہد شد ان شاء اللہ تعالیٰ

بخدمت مکرمات پناہ معظمی ام مولوی غلام حسن صاحب
بعد سلام مسنون و عافیت مشحون معلوم ہو کہ الحمد للہ اس فقیر
کا حال مع متعلقین قرین عافیت ہے۔ آپ کی سلامتی جناب
الہی سے مطلوب ہے۔ آپ کا خط ملا کیفیت معلوم ہوئی۔
چونکہ پہلا ارادہ بدل چکا ہے، آج حافظ محمد خان صاحب کو
لکڑیاں بھیجنے کے متعلق ممانعت کا خط لکھ دیا گیا ہے۔ اس لیے
آپ کو لکھا جاتا ہے کہ اس وقت کام ملتوی ہے۔ اگر اپنے
متعلقہ کاموں سے فرصت ہو تو اس طرف چلے آئیں، اچھا ہوگا۔
جب کام کے لیے ملاحظہ ضروری ہے۔ اس لیے مناسب حال
جو کچھ ہوگا اس موقع پر کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

کرمی مشفق جناب فضائل مآب مولوی غلام حسن صاحب
حفظ اللہ من المصائب۔

از فقیر لاشی محمد سراج الدین عفی عنہ

پس از تسلیمات و وافیات آنکہ مکتوب شریف مشتمل بر
عروض عارضہ تب برخوردار فقیر محمد طال عمرہ مع علمہ و عملہ
رسید۔ مخزون و ملول گردانیدہ شانی علی الاطلاق از شفا خانہ
غیب شفائے عاجلہ و صحت کاملہ نصیب برخوردار گرداند۔ و
از جمیع عوارض و حوادث آفاقی و انفسی آن جناب را بمع جمیع متعلقین
بحفظ و پناہ خویش داراد۔ بمنہ و کرمہ و از برکات و فیوضات حضرت
گرامی قدسنا اللہ تعالیٰ باسرازم بہرہ وافی و ارزانی فیض داشتہ و
فیض بخش عالم و عالمیان گرداناد۔ فقط۔

کرمی مشفق جناب فضائل مآب مولوی غلام حسن صاحب
خدا اس کو مصیبتوں سے محفوظ رکھے۔

از فقیر لاشی محمد سراج الدین عفی عنہ

بعد تسلیمات و دعوات وافیہ معلوم ہو کہ آپ کا خط جس میں برخوردار
فقیر محمد طال عمرہ مع علمہ و عملہ کے بخار سے بیمار ہونے کے متعلق
لکھا ہوا تھا پہنچا۔ طبیعت کو تشویش ہوئی۔ شافی مطلق اپنے شفا خانہ
غیب سے شفائے عاجلہ اور صحت کاملہ برخوردار کو نصیب کرے
اور تمام حادثات آفاقی و انفسی سے جناب کو بمع تمام متعلقین اپنے
حفظ و پناہ میں رکھے۔ بمنہ و کرمہ اور برکات و فیوضات حضرت
گرامی قدسنا اللہ تعالیٰ باسرازم سے کافی جھٹہ عطا فرمائے اور
جہان والوں کو فیض پہنچائے۔ فقط۔

برخودار عزیزی و مخلصی میاں فقیر محمد صاحب صانہ اللہ تعالیٰ
عن آنتہ الدارین۔

بعد از السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ واضح لائحہ بضمیر باد، کہ
خط آن مخلص رسید، فرحت کشیدہ۔ مافیما بوضوح انجاسید۔
حال فقیر بمع لواحقین مقرون حمد ایزد است۔ و شکایات عدم
ارسال جواب بجاست۔ لیکن فقیر معذور است، چرا کہ بکار خود
مشغول ہستم و منشی ہا ہم در تحریر مصروف ہستند مگر از یومیہ آن
محب را فراموش نہ کردہ آمد۔ و تہ کہ خط آن برخوردار سے آید
آن برخوردار را بدعا بخلوص بیاد کردہ آید۔ اللہ جل و علا شانہ آن
رفیق را علم باعمل نصیب و ممنون فرماید۔ زیادہ سلام مع اقتحام
بجناب مولوی صاحب و دیگر درویشان را السلام علیکم معروض باد۔

برخودار عزیزی و مخلصی میاں فقیر محمد صاحب۔ خدا اُسے
آفات دارین سے محفوظ رکھے۔

بعد از السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ واضح ہو کہ آن مخلص کا
خط پہنچا۔ کیفیت معلوم ہوئی۔ فقیر کا حال بمع لواحقین حمد الہی
کے قرین ہے۔ جواب نہ بھیجنے کی شکایت درست ہے۔ لیکن
فقیر معذور ہے کیونکہ اپنے کام میں مشغول ہوں، اور منشی بھی تحریر
میں مصروف ہیں۔ مگر ہر روز آن محب کو فراموش نہیں کیا جاتا۔

اللہ تعالیٰ بر خوردار کو علم باعمل نصیب فرمائے۔ زیادہ سلام بمع
انتقام۔ جناب مولوی صاحب اور دیگر درویشوں کی خدمت میں
السلام علیکم معروض ہو۔

بعد تبلیغ و دعوات ارسال التحیات و التسلیمات۔ بخدیمت
گرامی کرمی جناب مولوی غلام حسن صاحب مے رساند۔
گرامی نامہ مشتمل بر حالات خبر گیری اعززی محمد شباز خان
رسیدہ باعث خوشنودی و رضا مندی۔ مزید دعوات و توجہات
شدیدہ فوق از قبل گردید۔ اللہ تعالیٰ ہموارہ آں جناب را بعافیت
و استقامت داشتہ باتبارک سنت سنیہ نبویہ علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ
و السلام و التحیہ و طریقہ مرفیہ حضرات کرام علیم الرضوان رب البریہ
مستقیم مستقیم دارد۔ و از رقیبت ماسولنے کلی مستخلص نموده۔
گرفتار ذات یگانہ خویش فرماید۔ و از رشد و فیوضات مشائخ عظام
بہرہ کامل و نصیب وافر عطا فرمودہ۔ باعث ہدایت خلق و انتشار
فیض حضرات گرامی گرداناد۔ بالنون و القنادر۔ خط محمد شباز خان
مشتمل بر حالات خبر گیری از اں جناب ہم خاطر جمع نمایند۔ و
فقیر را پیوستہ ہمہ لحظہ متوجہ و دعا گوئے خود دانند و از متعلقین
خانقاہ شریف اسماء باسم فرادی فرادی تسلیمات و تکریمات مطالعہ
نمایند۔ فقیر محمد سراج الدین عفا اللہ عنہ۔
از خانقاہ شریف موسی زئی ۲ شوال یوم چهارشنبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم والسلام علی عبادہ
الذین اصطفیٰ۔ جناب ممدوی کرمی مولوی غلام حسن صاحب سلم ربہ
از فقیر حقیر لاشئی محمد سراج الدین عفی عنہ
پس از تسلیمات مسنونہ و دعوات واضح نمایند فقیر بہمہ رفقہ
بحمد اللہ سبحانہ قرین عافیت است۔ و المسؤل من اللہ سبحانہ سلامتکم
و استقامتکم، از بمبی بنام آں جناب خط فرستادہ بودم۔ امید
است کہ رسیدہ باشد

الحمد للہ کہ دریں اثنا از ہیچ وجہ تکلیف و کمروہ نہ رسیدہ۔
و باسن و امان و اصل منزل مقصود شدیم۔ ان شاء اللہ تعالیٰ
تا بہت و دو ذی القعدہ ازین جا بطرف مکہ مبارکہ روانہ خواہیم شد۔
فقیر در جمیع امکانہ برائے آں جناب دعا کردہ ام، او جل شانہ
مقرون باجابت کناد از قریب مجیب۔ از طرف اعززی محمد مقبول
صاحب و ملا صدرو و مولوی محمد عیسیٰ خان صاحب۔ جناب
قاضی قسمر الدین صاحب و جناب ابو محمد برکت علی شاہ صاحب
و احمد خان عفی عنہ و جناب اکبر علی شاہ صاحب۔ السلام علیکم۔
و السلام الرقم فقیر محمد سراج الدین عفی عنہ ۷ ذی القعدہ چہارشنبہ از مدینہ طیبہ۔

بعد تسلیمات و دعوات ، بخدمت گرامی کمری جناب
مولوی غلام حسن صاحب - معلوم ہو کہ :

آپ کا خط متعلق حالات خبر گیری اغزی محمد شہباز خان پہنچا
خوشنودی رضامندی اور زیادہ دعوات و توجہات کا باعث ہوا۔
اللہ تعالیٰ ہمیشہ آل جناب کو عافیت اور استقامت سے رکھے۔
اور سنت نبویہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ الصلوٰۃ و السلام اور حضرت
کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ مرضیہ پر ثابت قدم رکھے۔ ماسوائے
کی غلامی سے بخوبی نجات دے کر اپنی ذات یگانہ کا گرفتار
بنائے۔ مشائخ عظام کے رشد اور فیوضات سے کامل حصہ
نصیب فرمائے، جو خلق اللہ کی ہدایت اور حضرات گرامی کے
فیوضات کی اشاعت کا باعث ہو، بالنون والصاد۔ خط
محمد شہباز خان کا، آن جناب کی خبر گیری کے حالات کے متعلق
بھی پہنچا ہے۔ خاطر جمع رکھیں۔ اور فقیر کو ہر لحظہ متوجہ اور
اپنا دُعا کو جانیں۔ از طرف متعلقین خانقاہ شریف فردا فردا
تسلیمات مطالعہ ہوں۔ والسلام

فقیر محمد سراج الدین عفا عنہ
از خانقاہ شریف موسیٰ زئی
۲ شوال روز چہار شنبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم سلامتی ہو ان بندوں پر جن کو اللہ تعالیٰ
نے چُن لیا ہے۔ جناب محدوی کمری مولوی غلام حسن صاحب اللہ تعالیٰ
ان کو ہمیشہ سلامت رکھے۔

از فقیر حقیر لاشی محمد سراج الدین عفی عنہ

تسلیمات اور دعوات مسنون کے بعد آپ پر واضح ہو کہ
الحمد للہ فقیر تمام رفیقوں کے ساتھ عافیت سے ہے۔ اور آپ کی
سلامتی اور استقامت ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے سوال کی جاتی ہے۔ آپ
کے نام بستی سے ایک خط لکھا تھا، امید ہے کہ وہ پہنچا ہوگا۔ ہم بُدھ
کے روز تانیسویں شوال جدہ شریف سے خشکی کے راستے سے روانہ
ہو کر سات ذی القعدہ بروز اتوار مدینہ شریف میں داخل ہوئے۔

الحمد للہ کہ اس سفر میں کسی قسم کا حادثہ اور تکلیف نہیں پہنچی۔
اور امن و امان کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچ گئے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ
ہم بانیس ذی القعدہ تک مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ کو روانہ ہو جائیں گے۔
جناب کے متعلق تمام متبک مقامات پر دُعا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ
ان دُعاؤں کو قبول فرمائے۔ اللہ تعالیٰ قریب ہے اور دُعا قبول
کرنے والا ہے۔ از طرف عزیز محمد مقبول صاحب اور ملا صدرو
مولوی محمد عیسیٰ خان صاحب اور جناب قاضی قمر الدین صاحب اور
جناب ابو محمد برکت علی شاہ صاحب و احمد خان عفی عنہ اور جناب
اکبر علی شاہ صاحب۔ السلام علیکم۔ والسلام
الراحم فقیر محمد سراج الدین عفی عنہ ۷ ذی القعدہ بروز چہار شنبہ۔

وہ مکتوبات ہوتے ہیں ہر سوگرمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبرین کی طرف سے

اگر دوسرا مراد نزدیک جانی فراموشی کن لے یار جانی
بخدمت اچی دینی و محب یقینی محب صادق خان محمد خان
سلمہ الرحمن الی یوم المیزان
از جانب فقیر حقیر لاشی غلام حسن عفی عنہ
بعد از السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اس جگہ خیر خیریت ہے۔
اور خیر خیریت آن جناب کی از درگاہ ایزد لایزال مطلوب القلوب
المرام میں کہ سر فراز نامہ جناب کا نزد اس عاجز پہنچا۔ حال مندرجہ
ما فیہما سے آگاہی ہوئی۔ لے محب صادق اس عاجز کو ہر وقت اور
ہر لمحہ دعا گو تصور فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ صاحب کے کام دینی، د
دنیاوی سر انجام فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ لے محب صادق ہر وقت
اور ہر ایک لمحہ سوا یاد گیری اللہ تعالیٰ کے نہ گزاریں۔ اور کوئی وقت
اور کوئی لمحہ جانی نہ رکھیں۔

حتی الوسع نماز باجماعت گزاریں۔ کھانے اور پینے میں کوشش
حلال کی فرمائیں۔ پھر لذت اور حلاوت نامہ خدا تعالیٰ کی پائیں
زیادہ اسلام علیکم وعلیٰ من لدیکم
۴۴ سوال

مبت و اغلام نشان مخلصی و مکرری جناب خان محمد خان
سلمہ الرحمن الی یوم المیزان -
از فقیر حقیر لاشی غلام حسن عقیقی عنہ

بعد از ترسیل سلام مسنون و دعوات مشنوں، مکشوف
رہے عالی ہو کہ احوال این جابعون الہی من جمیع الوجہ قرین
عافیت ہے۔ عافیت دارین آل صاحب خواہ شد۔ خدا تعالیٰ
آن صاحب کو بمعجلہ اجزاء و اقرباء جمیع مصائب و نوائب
دارین و محادثات ارضی و سادی سے تا ابد الہر محفوظ رکھے۔

جملہ مقاصد اقلوب بر لائے۔ بلطف کرم حمیم، آن کریم
بمنزل مقصود فرمائے۔ آمین۔ کرم باید کہ دائم دہمہ وقت دہمہ
حال اوقات عزیزہ را بذکر الہی کہ باعث سعادت دارین، و
دولت کونین ہے۔ معمور رکھیں۔ حتی کہ کوئی لحظہ و لمحہ غفلت
میں نہ گزیریں کہ تفصیل کمی درجات ہے۔

ذکر گو ذکر تا ترا جان است

کہ پاک دل ز ذکر رحمن است

برکات و فیوضات حضرات گرامی قدس سرہم الہامی
سے مستفیض و مالا مال فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔ بندہ کو ہموار
تر دل سے متوجہ و دعا گو تصور فرمائیں۔ زیادہ دعا جمیع اجزاء
درجہ بدرجہ نام بنام السلام علیکم و الدعاء۔

بشرف خدمت، مصدب شرافت و اخلاص
مکرمی خان محمد صاحب خان سلمہ الرحمن من جمیع المصائب
از جانب فقیر حقیر لاشی غلام حسن عقیقی عنہ

بعد از ترسیل سلام مسنون و دعوات مشنوں، مکشوف
ہو کہ احوال فقیر بمع عزیزان و لواحقان قرین عافیت بمع ایزدی
ہے۔ و ترقی مدارج دارین مخلص خیر اندیش مدام مشول من اللہ
ہے۔ غلام سلام یہ ہے کہ خط مرسلہ جناب کا بل کر،
کاشف حالات ہوا۔

خداوند کریم مخلص صمیم کو برکات و فیوضات حضرات گرامی
قدس سرہم سے تاقیامت مالا مال اور مستفیض فرما کر منزل مقصود
تک پہنچائے۔ اور استقامت شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر
ثابت قدمی کی توفیق عطا فرمائے۔

چلہیہ کہ آپ اپنے اوقات عزیزہ کو یاد خدا میں بسر
کریں۔ خدا تعالیٰ خود ناصر ہے۔ امید ہے کہ پردہ غیب
سے الطاف کریمانہ فرمائے گا۔

تصور مشائخ جزو اعظم ہے۔ لوح دل سے نہ بھلائیں،
کہ دارو مدار سلوک اسی پر ہے۔ متوکل علی اللہ رہیں۔ اور فقیر
را ہموار متوجہ و دعا گو تصور فرمائیں۔ زیادہ دعا۔

بشرف خدمت مصدر شرافت و عقیدت کرمی جناب
مولوی محمد حیات صاحب سلمہ الہی الواہب عن جمیع المصائب۔
از جانب فقیر حقیر لاشی غلام حسن عفی عنہ
بعد از السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

خط مرشد جناب کا موصول ہو کر کاشف حالات ہوا۔ مافیہا
سے آگاہی ہوئی۔ الحمد للہ کہ واہب العطیات شفاخانہ غیب سے
شفا کاملہ مرحمت فرمائی ہے۔ روز افزوں باد۔ آمین۔ دستِ دعا
ہے کہ آئندہ حافظ حقیقی جمیع حوادث و عوارض دارین سے نجات
ابدی عطا فرما کر برکات و فیوضات حضراتِ گرامی قدس سرہم
سے مالا مال و مستفیض فرمائیں۔ اور منزلِ مقصود کو پہنچائیں۔
دنیا و آخرت میں عزت مزید نصیب ہو۔ آمین تم آمین۔

تعویز ارسال خدمت ہے۔ فقیر کو ہمارے متوجہ بدعاہِ خیر
تصور نہ فرمائیں۔ و نویساں حالات خیر عافیت سے ممتاز کہ موجب
تسکین ہو۔ زیادہ دعا۔ درجہ بدرجہ نام بنام السلام علیکم والدعاء۔

بشرافت و عقیدت پسنہ کرمی مولوی محمد حیات صاحب
سلمہ اللہ تعالیٰ عن جمیع المصائب۔
از جانب فقیر حقیر لاشی غلام حسن عفی عنہ

بعد از السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خط جناب کا مشتل بر علالت طبع مبارک کے شرف صدر
ہو کر کاشف حالات مافیہا ہوا۔ مزید دعا گوئی ہوئی۔ شافی مطلق
حکیم برحق شفیق خیر اندیش کو شفاخانہ غیب سے شفاء کاملہ
مرحمت فرمائی۔ و جمیع مصائب و حوادث عارضی و لاحق سے
نجات ابدی عطا فرما کر مسرت دارین عطا فرمائیں۔ آمین۔

تعویز ارسال خدمت ہے۔ یکے ازل اول پنبہ میں بعد موم
میں بعد پارچہ میں بعد چرم دوز بنا کر گھے میں باندھیں۔ اور باقی
تعویز علی الصباح با وضو پانی میں گھول کر نوش فرمایا کریں۔ بفضلہ
تعالیٰ خیریت ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کیفیت سرگزشت سے
مطلع فرمائیں کہ دل کو بے تابانہ کشش دامن گیر ہے۔ تسکین ہو
ہمارے ہر گونہ متوجہ دعا گو تصور فرمائیں۔

زیادہ دعا درجہ بدرجہ نام بنام السلام علیکم والدعاء
۱۵ اردو المعجم شریف ۵۳

بشرف خدمت مصدر شرافت مظہر سعادت کرمی جناب
مولوی محمد حیات صاحب اوصلہ اللہ تعالیٰ الی غایۃ مایمنہ
از جانب فقیر حقیر لاشی غلام حسن عفی عنہ
بعد از ترسیل مسنون بشرف ملاقات و انج رائے مشرف باد کہ
مرور اوقات فقیر مع جملہ لواحقین قرین عافیت بحمد ایزدی ہے۔

طلبِ مافیت و سعادت دارین آں محبِ بیہ ریاء مدام مسئل
من اللہ ہے۔

خلاصہ مرام یہ ہے کہ مہربان نامہ راحت شامہ مسئلہ جناب
کا شرف صدور ہو کر کاشفِ حالات ہوا۔ کیفیت سرگزشت
سے آگاہی ہوئی۔ خداوند کریم بفضلِ عیم آں شفیق خیر اندیش کو
جمعِ حوادث و نوائب گردشِ ایام نامساعد سے ابد الدہر مامون و
محفوظ فرما کر منزل مقصود پر پہنچائے۔ و برکات فیوضات حضرت
گرامی قدس سرہم سے تاقیام قیامت مستفیض فرمائے۔ و باعزت
بخت سلسلہ شریعت پر مستقیم رکھے۔ آمین ثم آمین۔
فقیر بفضلہ تعالیٰ بخیر و مافیت سفرِ جہنگ طے کر کے خانقاہ
شریف سراجیہ حسن آباد میں مقیم ہے۔ و نتیجہ خیر کے واسطے
طالب دُعا تصور فرمائیں۔

زیادہ دُعا۔ ۷ جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ

○

باب ہفتم

حالاتِ مشائخ

صَوْنِ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ

مُسْلِمًا مُّتَّبِعًا اِلَى النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عَلِیْہِمُ الدُّعَا وَصَحْبُہُمْ سَلَامٌ

الہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ ﷺ

سید المرسلین شفیع المذنبین، محبوب رب العالمین، امام الاولین والآخرین
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد ماجد کا نسب نامہ یہ ہے:
حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی
بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک۔
اور آپ کی والدہ محترمہ کا نسب نامہ یہ ہے:

حضرت آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ۔
آپ کی ولادت باسعادت ربيع میسٰی علیہ السلام کے چھ سو سال
بعد، بارہ ربيع الاول بروز دوشنبہ (پیر) ہوئی۔ چالیس سال کی عمر شریف
میں اعلان نبوت فرمایا۔ اور تریہ پچیس سال کی عمر میں ہجرت فرمائی۔ تریہ پچیس
سال کی عمر شریف میں حضور کا وصال بروز پیر ۱۲ ربيع الاول ۱۱ھ
کو ہوا۔

چہ گویم وصف تو اے شاہِ لولاک کہ شانت برتر است از فہم و ادراک
کلیم اللہ بر طور و تو بر عرش چہ نسبت خاک را با عالم پاک
روضہ مبارک مدینہ منورہ سلم اللہ تعالیٰ میں ہے۔

الہی بھرمت

خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا اسم شریف عبد اللہ بن عثمان بن عامر ہے۔ اور والد محترمہ کا نام سلی بنت صمر ہے۔ آپ کا نسب شریف ساتویں پشت میں حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ ولادت باسعادت مام الفیل سے دو سال چار ماہ بعد ہوئی۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے زیادہ افضل ہیں۔ تریسٹھ سال کی عمر میں ۲۳ جمادی الاخریٰ ۳ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ قبر شریف مرقہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متصل ہے۔

علی ساکنہ الف الف تحیات

الہی بھرمت

صاحب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت سلمان فارسی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی کنیت ابو عبد اللہ، آپ کو سلمان بن اسلام، اور سلمان خیر بھی کہتے ہیں۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے متعلق ارشاد فرمایا: "سلمان مٹا اہل البيت"۔ سلمان

ہمارے اہل بیت میں سے ہیں۔

فارس سے ہجرت کر کے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ جلیل القدر صحابی اور اصحاب صفہ میں سے ہیں۔ باوجود شرف صحبت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے، آپ نے طریقت کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا۔ اور سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت سے بھی فیض حاصل کیا۔ ۶۳ھ کو ہجر دو سو پچاس سال اور بقول دیگر تین سو پچاس سال مدائن میں وفات پائی۔

الہی بھرمت

حضرت قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حضرت قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کبار تابعین میں سے ہیں۔ آپ کا شمار مدینہ منورہ کے سات بڑے فقیہوں میں ہوتا ہے۔ آپ نے اپنی پھوپھی حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تربیت حاصل کی۔ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیض حاصل کیا۔

چوبیس جمادی الاولیٰ ۱۸۰ھ میں وفات پائی۔

آپ کا مزار مبارک مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع ہے۔

الہی بحرمت

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی کنیت "ابو عبد اللہ" اسم گرامی "جعفر" اور لقب "صادق" ہے۔ آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے:

امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام علی زین العابدین بن امام حسین بن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

آپ علوم ظاہرہ و باطنہ میں بے مثال اور اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔ علم باطن میں آپ کا انتساب اپنے نانا حضرت قاسم بن محمد سے ہے۔ آپ کے صدق مقال کی بنا پر صادق کہا جاتا ہے۔ بروز پیر ۱۳ ربیع الاول ۸۰ھ میں آپ کی ولادت ہے۔ اور ۱۵ رجب ۱۴۸ھ بروز پیر بمر ۱۸۰ھ سال آپ کی وفات ہے۔ آپ کا مزار پُر انوار جنت البقیع شریف میں واقع ہے۔

امام مالک، امام ابو حنیفہ، یحییٰ بن سعید، ابن جریر، محمد بن اسحاق، موسیٰ بن جعفر، سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کے شاگرد ہیں۔

الہی بحرمت

سُلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا لقب سلطان العارفین، اسم گرامی طیفور بن میمن بن آدم ہے۔ اصلی وطن بسطام ہے۔ آپ کے دادا رئیس بسطام تھے۔ اور

آتش پرستی ترک کر کے اسلام قبول کیا۔ آپ کی ولادت ۱۳۶ھ میں ہے روحانی تربیت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کی۔ آپ مادر زاد ولی اللہ تھے۔

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ: "بایزید درمیان ماچوں جبرائیل است درمیان ملائکہ" یعنی حضرت بایزید ہمارے درمیان اس طرح ہیں جیسے کہ جبرائیل علیہ السلام ملائکہ کے درمیان ہیں۔

آپ کی وفات ۱۴ شعبان ۲۰۲ھ میں ہوئی۔ آپ بسطام میں مدفون ہوئے۔

الہی بحرمت

حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ کا اسم گرامی علی بن جعفر بن سلمان ہے۔ "قزوین" کے نواح میں بستی "خرقان" آپ کی جائے پیدائش ہے۔ آپ کو بطریق اویسییت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نسبت حاصل ہے۔ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز کی وفات کے بہت عرصہ بعد آپ کی ولادت ہوئی۔

آپ غوثِ زمانہ اور قطبِ وقت تھے۔ آپ کا فرمان ہے کہ: "میں نے چالیس سال سے روٹی نہیں پکوائی۔ البتہ مہمانوں کے واسطے پکواتا ہوں اور ان کے طفیل کھا رہا ہوں۔" آپ کا سرنام

ہے کہ: "اگر تمام جہان کا لقمہ بنا کر مہمان کے منہ میں دے دیا جائے
پھر بھی اس کا حق ادا نہ ہوگا۔"
آپ کی وفات ۳۴۸ھ میں شب عاشورہ "خرقان" کے
مقام پر ہوئی۔

الہی بحرمت

حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانی رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ کا اسم گرامی "علی" ہے۔ آپ اپنے زمانہ میں قطب
ربانی و عارف سبحانی تھے۔ آپ کا وصال مبارک ۳۵۵ھ میں ہوا۔
آپ کو دو طریق سے نسبت حاصل ہے۔ ایک نسبت آپ کے
حضرت ابو الحسن خرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے، اور دوسری نسبت آپ کے
شیخ ابو عثمان مغربی سے ہے۔ ان کو ابو علی کاتب سے، ان کو ابو علی
رود باری سے اور ان کو حضرت جنید بغدادی رحمہم اللہ تعالیٰ سے
تا آنکہ یہ سلسلہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔

الہی بحرمت

حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ کا اسم مبارک "فضیل" بن محمد ہے۔ مضافات "طوس"
میں "فارمد" ایک بستی ہے، جس میں ۳۳۳ھ میں آپ کی ولادت

ہوئی۔ آپ خراسان کے شیخ الشیوخ ہیں اور حجتہ الاسلام امام غزالی
رحمہ اللہ تعالیٰ کے پیرو مرشد ہیں۔ آپ کو بھی تصوف میں دُرّو
طرف سے انتساب حاصل ہے۔ ایک حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی
رحمہ اللہ تعالیٰ سے اور دوسرا حضرت شیخ المشائخ ابوالحسن خرقانی
قدس سرہ العزیز سے بطریق اویسیت ہے۔

آپ کی وفات شریف چار ربیع الاول ۳۵۵ھ کو ہوئی۔

الہی بحرمت

حضرت یوسف ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ کی کنیت "ابویعقوب" اور آپ کے والد ماجد کا اسم
گرامی "ایوب" ہے۔ آپ اصل میں ہمدان کے رہنے والے تھے۔ اور
سالہا سال کوہ آذر میں مقیم رہ کر ریاضت فرمائی۔
آپ کی ولادت ۳۴۰ھ میں اور وفات ۳۵۳ھ یا ۳۵۵ھ میں
ہوئی۔ اصفہان، بغداد، عراق، خراسان اور سمرقند و بخارا آپ کے انوار
ولایت سے منور ہوئے۔ آپ کا مزار مبارک "مرد" قباۃ ہرّات میں ہے۔

الہی بحرمت

حضرت خواجہ عبدالحق غجدانی رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ کی جائے پیدائش "غجدوان" ہے، جو کہ بخارا سے متصل

ایک قصبہ ہے۔

آپ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی عبد الجلیل ہے اور بعض کے نزدیک آپ کے والد ماجد کا نام عبد الجلیل ہے۔ جو کہ مشہور اولیاء کرام میں سے ہیں۔ آپ حضرت خضر علیہ السلام کی صحبت میں رہتے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے امام عبد الجلیل کو بشارت دی کہ آپ کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کا نام عبدالحق رکھنا۔ اس کو ہم اپنی فرزندی میں لیں گے اور اپنی نسبت سے بہرہ مند کریں گے۔

آپ کے پیرسبقت حضرت خضر علیہ السلام ہیں اور پیر صحبت حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ آپ اتباع سنت و اجتناب بدعت پر سختی سے عمل پیرا تھے۔ آپ کے کلمات قدسیہ میں سے آٹھ کلمے ایسے ہیں جن پر طرق خواجگان کی بنا موقوف ہیں۔ وہ یہ ہیں :

- ① ہوش در دم ② نظر بر قدم ③ سفر در وطن ④ خلوت در انجمن ⑤ یاد کرد ⑥ بازگشت ⑦ نگاہ داشت ⑧ یادداشت ۔
- ۱۲ ربیع الاول ۹۵۵ھ آپ کی وفات شریف ہے۔ مزار مبارک نجد ان میں ہے۔

الہی بحرمت

حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ یکتائے روزگار اور مقبول بارگاہ پروردگار تھے۔ حضرت

خواجہ عبد الحاق نجدوانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کبار خلفاء میں سے ہیں۔ آپ ہی کی ذات سے فیض باطن حاصل کیا۔ اور مسند خلافت و ارشاد پر بیٹھ کر پورے عالم کو اپنے انوار سے منور کیا۔ آپ کی جائے ولادت و مدفن ”ریوگر“ ہے۔ جو کہ بخارا سے متصل ہے۔ ۱۰۶۶ھ کو عالم ملکوت کی طرف کوچ فرمایا۔

الہی بحرمت

حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ کا مولد شریف انجیر فغنہ ہے جو کہ ولایت بخارا کا ایک موضع ہے۔ آپ اکمل و افضل خلفاء حضرت خواجہ ریوگری ہیں۔ حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمہ اللہ تعالیٰ کا جب آخری وقت آیا تو آپ نے ان کو اپنا خلیفہ بنایا اور دعوت غلق کی اجازت دی۔ آپ ”دامتینی“ میں مقیم رہے۔ آپ نے حسب مقتضائے مصلحت سائنکین ذکر بالجہر شروع فرمایا۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے جس نے ذکر بالجہر شروع کیا وہ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی تھے۔

آپ نے ۱۰۷۱ ربیع الاول ۹۵۱ھ میں وفات پائی۔ آپ کی خانقاہ مبارک ”دامتینی“ میں واقع ہے۔ جو کہ بخارا سے نو میل کے فاصلہ پر ہے۔

الہی بھرمت

حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ تعالیٰ

آپ کا نام نامی "علی" لقب "عزیزان" ولادت گاہ "رامیتن" ہے۔ جب حضرت خواجہ محمد انجیر فغوی کا وقت اجل قریب پہنچا تب آپ نے حضرت خواجہ علی رامیتنی کو خلافت سپرد فرمائی۔ اور اپنے تمام مُریدین ان کے حوالے فرمائے۔ آپ حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے۔ اور انہی کے اشارہ سے حضرت خواجہ محمد کے مُرید ہوئے۔ آپ قطبِ وقت تھے اور حنفی المذہب تھے۔ آپ نے اس طریقہ عالیہ کو عجیب طریقے سے رواج دیا۔ وفات ۲۸ ذی قعد ۱۰۵۵ھ اور مدفن نوارزم ہے۔

الہی بھرمت

حضرت خواجہ محمد بابا ساسی رحمۃ اللہ تعالیٰ

حضرت خواجہ محمد بابا ساسی رحمۃ اللہ تعالیٰ اہل اصحاب و افضل خلفاء حضرت عزیزان میں سے تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت عزیزان نے آخری وقت میں حضرت بابا ساسی کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا اور جملہ مُریدین کو ان کی متابعت اختیار کرنے کا حکم دیا۔ جب بھی آپ کا گزر قصر ہندوان سے ہوتا تو آپ فرماتے

کہ اس خاک سے ایک مرد خدا کی خوشبو آتی ہے۔ عنقریب قصر ہندوان، قصر عارفان بن جائے گا۔

ایک مرتبہ پھر تشریف لائے تو فرمایا: معلوم ہوتا ہے وہ مرد پیدا ہو گیا ہے۔ اس وقت حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کو پیدا ہوئے تین دن گزرے تھے۔

چنانچہ حضرت نقشبند کے جد امجد آپ کو لے کر حضرت بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھ کر بابا صاحب نے فرمایا کہ یہ وہی مرد ہے جس کی خوشبو مجھ کو آیا کرتی تھی۔

بابا صاحب نے اپنے خلیفہ سید امیر کلال سے فرمایا کہ اس کو میں نے اپنی فرزندگی میں قبول کیا۔ لہذا میرے اس فرزند کی تربیت میں کمی نہ ہونے دیں۔ شاہ صاحب نے عرض کی کہ میں اس کی تربیت میں ہرگز کوتاہی نہ کروں گا۔

۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۰۵۵ھ میں آپ نے وفات پائی۔ قریہ ساس جو مضافات رامیتن میں سے ہے، وہیں آپ کی آخری آرام گاہ ہے۔

الہی بھرمت

حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ

حضرت سید امیر کلال، حضرت سید محمد بابا ساسی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے اجلہ خلفاء میں سے ہیں۔ آپ علم شریعت، طریقت و حقیقت و

معرفت میں اپنے زمانہ کے تمام اولیاء سے گوئے سبقت لے گئے اور شرفِ سیادت سے مشرف تھے۔ آپ مقتداۓ عصر، اور راہنمائے دہر تھے۔ آپ خود کسبِ زراعت فرماتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب سید امیر کلال میرے پیٹ میں تھے، اس وقت اگر کبھی مشتبہ لقمہ کھا لیتی تو پیٹ میں درد پڑ جاتا، تا وقتیکہ قے نہ کر لیتی آرام نہ آتا۔ ۱۱ جمادی الاخریٰ ۱۲۸۶ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ مزار مبارک قصبہ "سوخار" میں ہے جو رامپتن کے مضافات میں ہے۔

الہی بحرم

خواجہ خواجگان پیر پیران حضرت سید بہاؤ الدین نقشبند بخاری

رحمۃ اللہ تعالیٰ

آپ کا اسم شریف محمد بن محمد بخاری ہے۔ بظاہر آپ کا انتساب حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ اور درحقیقت خواجہ عبدالحق غجدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے اویسی طریقہ پر آپ نے تربیت حاصل کی ہے۔

بہت کم حضرات ولایت کے ان مراتب و مقامات پر پہنچتے ہیں جن پر حضرت خواجہ نقشبند فائز تھے۔

سکہ کہ در یثرب و بطحا زدند

نوبت آنسر بہ بخارا زدند

آپ حسینی سادات میں سے ہیں۔ ولادت شریف ۱۲۸۵ھ میں، اور وصال شریف تین ربیع الاول ۱۳۹۱ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار شریف قصر عارفان میں ہے، جو بخارا سے متصل ہے۔

الہی بحرم

حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ

آپ اکبر خلفاء حضرت خواجہ نقشبند ہیں۔ حضرت خواجہ نے اپنی حیات مبارکہ میں اپنے اکثر مریدین کو آپ کے سپرد فرمایا۔ آپ خلیفہ اول، نائب اور داماد بھی ہیں۔

بچپن ہی سے تصوف کے دلدادہ تھے۔ حصول تعلیم کے بعد حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شرف بیعت حاصل کیا۔ اور عرصہ قلیل میں مقام کمال تک پہنچ گئے۔ حضرت خواجہ نقشبند نے آپ کو بشارت دی تھی کہ تمہاری مزار شریف کے ارد گرد ساٹھ فرسخ تک چٹنی قبریں ہوں گی ان کی شفاعت کا تمہیں اذن دیا جائے گا۔

۲۰ رجب ۸۹۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ اور مزار مبارک

"توجقانیاں" میں ہے۔

○

الہی بحرمت

حضرت مولانا یعقوب چرخي رحمۃ اللہ تعالیٰ

آپ کی ولادت موضع "چرخ" میں ہوئی، جو غزنی کے توابع میں سے ہے۔ آپ کو اگرچہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ سے اجازت حاصل ہے۔ مگر آپ نے روحانی تکمیل حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار کے ہاں فرمائی۔ آپ سلسلہ عالیہ کے رکن رکین ہیں، آپ کے وجود باوجود کی برکتوں سے اس سلسلہ مقدسہ نے عظیم شہرت و قبولیت حاصل کی۔
تاریخ وفات ۵ صفر ۸۵۵ھ۔ مزار مبارک "بلغنون" میں ہے، جو کہ "حصار شادمان" کے نزدیک ہے۔

الہی بحرمت

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ

آپ کا لقب ناصر الدین احرار (حر کی جمع) ہے۔ چونکہ آپ کا اسم گرامی "عبید اللہ" ہے۔ اور "عبید" میں تصغیر ہے، اس کے مدارک کے لیے آپ کا لقب احرار بن گیا۔
آپ کی ولادت باسعادت ماہ رمضان ۸۰۶ھ میں تریہ یاغستان میں ہوئی جو توابع تاشقند میں سے ہے۔
آپ قطب وقت ہیں اور نویں صدی کے مجدد ہیں۔

نسباً فاروقی، مذہباً حنفی اور مشرباً نقشبندی ہیں۔ آپ کا فرما ہے کہ: "مجھے سنت کی اشاعت کرنے اور بدعت کو مٹا دینے کے لیے مامور کیا گیا ہے۔"

آپ نے نفاس کے ایام میں چالیس دن تک اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نہیں پیا۔ آپ کے جد امجد خواجہ شہاب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ نے وصال کے وقت سب پوتوں کو الوداع کے لیے بلایا۔ اور آپ کے متعلق فرمایا کہ: "اس فرزند کے متعلق مجھے بشارت نبوی ملی ہے کہ یہ پیر عالمگیر ہوگا۔"
۲۹ ربیع الاول ۸۸۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ مزار مبارک سمرقند میں ہے۔

الہی بحرمت

حضرت خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ

آپ یکتائے روزگار اور ترک و تجرید میں یگانہ عصر تھے۔ حضرت خواجہ احرار نے خود آپ کو بیعت سے سرفراز فرما کر تکمیل تک پہنچایا اور خرقہ خلافت عطا فرما کر اجازت سے مشرف فرمایا۔

آپ حضرت مولانا یعقوب چرخي رحمۃ اللہ تعالیٰ کے رشتہ داروں میں سے تھے۔ آپ کی وفات یکم ربیع الاول ۸۹۳ھ ہے۔ مزار مبارک موضع "دش" میں ہے جو حصار شادمان سے متصل ہے۔

الہی بحرم

حضرت خواجہ درویش محمد رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ پندرہ سال تک زہد و ریاضت میں مشغول رہے۔ بحالت تجرید و تفرید بغیر کھانے پیے ویرانوں میں رہا کرتے تھے، ایک دن بھوک سے لاچار ہو کر آسمان کی طرف منٹہ کیا تو حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اگر تجھے صبر و قناعت کی ضرورت ہے تو خواجہ محمد زاہد کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ، تاکہ تمہیں صبر و توکل حاصل ہو۔ پس آپ اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عمدہ تکمیل سے سرفراز ہوئے۔ اور اُن کے انتقال کے بعد بالاستقلال اُن کے نائب ہوئے۔

۱۹ محرم الحرام ۱۰۹۷ھ کو ان کی وفات ہوئی۔ مزار شریف موضع "اسفراء" مضافات شہر سبز ماوراء النہر میں واقع ہے۔

الہی بحرم

حضرت مولانا خواجگی امکنگی رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ حضرت خواجہ درویش محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرزندوں اور خلفاء میں سے ہیں۔ ظاہری و باطنی تعلیم و تربیت اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی۔ آپ قصبہ امکنگ میں جو کہ سمرقند کا

علاقہ ہے، سکونت رکھتے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۱۸ھ میں ہوئی۔ آپ طریقہ شریفیہ کے آداب کے نہایت پابند تھے۔ مختصرات و محدثات اور ہدایات سے اجتناب کرتے تھے حتیٰ کہ ذکر بالجہر سے بھی اجتناب فرماتے تھے۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ کے قدم بقدم چلتے تھے۔ آپ کی عمر شریف ۹۰ سال تھی۔ ۲۲ شعبان ۱۱۰۹ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ مزار مبارک قصبہ امکنگ میں ہے۔

الہی بحرم

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ کا نام "محمد باقی" لقب "رضی الدین"۔ خواجہ باقی باللہ کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت کابل میں ۱۰۷۵ھ میں ہوئی۔ والد کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب شیخ عمر یاغستانی تک پہنچتا ہے، جو کہ خواجہ احرار کے جدِ مادری تھے۔ ظاہری علوم مولانا صادق حلوانی، اور کمالات باطنی حضرت خواجہ احرار سے حاصل کیے۔ آپ کو ایسی نسبت حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔ اور بحکم بشارت ظاہری بیعت حضرت مولانا خواجگی امکنگی سے ہے۔ تین ماہ تک آپ کی صحبت سے فیض حاصل کیا اور دہلی پہنچ کر طالبان حق کا مرجع بن گئے۔

آپ کی عمر مبارک چالیس سال ہے۔ ۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۲۰۱ھ کو آپ کی وفات ہوئی۔ مزار مبارک دہلی شریف میں اجمیری دروازہ کی طرف ہے۔

إلہی بحرمت

امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی
رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ کا نام نامی شیخ احمد، والد بزرگوار کا اسم گرامی عبد الاحد تھا، سلسلہ نسب اٹھائیس واسطوں سے تیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکات تک پہنچتا ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت جمعہ کی رات نصف شب ۱۳ شوال ۱۰۹۹ھ کو ہوئی۔ آپ اعتقادات میں خود مجتہد تھے اور فروعات میں مذہب حنفی رکھتے تھے۔ اپنے والد ماجد اور دیگر علماء سے علم حاصل کر کے سیالکوٹ تشریف لائے۔ حضرت مولانا کمال کشمیری سے کتب معقول، اور شیخ یعقوب کشمیری سے حدیث کی سند حاصل کی۔ بعض تفاسیر اور احادیث کی اجازت قاضی سلول بدخانی سے پائی۔

اپنے بعض مخلص دوستوں سے حضرت خواجہ باقی باللہ کی تعریف سُن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور داخلِ طریقت ہو گئے عرصہ قلیل یعنی دو ماہ چند روز میں تمام نسبت نقشبندیہ بالتفصیل حاصل کی۔ آپ کے پیر و مُرشد نے آپ کے متعلق ارشاد فرمایا:

شیخ احمد ایک سورج ہے کہ ہماری مانند ہزاروں ستارے اس کے سائے میں گم ہیں۔

حضرت مجدد فرماتے ہیں کہ: جو شخص بھی مرد ہو یا عورت بالواسطہ یا بلاواسطہ قیامت تک میرے طریقہ میں داخل ہوگا سب کا نام و نسب و ولادت گاہ و مسکن مجھے بتادیا گیا ہے، اگر چاہوں سب کو بیان کر سکتا ہوں۔ اور یہ امر محقق ہے کہ ہزار سالہ مجدد اور سو سالہ مجدد میں اتنا ہی فرق ہے جتنا کہ سو اور ہزار میں۔

آپ کا وجود مسعود اللہ کی قدرت کا ایک نمونہ تھا۔ آپ کے ظہور کی بشارت ایک ہزار سال پیشتر خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ وصال مبارک ۲۸ صفر ۱۱۰۳ھ میں سرہند شریف کے مقام پر ہوا۔

إلہی بحرمت

عروة الوثقی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ کا اسم شریف محمد معصوم، کنیت ابو الخیرات، لقب مجدد الدین اور عروة الوثقی کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ حضرت امام ربانی کے تیسرے فرزند ہیں۔ ولادت دوشنبہ ۱۰ شوال ۱۰۹۹ھ میں ہوئی۔ تین سال کی عمر میں آپ توحید و جود کی باتیں

کرتے تھے۔ ایک مہینہ میں قرآن مجید حفظ کیا۔ سولہ سال کی عمر میں تمام علوم کی تحصیل فرمائی۔ گیارہ سال کی عمر میں ذکر اور مراقبہ کا طریقہ اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیا۔

حضرت مجدد فرماتے ہیں کہ نسبتوں کے حاصل کرنے میں محمد معصوم کا حال صاحب شرح وقایہ کی مانند ہے۔ جو کچھ اس کا واد تصنیف کرتا تھا وہ یاد کر لیتے تھے۔

آپ کی کرامت ہے کہ بچپن میں رمضان شریف کے مہینہ میں کبھی اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نہیں پیا۔

آپ کی وفات ۹ ربیع الاول ۱۰۹۵ھ کو ہوئی۔ مزار پاک سرہند شریف میں ہے۔ آپ نے "اسلام علیکم" کہتے ہوئے اپنی جان جان فزیر کے سپرد کی۔

الہی بحرمت

حضرت خواجہ شیخ سیف الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ قیوم زمان عروۃ الوثقی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ تعالیٰ کے پانچویں فرزند ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۰۵۵ھ کو شہر سرہند میں واقع ہوئی۔ نسبت باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی۔ آپ ابتدائے جوانی میں کامل و اکمل ہوئے۔ آپ شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رواج دینے اور طریقہ نجدیہ کی اشاعت میں سرگرم کوشش فرماتے اور بالمعروف و نہی عن المنکر پر پوری توجہ دیتے۔

آپ کی عمر شریف گیارہ برس کی تھی کہ والد ماجد نے آپ کو فناء قلب اور ولایت صغریٰ کی بشارت دی اور بلوغ کو پہنچنے سے پہلے فناء نفس اور ولایت کبریٰ کے مقام پر فائز ہوئے۔

۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۰۹۵ھ کو وفات پائی۔ مزار مبارک سرہند

میں ہے۔

الہی بحرمت

حضرت حافظ محمد حسن رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت ایک مشہور ولی اور حضرت عروۃ الوثقی کے خلیفہ تھے۔ آپ کے فیوض باطنی سے ہزاروں لوگ مستفیض ہوئے۔ ۱۲۱۹ھ میں آپ نے وفات پائی۔ آپ کا مزار پر انوار کشمیر میں ہے۔

الہی بحرمت

حضرت سید نور محمد بدایونی رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ حضرت سیف الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں اور کئی سال حافظ محمد حسن صاحب خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں رہ کر فیوض حاصل کیے۔ اور بڑے عالی حالات و

مقامات پر فائز ہوئے۔ آپ ہر وقت استغراق میں رہتے تھے اور پندرہ سال تک نماز کے وقت کے سوا ہوش میں نہیں آئے۔ اتباع شریعت میں اپنی مثال آپ تھے۔

ایک دن اتفاقاً بیت الخلاء میں پہلے دایاں پاؤں رکھ دیا۔ تین دن تک آپ کے باطن میں انقباض رہا اور بہت استغفار کرنے کے بعد رفع ہوا۔

کثرت مراقبہ سے آپ کی پیٹھ ٹیڑھی ہو گئی تھی۔ فرماتے تھے کہ تیس سال سے طبیعت کا تعلق طعام کی کیفیت چکھنے کی طرف نہیں رہا۔

۱۱۳۵ھ میں وفات پائی۔ مزار مبارک حضرت سلطان الاولیاء محبوب الہی کے جوار میں نواب مکرم خان کے باغ کے اندر ہے۔

الہی بحرمت

حضرت خواجہ شمس الدین حبیب اللہ مرزا مظہر جان جاناں شہید
رحمۃ اللہ تعالیٰ

آپ کا نام مبارک "جان جاناں" لقب شمس الدین حبیب اللہ اور تخلص "مظہر" ہے۔ آپ مرزا جان کے فرزند ہیں۔ آپ عالی نسب و علوی حسب تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت بروز جمعہ بوقت صبح ۱۱ رمضان المبارک ۱۱۳۵ھ میں ہوئی۔

آپ نے اٹھارہ سال کی عمر میں اس طریقہ شریفہ میں سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر نسبت احمدیہ کو اول سے آخر تک تمام کیا۔ ایک دن حضرت نے مرزا صاحب کو فرمایا کہ تمہاری معلومات و بشارات سب صحیح ہیں اگر کہو تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مرے تصدیق کرا دوں۔

چار شنبہ ۱۱۹۵ھ کو آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ تاریخ وصال اس رباعی سے ظاہر ہے: ۷
بست حدیث از پیغمبر صلی اللہ علیہ الاکبر
عاش حمیداً مات شیدا سال وفات مرزا مظہر

۱۱۹۵ھ آپ کی مزار مبارک شاہجان آباد دہلی میں چتلی قبر کے نزدیک موجود ہے۔ دروازے کے محراب پر یہ شعر کندہ ہے: ۷

بلوچ تربت من یافتند از غیب تحریر
کہ ایں مقتول راجز بے گناہی نیست تقصیر

الہی بحرمت

مجدد مائتہ ثالث عشر، نائب خیر البشر، مروج شریعت مصطفیٰ

حضرت مولانا عبد اللہ المعروف بشاہ سلام علی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

آپ کی ولادت ۱۱۵۸ھ آپ کا نسب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ آپ کے والد ماجد نے حضرت

علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا، وہ فرماتے ہیں کہ بچے کا نام علی رکھنا، چنانچہ تولد کے بعد آپ کا نام "علی" رکھا گیا۔ لیکن جب آپ سن تیز تک پہنچے تو ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنا نام "غلام علی" مشہور کر دیا۔

آپ کے عم بزرگوار نہایت ہی خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ انہوں نے بحکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا نام "عبداللہ" رکھا۔

۱۱۸ھ میں بائیس سال کی عمر میں آپ حضرت مرزا جان جاناں رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت مرزا صاحب نے آپ کو بیعت کر لیا اور طریقہ مجددیہ کی تلقین فرمائی۔ آپ کے والد شریف کا اسم گرامی "سید عبد اللطیف" تھا۔ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ اعظمیہ میں شاہ ناصر الدین قادری کے مرید تھے۔ ۱۷۸ھ میں آپ حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور پندرہ سال تک آپ کی خدمت میں رہ کر فیوضات باطنی حاصل کیے۔ اور جمیع طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے مقامات طے کیے۔ اور آپ کے اعظم خلیفہ بن گئے۔ آپ سے اس قدر فیض جاری ہوا کہ شاید مشائخ میں سے کسی سے جاری ہوا ہو۔ کابل، بلخ، بخارا، بغداد، عرب، اور روم تک آپ کے خلفاء پہنچ گئے۔

بعض لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر۔ بعض دیگر بزرگان دین کے فرمان کے مطابق۔ اور بعض لوگ خود آپ کو خواب میں دیکھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

مولانا خالد رومی باشارہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ

سے دہلی تشریف لائے۔ اور نو ماہ تک آپ کی خدمت میں رہ کر اجازت و خلافت سے مشرف ہو کر ملک روم کو واپس چلے گئے وہاں اُن سے اس قدر فیض جاری ہوا، اور اتنی مقبولیت ہوئی کہ گویا وہاں کی سلطنت ہی آپ سے متعلق ہو گئی۔

آپ کا فرمان ہے کہ "طریقہ مجددیہ میں فیض کے چار دریا جاری ہیں۔ نقشبندیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ آپ کی وفات شریف ۲۲ صفر ۱۲۳۹ھ میں ہوئی۔ آپ کی مزار شریف دہلی میں اندرون خانقاہ شریف، اپنے پیر روشن ضمیر کے پہلو میں ہے۔

والفی بحزمت

غوث آوان قطب زمان حضرت شاہ ابوسعید احمدی
رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ فرزند ارجمند ہیں حضرت صفی القدر بن عزیز القدر بن حضرت محمد عیسیٰ بن حضرت سلطان الاولیاء شیخ سیف الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کے۔

آپ کی ولادت مصطفیٰ آباد عرف رام پور کے مقام پر ۲ ذیقعدہ ۱۱۹۶ھ میں ہوئی۔ آپ حافظ قاری حاجی اور محدث تھے۔ آپ کی پہلی بیعت حضرت شیخ درگاہی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ہے جو کہ حضرت شاہ جمال اللہ کے خلیفہ تھے، اور وہ شاہ قطب الدین

کے خلیفہ تھے، اور وہ حضرت خواجہ محمد زبیر رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ تھے آپ نے ان سے نسبت قادریہ حاصل کی اور خلافتِ خاصہ سے سرفراز کیے گئے۔

بعد حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اُن کو اپنی مسند پر بٹھایا اور اپنا خلیفہ اعظم بنایا۔ مشرق و مغرب کے لوگ حصولِ فیوض و برکات کی غرض سے آپ کے حضور حاضر ہوتے۔

اپنے پیر بزرگوار کی وفات کے دس سال بعد ۱۲۳۹ھ میں عازمِ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً ہوئے۔ اور ہزارہا فتوحات و فیوضات کے ساتھ وطن واپس تشریف لائے۔ راستہ ہی میں آپ کو تکلیف ہو گئی۔

۲۲ رمضان شریف کو شہر ٹونک میں داخل ہوئے۔ وہاں آپ کا مرض روز بروز بڑھتا گیا، حتیٰ کہ آٹھ دن کے بعد ظہر و عصر کے درمیان بروز شنبہ عید الفطر ۱۲۵۰ھ کو اس جہانِ فانی سے رحلت فرمائی۔ غسل اور جنازہ کے بعد آپ کے فرزند اوسط شاہ عبدالغنی نے آپ کے جسدِ مبارک کو صندوق میں رکھا اور چالیس دن کے بعد دہلی میں لاکر حضرت شاہ صاحب کے پہلو میں دفن کیا۔

الہی بحرمت

غوثِ آوان، محبوبِ رحمن، حافظِ قرآن، وسیلتنا الی اللہ المجید حضرت شاہ احمد سعید احمدی رحمہ اللہ تعالیٰ

اسم مبارک "احمد سعید" لقب "سراج الاولیاء" اور کنیت "ابوالمکالم" آپ حضرت شاہ ابوسعید رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرزندِ اکبر ہیں۔ اور حضرت شاہ غلام علی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت یکم ربیع الاول ۱۲۱۱ھ کو رام پور میں ہوئی۔ دس سال کی عمر میں حضرت قبد شاہ صاحب سے بیعت کی۔ اکثر کتب تصوف و کتب حدیث شریف حضرت شاہ صاحب سے پڑھیں۔ جب آپ کی عمر شریف بیس سال کی ہوئی تو تمام علوم معقول و منقول کی تحصیل سے فارغ ہو چکے تھے۔

والد بزرگوار کے انتقال کے بعد حضرت قبد شاہ صاحب کی مسندِ ارشاد پر بیٹھے۔ آخر ۱۲۴۳ھ میں تمام اہل و عیال سمیت دہلی سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ سلما اللہ میں اقامت فرمائی۔

اس شہر محبوب میں آپ نے طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی خوب ترویج و اشاعت فرمائی۔ ہزاروں لوگوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر جامِ معرفت نوش کیے۔

جب آپ کی عمر شریف ساٹھ سال کی ہوئی تو سخت بخار اور اسہال سے بیمار ہو کر ۳ ربیع الاول ۱۲۴۷ھ میں واصلِ بحق ہوئے۔

حسب وصیت جنت البقیع شریف میں سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبہ شریف سے قبلہ شریف کی جانب مدفون ہوئے۔ اٹھائیس سال تک آپ مسند ارشاد پر جلوہ افروز رہے۔

اللہ بحرمت

حاجی الحرمین الشریفین، مقبول رب المشرقین والمغربین

وَسَيَلْتُنَا إِلَى اللَّهِ الصِّدِّ

حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ثم دامانی

رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ افغان یوسف زئی قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ "قندھار" کے علاقہ میں پیدا ہوئے۔ بلاد عراق میں نشوونما پائی۔

آپ علوم و فنون میں شہرہ آفاق تھے۔ بچپن ہی میں بزرگی و کرامات کی علامات آپ کی پیشانی میں جلوہ گر تھیں۔ آپ کی عبادت اور خرقہ عادات کی شہرت دور دور تک پہنچ چکی تھی۔

سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی آپ نے حقائق ملکوت کو مسخر کر لیا تھا۔ یکٹے زمانہ ہونے کے باعث خاص و عام میں قبولیت عامہ حاصل کر چکے تھے۔ جب آپ فرد و حمید حضرت شاہ احمد سعید مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو اپنی استعداد و صلاحیت اور شیخ فیاض کی صحبت سے تمام مشہور سلاسل میں خلافت عظمیٰ کا شرف حاصل کیا اور خلق خدا

کے لیے فیوض و برکات کے ذریعے کھول دیے۔

حضرت شاہ احمد سعید رحمہ اللہ تعالیٰ نے بوقت ہجرت حاجی صاحب کو اپنا جانشین مطلق بنا کر تمام املاک منقولہ، غیر منقولہ خانقاہ شریف کتب خانہ اور مریدین ہند و خراسان آپ کے حوالہ کیے۔ اور اس سلسلہ میں اپنے مبارک ہاتھوں سے فرمان بھی تحریر فرمایا۔ آپ کی ولادت ۱۲۱۶ھ اور وصال مبارک ۱۲۸۳ھ شوال ۱۲۸۳ھ میں ہوا۔ آپ کی خانقاہ شریف موسیٰ زئی شریف میں کوہ سلیمان کے دامن میں واقع ہے۔

اللہ بحرمت

حاجی الحرمین الشریفین، قتیوم زمان، قطب الاولیاء

سیدی و مرشدی، مقبول بارگاہ سبحانی

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی

رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت خواجہ محمد عثمان بن ملا موسیٰ جان بن ملا عبد الحکیم بن ملا عبد الکریم بن ملا شمس الدین اچکزئی قندھاری رحمہم اللہ تعالیٰ کی ولادت باسعادت ۱۲۴۴ھ کو موضع "لونی" تحصیل بکلاچی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں واقع ہوئی۔ موضع "لونی" خانقاہ شریف موسیٰ زئی شریف سے دس میل کے فاصلہ پر کوہ سلیمان کے دامن میں واقع ہے۔

آپ نے نظم اور صرف و نحو کی تعلیم مختلف اساتذہ سے حاصل کی۔ فقہ کی چند کتابیں ڈیرہ اسماعیل خان میں پڑھیں۔ کتب اصول کی تعلیم "چودھواں" میں حاصل کی۔ آپ کے ماموں مولانا مولوی معز الدین صاحب، حضرت حاجی صاحب کے خلفاء میں سے تھے۔ چنانچہ حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب اپنے ماموں کی وساطت سے حضرت قبلہ حاجی صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔

بیعت ہونے کے بعد علم حدیث اپنے پیر روشن ضمیر سے پڑھا۔ اٹھارہ سال چار ماہ تیرہ روز اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر رہ کر فیوض باطنی سے مستفیض ہوئے۔ اور طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے تمام مقامات طے فرمائے۔

اگرچہ حضرت قبلہ حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہزاروں باکمال اور پاک باطن خلفاء تھے، لیکن حضرت قبلہ حاجی صاحب نے تمام خلفاء میں سے حضرت خواجہ محمد عثمان رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنا خلیفہ مجاز اور جانشین مطلق مقرر فرمایا۔ اور اپنا نائب مناب منتخب فرما کر سب کچھ ان کے سپرد کر دیا۔

خراسان، دامان، ہند، ہندھ اور بلاد پنجاب کے ہزاروں انسان آپ کی ذات بابرکات سے فیض یاب ہوئے۔ انیس سال دو ماہ مندر ارشاد پر جلوہ فگن رہ کر طریقہ عالیہ کی خوب ترویج و اشاعت فرمائی۔

۲۲ شعبان ۱۳۱۳ بروز سہ شنبہ بوقت اشراق آپ نے وفات پائی۔ مزار شریف خانقاہ شریف موسیٰ زئی شریف میں اپنے مرشد کے پہلو میں ہے۔

الہی بحرمت

زائر المکانین المتبرکین، واقف اسرار الہیہ، کاشف رموز لامتناہیہ، قدوة الواصلین

حضرت خواجہ محمد شراج الدین

رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ حضرت خواجہ محمد عثمان رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرزند ارجمند ہیں آپ کی ولادت ۱۵ محرم ۱۲۹۶ بروز پیر بوقت اشراق ہوئی۔

آپ نے قرآن مجید مکمل شاہ محمد صاحب اخوند چودھواں ولے سے پڑھا۔ نشر، نظم فارسی، علم صرف، نحو، منطق، عقائد، معانی، قرأت اور فقہ جناب مولانا مولوی محمود شیرازی صاحب سے حاصل کیے۔ تصوف کی تمام کتابیں اپنے والد ماجد رحمہ اللہ تعالیٰ سے پڑھیں۔ تمام علوم کی تکمیل کے بعد ۱۳ جمادی الاول ۱۳۱۳ کو بوقت صبح حضرت قبلہ حاجی صاحب کے مزار مبارک پر ختم قرآن مجید کے بعد دیر تک دُعا مانگی گئی اور اختتام پر خود حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دست مبارک سے آپ کے سر پر دستِ فضیلت باندھی۔ اور ہر طرف سے مبارکباد کی صدائیں آنے لگیں۔

۷ ربیع الاول ۱۳۱۳ کو حضرت خواجہ محمد عثمان رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حیات میں ان کو حلقہ کرنے کا حکم دیا۔

آپ نے حضرات کبار کے ختم سے فارغ ہو کر مراقبہ منریا درویشوں اور زائرین کو توجہ دی جس سے بہت تاثیرات ظاہر ہوئیں۔ آپ مسندِ رشد و ہدایت پر ۲۲ شعبان ۱۳۱۳ھ کو رونق افروز ہوئے اور غنی خدا کو اپنے فیوضات سے مالا مال کیا۔
۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ مزارِ مبارک اپنے والد ماجد رحمہ اللہ تعالیٰ کے پہلو میں موسیٰ زئی شریف میں موجود ہے۔

إلهی بحرمات

قُدوة المَحَقِّقِین، فخر المَدَقِّقِین، الفانی فی اللہ والْباقِ
باللہ، واقف رموز متشابہات قرآنی، قائم مقام قیوم ربّانی
شیخی وامامی وسیلتنا الی ذی المنن

حضرت خواجہ حاجی غلام حسن رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ کی ولادت ڈگر سواگ تھل جو قصبہ کرور سے تین میل کے فاصلہ پر ہے میں ہوئی۔ بچپن ہی میں آپ سایہ پدری و مادری دونوں سے محروم ہو گئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال فضل و کرم سے آپ کی تربیت فرمائی۔
آپ نے علماء زمان سے مکمل علم دین حاصل کیا۔ علوم دینیہ کی تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد قطبِ زمان، قیومِ دوران، حضرت

خواجہ محمد عثمان رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر شرفِ بیعت حاصل کیا۔ نو سال کا عرصہ اپنے پیر بزرگوار کی خدمت میں رہ کر علوم باطنی کی تحصیل فرمائی۔ اور آپ سے اجازت و خلافت حاصل کر کے وطن واپس تشریف لائے۔ اور لوگوں کو وعظ و نصائح کے ذریعہ اتباعِ شریعت کی ترغیب دینے لگے۔ حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں آمد و رفت رہی۔ اور غلامی و خدمت کا آپ نے حق ادا کر دیا اور آپ نے سلسلہ عالیہ کی اشاعت اس طرح فرمائی جس کی مثال نہیں ملتی۔

۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ کو بعد از نمازِ عشاء دارِ فنا سے دارِ بقاء کی طرح انتقال فرمایا۔ مزارِ مبارک حسن آباد شریف تھل ضلع لیہ میں زیارت گاہِ خلق ہے۔

إلهی بحرمات

قُدوة الاصفیاء حضرت ثانی لامانی خواجہ غلام محمد سواگوی رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرزند ارجمند اور حضرت خواجہ غلام حسن صاحب پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کے پوتے ہیں۔ حضرت خواجہ غلام حسن رحمہ اللہ تعالیٰ کو آپ سے بڑی محبت تھی۔ اب سفر و حضر میں حضرت ثانی صاحب کو ساتھ

باب ہشتم

اصطلاحات و مراقبات

رکتے۔ تمام کتب متداولہ پڑھیں۔ اور تکمیل حضرت مولانا عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ سے فرمائی۔ ظاہری علوم سے فراغت کے بعد حضرت پیر سواگ نے آپ کو ولایت کبریٰ تک تدریجاً سبق عطا فرمائے اور ۱۳۵۶ھ میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر آپ کی رسم دستار بندی ہوئی۔

حضرت ثانی صاحب نے حضرت پیر سواگ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد آپ کے تبلیغی مشن کو نہ صرف جاری رکھا بلکہ اس میں اور زیادہ شان و شوکت پیدا فرمائی۔

۱۳ محرم ۱۳۸۲ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ مزار مبارک حضرت پیر سواگ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے روضہ شریف کے اندر موجود ہے۔

مقام اور مراقبات بیان کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ حضرات خواجگان نقشبندیہ مجددیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اصطلاحات مختصراً بیان کیے جائیں تاکہ برادران طریقت کو سلوک حاصل کرنے میں آسانی ہو جائے۔ وباللہ التوفیق نعم المولى ونعم النصير

اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال قدرت سے انسان کی ترکیب دس لطائف سے فرمائی ہے۔ پانچ لطائف عالم امر سے ہیں اور پانچ لطائف عالم خلق سے ہیں۔

عالم امر کے لطائف یہ ہیں: قلب، روح، سر، جگر، آنکھ۔
 عالم خلق کے لطائف یہ ہیں: نفس، خاک، باد، آب، آتش۔
 "لطائف امر" وہ ہیں جو کہ ماضی امر "کن" سے پیدا ہوئے ہیں۔
 "لطائف خلق" وہ ہیں جو بتدریج پیدا ہوئے۔

- **تصوف**: نفسانی خواہشوں سے پاک ہونا، صرف اللہ کی طرف رجوع ہونا "تصوف" ہے۔
- **صوفی**: "صوفی" وہ ہے جو اپنا خیال اپنے قلب کی طرف رکھے، اور اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کو اس میں نہ آنے دے۔
- **سلوک**: اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا "سلوک" ہے۔

○ **فقیر:** "فقیر" وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کا محتاج نہ ہو۔

○ **ذکر و فکر:** ابتدائے سلوک میں "ذکر" ہوتا ہے۔ اور انتہائے سلوک میں "فکر" ہوتا ہے۔

○ **مُراقبہ:** مبدیٰ فیض (فیاض) سے فیض کا انتظار کرنا "مُراقبہ" کہلاتا ہے۔

○ **تکمیل لطائف:** جب سالک کو اس "لطیف" کا ذکر جو وہ کر رہا ہے فنا ہو جائے، یعنی محسوس نہ ہو تو یہی اس لطیف کی تکمیل کا درجہ ہے۔

○ **تکمیل مُراقبہ:** کیفیت مُراقبہ کا فنا ہونا تکمیل مُراقبہ ہے۔

○ **جذبہ:** اللہ تعالیٰ کی تجلی کی طرف دل کے متوجہ ہونے کا نام "جذبہ" ہے۔ یعنی جب جذبہ الہی کسی کو اپنی طرف کھینچتا ہے تو یہ جذبہ الہی یا تو "بالواسطہ" ہوتا ہے جس کو "جذب مطلق" یعنی "اجتبا" کہتے ہیں۔ اور یا جذبہ "بالواسطہ" ہوتا ہے۔

جذبہ کی پھر دو اقسام ہیں:

① عبادت کے ذریعہ سے جذبہ الہی پیدا ہو۔ یا

② شیخ کامل کی صحبت سے جذبہ الہی پیدا ہو۔

لیکن جو جذبہ الہی بذریعہ عبادت پیدا ہو اس کو "ثمرہ عبادت" کہتے ہیں۔ اگرچہ برکات عبادت سے قوت و وسعت اور

اقربیت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن تکمیل مقامات سلوک یعنی ایک مقام سے دوسرے مقام تک: "ولایت صغریٰ" سے "ولایت کبریٰ" تک: پھر "ولایت علیا" اور "کمالات نبوت" تک درجہ بدرجہ ترقی نہیں ہو سکتی۔

اور جو جذبہ الہی کہ شیخ کامل کی صحبت سے حاصل ہو اس کو "تاثیر شیخ" کہتے ہیں۔ اور یہی جذبہ موجب ترقی مقامات ہے: اکثر حضرات اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سلوک کو "جذبہ" پر مقدم خیال فرمایا ہے۔ اور ایسے سالک کو "سالک مجذوب" کہتے ہیں۔

اور "سالک مجذوب" کی ابتدائی "سیر" کو "سیر آفاقی" کہتے ہیں۔ اور یہ "سیر" دور دراز کی ہوتی ہے۔ انتہائے سیر کے مقام تک پہنچنے سے پہلے اگر سالک مجذوب دُنیا سے رُحلت کر گیا تو ناکام رہا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال فضل و کرم سے سلطان العارضین برہان الواصلین، مرہم ناسور دل درد مندوں، خواجہ خواجگان، خواجہ بزرگ، حضرت شاہ نقشبند بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلوک پر جذبہ کو مقدم کرنے کا حکم دیا۔

اس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ قدس اللہ تعالیٰ بآسراہم کے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم: اول توجہ کے ذریعے سے لطائف عالم امر کا اہتمام مُرید پر کرتے ہیں، یہاں تک کہ قلب "زُجوع" سر، خفی، خفی، اپنے اصول پر قائم ہو جاتے ہیں۔ ایسے سالک

کو "مُجذِب سالک" اور ایسی سیر کو "اندراج النہایۃ فی البدایۃ" کہتے ہیں۔ یعنی دوسرے سلسلے والے حضرات جن کے نزدیک سلوک جذبہ پر مقدم ہے، ان کے طریقہ پر سلوک کرنے والے کی جہاں انتہا ہوتی ہے، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے طریقہ پر چلنے والے سالک کی وہاں سے ابتدا ہوتی ہے۔ کیونکہ اس سلسلہ عالیہ میں جذبہ سلوک پر مقدم ہے۔

"جذب مطلق" ہے "جذبہ اجتہاد" کہتے ہیں، عوام کے حق میں متصور نہیں۔ یعنی عام لوگ اس کو حاصل نہیں کر سکتے۔ ایسے شخص کو جذبہ اجتہاد حاصل ہو سکتا ہے جس کا تعلق کسی کامل و اکمل انسان سے ہو۔ جو باطن میں خدا تعالیٰ اور ظاہر میں خلق خدا سے مناسبت رکھتا ہو۔

"جذبہ اجتہاد" بعض قوی استعداد والے لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کامل و اکمل اولیاء اللہ کے ارواح طیبہ سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔

ایمان : اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک اور موصوف باوصاف کمال جاننا، اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ماننا، اور تمام انبیاء و رسل اور ملائکہ آسمانی کتب، قیامت، حشر، نشر، بہشت و دوزخ کو حق جاننا اور ماننا "ایمان" کہلاتا ہے۔

اسلام : احکام الہی و رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے کا نام "اسلام" ہے۔

○ **دین** : دین سے مراد ہے حکم برداری، اطاعت، محبت۔

○ **شریعت** : راہِ راست اور دین حق تعالیٰ کو شریعت کہتے ہیں۔

○ **افق** : عالم اجسام کو "افق" کہتے ہیں۔ اس کی نیچ آفاق ہے۔

○ **افق مبین** : قلب کے مقام نہایت کو "افق مبین" کہتے ہیں۔

○ **افق اعلیٰ** : روح کے مقام نہایت کو "افق اعلیٰ" کہتے ہیں۔

○ **ادراک** : غیر محسوس چیز کو دریافت کرنے کا نام "ادراک" ہے۔

○ **جمعیت** : اللہ تعالیٰ کے ماسوا کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف مشغول ہونے کا نام "جمعیت" ہے۔

○ **تفرقہ** : اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز سے مشغول ہونے کا نام "تفرقہ" ہے۔

○ **واسطہ** : انسان کامل و مکمل جو خالق و مخلوق میں مناسبت رکھے "واسطہ" کہلاتا ہے۔ یعنی جس کا کامل انسان کے ذریعے مخلوق کا خالق سے تعلق پیدا ہو اُس کو "واسطہ" کہتے ہیں۔

○ **ولایت کامل** : بندہ کا اپنے نفس یعنی ذات کے فنا ہونے کے بعد حق سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ قائم ہونے کو "ولایت کامل" کہتے ہیں۔

○ **حال** : وہ کیفیت جو قلب اور روح پر اللہ تعالیٰ کی عنایت سے طاری ہو اُسے "حال" کہتے ہیں۔

○ **ناسوت** : عالم خلق، عالم شہادت، طریقہ اور مقام تخلیک کو "ناسوت" کہتے ہیں۔

○ **ملکوت** : عالم غیب کے مشاہدہ کرنے اور عالم ارواح کو ملکوت "کھتے ہیں۔

○ **جبروت** : دبدبہ، عظمت، شوکت اور مرتبہ وحدت اول کو "جبروت" کہتے ہیں۔

○ **لاموت** : اسرار تجلیات ذات پاک حق سبحانہ و تعالیٰ کو "لاموت" کہتے ہیں۔

○ **علم لدنی** : جو علم بغیر کسی واسطہ کے اللہ تعالیٰ کسی بندہ کامل کو عطا فرماتا ہے اُسے "علم لدنی" کہتے ہیں۔

○ **توجہ والقاء** : دوسرے انسان کے دل میں ذکر اور محبت الہی کا پہنچانا "توجہ و القاء" کہلاتا ہے۔

○ **معجزہ** : خرقِ عادات کے اقام سے جو بات نبی سے ظاہر ہو اُسے "معجزہ" کہتے ہیں۔

○ **کرامت** : خرقِ عادات کے قبیض سے جو بات اولیاء اللہ سے صادر ہو وہ "کرامت" کہلاتی ہے۔

○ **معونیت** : خلافِ عادت جو بات بمنون یا عام مومن سے ظاہر ہو اُسے "معونیت" کہتے ہیں۔

○ **استدراج** : خلافِ عادت بات جو کافر سے ظاہر ہو اُسے "استدراج" کہا جاتا ہے۔

○ **صاحبِ تمکین** : وہ سالک جو منازلِ سلوک مثلاً ناسوت، جبروت، لاہوت وغیرہ سے کر کے واصل الی اللہ ہو گیا ہو وہ صاحبِ تمکین ہے۔

○ **صاحبِ تلوین** : جو سالک کو منازلِ سلوک سے کر رہا ہو صاحبِ تلوین ہے۔

مقاماتِ مجاہدِ دینیہ کے مراقبوں کی نیتیں

نیتِ مراقبہ احدیت : فیض آتا ہے اُس ذات سے کہ جامع ہے تمام کمالات کو اور پاک ہے ہر نقصان و زوال سے۔ میرا لطیفہ قلب اس کے وارد ہونے کی جگہ ہے۔

مراقباتِ مشارب

اول مراقبہ لطیفہ قلب اپنے دل کے لطیفہ کو قلبِ مبارک سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل

رکھ کر زبانِ خیال سے التجا کرے کہ "یا اللہ! تجلیاتِ افضالیہ کا جو فیض تو نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مبارک سے حضرت آدم علیہ السلام کے لطیفہ قلب میں ڈالا ہے بحرمتِ پیرانِ کبار میرے لطیفہ قلب میں ڈال۔"

دوم مراقبہ لطیفہ روح اپنی روح کے لطیفہ کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روحِ مبارک کے

کے لطیفہ کے مقابل رکھ کر زبانِ خیال سے یہ عرض کرے کہ "یا اللہ! صفاتِ ثبوتیہ کی تجلیات کا جو فیض تو نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ مبارک کے لطیفہ سے حضرت نوح و ابراہیم علیہم السلام کے لطیفہ رُوح میں ڈالا ہے بحرمتِ پیران

کبار میرے لطیفہ رُوح میں ڈال :-

سوم مراقبہ لطیفہ مسر | اپنے سر کے لطیفہ کو حضور سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے
لطیفہ مبارک کے مقابل رکھ کر زبان خیال سے عرض کرے کہ :
یا اللہ ! شیون ذاتیہ کے تجلیات کا جو فیض تو نے حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ سر سے حضرت موسیٰ
علیہ السلام کے لطیفہ سر میں ڈالا ہے : بحرمت پیران کبار میرے
لطیفہ سر میں ڈال :-

چہارم مراقبہ لطیفہ اخفی | اپنے لطیفہ اخفی کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کے لطیفہ اخفی مبارک کے مقابل رکھ کر
زبان خیال سے عرض کرے کہ : یا اللہ ! صفات سلبیہ کی تجلیات
کا جو فیض تو نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
لطیفہ اخفی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لطیفہ اخفی میں ڈالا
ہے : بحرمت پیران کبار میرے لطیفہ اخفی میں ڈال :-

پنجم مراقبہ لطیفہ اخفی | اپنے لطیفہ اخفی کو حضور سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ اخفی مبارک
کے مقابل رکھ کر زبان خیال سے عرض کرے کہ : یا اللہ ! شان
جامع کی تجلیات کا جو فیض تو نے حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفہ اخفی میں ڈالا ہے : بحرمت پیران
کبار میرے لطیفہ اخفی میں ڈال :-

تذبیہ : معلوم رہے کہ ہر مراقبہ میں اس لطیفہ کو جو فیض

کے وارد ہونے کی جگہ ہے : لحاظ رکھ کر سلسلہ وار مشائخ کرام کے
اسی لطیفہ کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک ایک دوسرے کے
متقابل آئینوں کی طرح فرض کر کے بطور انعکاس اس مخصوص فیض
کو اپنے لطیفہ مخصوصہ میں منعکس سمجھے تاکہ بقتضائے انا عند ظن
عبدی بی مطلب حاصل ہو۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ
مشکل نہیں۔

نیت مراقبہ معیت | مضمون آیت کریمہ وَهُوَ مَعَكُمْ
أَيْنَ مَا كُنْتُمْ کو ملحوظ رکھ کر پختہ

یقین کے ساتھ جان لے کہ فیض اس ذات سے آرہا ہے جو
میرے ساتھ ہے۔ اور کائنات کے ہر ایک ذرہ کے ساتھ ہے۔
جس شان سے کہ اللہ تعالیٰ کی مراد ہے : فیض کا منشا دائرہ ولایت
صغریٰ ہے۔ جو کہ اولیائے عظام کی ولایت اور اسماء و صفات
مقدسہ کا ظل ہے۔ فیض کے وارد ہونے کی جگہ میرے لطیفہ قلب ہے۔

نیت مراقبات ولایت کبریٰ

یہ تین دائروں اور ایک قوس پر مشتمل ہے۔

ولایت کبریٰ کا پہلا دائرہ | مضمون آیت کریمہ وَنَحْنُ أَقْرَبُ
إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ کا لحاظ

کر کے باطن میں یہ خیال کرے کہ فیض آرہا ہے اُس ذات سے
جو میری رگ جان سے میرے زیادہ نزدیک ہے۔ اس شان کے
ساتھ جو اللہ تعالیٰ کی مراد ہے۔ فیض کے وارد ہونے کا مقام

لطیفہ نفس اور میرے عالم امر کے لطائفِ خمسہ ہیں۔ فیض کا منشا دائرہ اول ولایتِ کبریٰ ہے، جو انبیاءِ عظام کی ولایت اور دائرہ ولایتِ صغریٰ کا اصل ہے۔

ولایتِ کبریٰ کا دوسرا دائرہ

مضمون آیت کریمہ یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ کا دل میں لحاظ کر کے خیال کرے کہ فیض آ رہا ہے اُس ذات سے جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اُسے دوست رکھتا ہوں۔ فیض کا منشا ولایتِ کبریٰ کا تیسرا دائرہ ہے، جو انبیاءِ عظام کی ولایت اور پہلے دائرہ کی اصل ہے۔ فیض کے وارد ہونے کی جگہ میرا لطیفہ نفس ہے۔

ولایتِ کبریٰ کا تیسرا دائرہ

مضمون آیت کریمہ یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ کا لحاظ کر کے دل میں خیال کرے کہ فیض اُس ذات سے آ رہا ہے جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اُسے دوست رکھتا ہوں۔ فیض کا منشا ولایتِ کبریٰ کا تیسرا دائرہ ہے، جو انبیاءِ عظام کی ولایت اور دوسرے دائرہ کی اصل ہے۔ فیض کے وارد ہونے کی جگہ میرا لطیفہ نفس ہے۔

ولایتِ کبریٰ کی قوس

آیت مذکورہ بالا کے مضمون کا لحاظ کر کے دل میں خیال کرے کہ فیض اُس ذات سے آ رہا ہے جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اُسے دوست رکھتا ہوں۔ فیض کا منشا ولایتِ کبریٰ کی قوس ہے جو تیسرے

دائرے کی اصل ہے۔ فیض کے وارد ہونے کی جگہ میرا لطیفہ نفس ہے۔

مراقبہ اسم الظاہر

اُس ذات سے فیض آ رہا ہے جس کا نام اظہار ہے۔ فیض کے وارد ہونے کی جگہ میرا لطیفہ نفس اور عالم امر کے میرے لطائفِ خمسہ ہیں۔ اُس ذات سے فیض آ رہا ہے جس کا نام

مراقبہ اسم الباطن

الباطن ہے۔ فیض کا منشا ولایتِ علیا کا دائرہ ہے جو ملائکہ ملائکہ اعلیٰ کی ولایت ہے۔ فیض کے وارد ہونے کی جگہ میرے عناصرِ ثلاثہ سوائے عنصرِ خاک کے ہیں اُس ذاتِ بحت سے فیض آ رہا ہے جو کمالاتِ نبوت کا منشا ہے۔ فیض کے وارد ہونے کی جگہ میرا لطیفہ عنصرِ خاک ہے۔

مراقبہ کمالاتِ رسالت

اُس ذاتِ بحت سے فیض آ رہا ہے جو کمالاتِ رسالت کا منشا ہے۔ فیض کے وارد ہونے کی جگہ میری شکلِ وحدانی ہے۔ اُس ذاتِ بحت سے فیض آ رہا ہے جو کمالاتِ اولوالعزم

مراقبہ کمالاتِ اولوالعزم

کا منشا ہے۔ فیض کے وارد ہونے کی جگہ میری شکلِ وحدانی ہے۔ اُس ذاتِ بحت سے فیض آ رہا ہے جو تمام ممکنات کا مسجدِ الہی اور کعبہ ربانی کی حقیقت ہے۔ فیض کے وارد ہونے کی

جگہ میری شکل وحدانی ہے۔

مُراقبہ حقیقتِ شُرّانِ مجید فیض آ رہا ہے حضرت ذات کی وسعت بے پُچون کے مبداء

سے جو قرآن مجید کی حقیقت کا منشاء ہے۔ فیض کے وارد ہونے کی جگہ میری شکل وحدانی ہے۔

مُراقبہ حقیقتِ نماز فیض آ رہا ہے حضرت ذات کی وسعت بے پُچون سے جو حقیقتِ نماز

کا منشاء ہے۔ فیض کے وارد ہونے کی جگہ میری شکل وحدانی ہے۔

مُراقبہ معبودیتِ صرفہ فیض آ رہا ہے اُس ذات سے جو معبودیتِ صرفہ کا منشاء ہے۔

فیض کے وارد ہونے کی جگہ میری شکل وحدانی ہے۔

مُراقبہ حقیقتِ ابراہیمی فیض آ رہا ہے اس ذات سے جو حقیقتِ ابراہیمی کا منشاء ہے

فیض کے وارد ہونے کی جگہ میری شکل وحدانی ہے۔

مُراقبہ حقیقتِ موسوی اس ذات سے فیض آ رہا ہے جو حقیقتِ موسوی کا منشاء ہے۔ فیض

کے وارد ہونے کی جگہ میری شکل وحدانی ہے۔

مُراقبہ حقیقتِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم)

فیض آ رہا ہے اُس ذات سے جو حقیقتِ محمدی کا منشاء ہے

فیض کے وارد ہونے کی جگہ میری شکل وحدانی ہے۔

مُراقبہ حقیقتِ احمدی فیض آ رہا ہے اس ذات سے جو حقیقتِ احمدی کا منشاء ہے

فیض کے وارد ہونے کی جگہ میری شکل وحدانی ہے۔

مُراقبہ حبِ صرفہ فیض آ رہا ہے اس ذات سے جو حبِ صرفہ کا منشاء ہے۔ فیض

کے وارد ہونے کی جگہ میری شکل وحدانی ہے۔

مُراقبہ دائرہِ لاتعین فیض آ رہا ہے ذاتِ بحت کے ہاتھ سے جو دائرہِ لاتعین کا منشاء ہے۔

فیض کے وارد ہونے کی جگہ میری شکل وحدانی ہے۔

ختم ہائے جمیع خواجگان نقشبندیہ مجددیہ

قدس اللہ اسراہم

ختم اول صبح

سُورۃ فاتحہ مبارک سات بار ، درود شریف ایک سو بار
سُورۃ اَلَمْ نَشْرَحْ اَناسیٰ بار ، سُورۃ اخلاص شریف ایک ہزار بار
سُورۃ فاتحہ شریف سات بار ، درود شریف ایک سو بار ، اور
یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ ایک سو بار ، یَا کَافِیَ الْهُمَاتِ
ایک سو بار ، یَا دَافِعَ الْبَلِیَّاتِ ایک سو بار ، یَا شَافِیَ
الْمَرَاضِ ایک سو بار ، یَا رَفِیعَ الدَّرَجَاتِ ایک سو بار
یَا مُجِیبَ الدَّعَوَاتِ ایک سو بار ، یَا اَرْحَمَ الرَّحِیْمِ ایک سو بار
پڑھے اور اس کا ثواب جمیع حضرات نقشبندیہ کو بموجب تفصیل
سلسلہ اور اس کی ترتیب کے پڑھ کر بخش دے ۔

ختم حضرت خواجہ غریب نواز حضرت غلام حسن صاحب رضی اللہ عنہ

درود شریف ایک سو بار ، وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ
پانچ سو بار ، بعد میں درود شریف ایک سو بار ۔

ختم قطب العارفین حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

درود شریف ایک سو بار ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ
لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
پانچ سو بار ، درود شریف ایک سو بار ۔

ختم شریف حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی

رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى

يَا اللَّهُ يَا رَحْمَنُ يَا رَحِيمُ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ
وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ - پانچ سو بار ۔

ختم شریف حضرت مرزا مظہر جان جاناں دہلوی

رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى

درود شریف ایک سو بار - یَا حَيُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ
اسْتَغِیْثُ - پانچ سو بار - درود شریف ایک سو بار ۔

ختم شریف حضرت خواجہ محمد سراج الدین دامانی

رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى

درود شریف ایک سو بار - اللَّهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ
وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْطِهِمْ - پانچ سو بار - درود شریف ایک سو بار ۔

ختم دوم بوقت ظهر

ختم حضرت غریب نواز حضرت خواجہ غلام حسن صاحب رضی اللہ عنہ

درود شریف ایک سو بار - وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ پانچ سو بار - درود شریف ایک سو بار -

ختم شریف حضرت خواجہ حاجی محمد عثمان امانی رحمۃ اللہ تعالیٰ

درود شریف ایک سو بار - سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ پانچ سو بار - درود شریف ایک سو بار -

ختم شریف حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ تعالیٰ

درود شریف ایک سو بار - رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ پانچ سو بار - درود شریف ایک سو بار -

ختم شریف حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

درود شریف ایک سو بار - يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ كُلِّ صَبِيحٍ وَمَكْرُوبٍ وَغِيَاثُهُ وَمَعَاذُهُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ پانچ سو بار - درود شریف ایک سو بار -

ختم شریف حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ

درود شریف ایک سو بار - حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ

پانچ سو بار - درود شریف ایک سو بار -

ختم شریف حضرت خواجہ محمد معصوم فاروقی رحمۃ اللہ تعالیٰ

درود شریف ایک سو بار - لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ پانچ سو بار - درود شریف ایک سو بار -

ختم شریف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ

درود شریف ایک سو بار - لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ پانچ سو بار - درود شریف ایک سو بار -

ختم شریف خواجہ نواز جگان شاہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ

درود شریف ایک سو بار - يَا خَفِيَّ الطُّفِّ ادْبِرْ كُنِّي بِطُفْفِكَ الْخَفِيِّ پانچ سو بار - درود شریف ایک سو بار -

ختم شریف حضرت خواجہ محمد سرور الدین امانی رحمۃ اللہ تعالیٰ

درود شریف ایک سو بار - اللَّهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُومِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُومِهِمْ پانچ سو بار - درود شریف ایک سو بار -

ختم سوم بوقت عصر

ختم جمیع خواجگان نقشبندیہ مجددیہ قدس اللہ اسرارہم

حسب ترتیب مندرجہ تحریر گزشتہ

ختم شریف سرور کائنات مفقود موجودات حضرت محمد مصطفیٰ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَوةً
تُنْجِيَنَا بِهَا مِنْ جَمِيعِ الْأَمْوَالِ وَالْأَفَاتِ وَتَقْضِي لَنَا بِهَا جَمِيعَ الْحَاجَاتِ
وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيعِ السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا
عِنْدَكَ أَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا أَقْصَى الْغَايَاتِ
مِنْ جَمِيعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيَاةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ
إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ تَمِينَ سَوْتِيرَه بَار

ختم حضرت غریب نواز حضرت خواجہ غلام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

درود شریف ایک سو بار -

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ - پانچ

سوار - درود شریف ایک سو بار -

ختم شریف حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ

درود شریف ایک سو بار -

اللَّهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ
مِنْ شُرُوبِهِمْ پانچ سو بار -

درود شریف ایک سو بار -



سلسلہ شریفہ نقشبندیہ (فارسی)

از ابن الصدیق مولانا عبدالکریم بلوچ احمدانی

مؤلف کتاب "ملفوظات جنید"

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

احمد و صدیق و سلمان، قاسم و جعفر دیگر
بایزید و بوالحسن، بوالقاسم خورشید فر
بعد ازاں شد بوعلی، بویوسف دریائے فیض
عبد خالق، عارف و مسعود شاہ دادگر

پس علی بابا ساسی، پس کمال و نقشبند
پس علاؤ الدین و یعقوب آل مئے پرنے ہنر

پس مُبید اللہ و زاہد، خواجہ درویش اہل
خواجہ اسماعیل و باقی وارث خیر البشر

پس مجدد، عروۃ الوثیقہ و سیف الدین بود
پس محمد حسن و نور محمد داں زبیر

جان جاناں مظہر و عبد اللہ شاہ و بوسعید
زاں پس احمد سعید رازدان خمیر و شہر

پس قیوم دوست محمد، پس قیوم عثمان شد
شہ سراج الدین شد انصار فیوض شہ شہر

قطب عالم، غوث اعظم، گشتہ قیوم زمان
غلام حسن شد بعد از مجلہ شہاں باکر و فر

یا الہی! از طفیل مجلہ پیران کبار
از گناہے عبد پوش و از خطایش درگزر

حُب ذات خود عطا کن و اعرض غنی عن غیور
نقی تسلی عن وساوس، دور دار از من ضرر

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ (اردو)

از مولانا محمد حیات ڈیروی

یا الہی ! اپنی ذات کبریٰ کے واسطے
رحم کر مجھ پر محمد مصطفیٰ کے واسطے

عاصی غاطی ہوں یارب بخش میرے سب گناہ
حضرت صدیق اکبر مجتبیٰ کے واسطے

نورِ وحدت سے میرے دل کو منور کر الہ
حضرت سلمان پارس کی کیا کے واسطے

ہو زباں پر ذکر ہر دم اور دل میں ہو حضور
حضرت قاسم امام اولیا کے واسطے

جس طرف دیکھوں نظر آئے مجھے تیرا ہی نور
جعفر صادق امام دوسرا کے واسطے

الفیٰ دنیا نکل جلتے میرے دل سے تمام
بایزید نامور شمس الفیٰ کے واسطے

آتش عشق نبی میں جان دتن میرا جلا
بو الحسن خسر قانی بدر الدجی کے واسطے

نفس شیطان کے فریبوں سے مجھے لیجو بچا
بو علی و فارمدی نور ہدے کے واسطے

زنگ عصیاں سے میرے سینے کو یارب صاف کر
بو یوسف ہمدانی اہل صفا کے واسطے

غرق ہوں بحر گناہ میں اے میرے مولیٰ بچا
عبد خالق غمدانی حسنا کے واسطے

قول ثابت پر مجھے ثابت قدم رکھ اے خدا
خواجہ عارف ولی بحر سخا کے واسطے

خواب غفلت میں پڑا ہوں روز و شب مجھ کو جگا
خواجہ محمود کامل بے ریا کے واسطے

پردہ دوئی میرے دل سے سراسر دور ہو
شاہ علی رامیتنی کان حیا کے واسطے

تشنہ دیدار ہوں یارب دکھا نور جمال
حضرت بابا سماسی بادشا کے واسطے

راہِ سنت پر مجھے چلنے کی طاقت کر عطا
 حضرت میرِ کمال با وفا کے واسطے
 نورِ وحدت بسرِ عرفاں کر دے مجھ پر آشکار
 نقشبند بادشاہِ پیرِ ہدے کے واسطے
 تیرے ذکر و فکر سے خالی نہ گزرے ایک دم
 شاہِ علاؤ الدین شیخِ اتقیا کے واسطے
 ایسی اُلفت دے کوئی دم میں نہ ہوں تجھ سے جدا
 خواجہ یعقوب چرخِ پُرمیا کے واسطے
 صدقِ نیت اور ارادت بخش مجھ کو اے خدا
 خواجہ احرار تاجِ اصفیا کے واسطے
 مشکلیں آسان ہوں دُنیا و عقبیٰ میں تمام
 خواجہ زاہد محمد با خدا کے واسطے
 ظاہری اور باطنی بیماریاں سب دور ہوں
 شیخِ درویشِ مسمد با صفا کے واسطے
 نیک بندوں کی خدایا ہو مجھے صحبت نصیب
 خواجہ امکنگئی طالبِ رضا کے واسطے

اپنے ذوق و شوق میں یا رب مجھے کیجو فنا
 شیخِ باقی باللہ اُس شیخِ الوریٰ کے واسطے
 دمِ بدم بڑھتا رہے دل میں میرے شوقِ لقا
 شیخِ سرہندی صیبِ کبریا کے واسطے
 کھول دے دل پر میرے رازِ طریقت اے خدا
 خواجہ معصوم شاہِ اصفیا کے واسطے
 بخش توفیقِ عبادت اور ہدیٰ سے لے بچا
 شیخِ سیف الدین پیرِ اولیا کے واسطے
 مرتے دم یا رب مرا ایمان پر ہو خاتمہ
 حضرت محسن امامِ اصفیا کے واسطے
 دشمنانِ دین و دُنیا سے مجھے محفوظ رکھ
 خواجہ نور محمد پیشوا کے واسطے
 اپنے ذوق و شوق میں کیجو عطا مجھ کو کمال
 حضرت جاماں شہید و مُقتدا کے واسطے
 یاد میں تیرے ہو زندہ یہ دل مُردہ مرا
 شاہِ غلام علی شرِ مجود و سنا کے واسطے

حال میرا قال سے یارب موافق کیجیو
 شاہ ابو سعید پیر و رہنما کے واسطے
 سر سے لے پاؤں تلک پُر نور ہر اک بال ہو
 اُس شر احمد سعید پیشوا کے واسطے
 لے خنبر میری خدایا بے کس و بے چارہ ہوں
 حضرت دوست محمد پارسا کے واسطے
 اپنے در سے مجھ کو نا اہمیت چھوڑ اے غنی
 حضرت عثمان شیخ رہنما کے واسطے
 خستہ حالی پر مرے یارب نگاہِ لطف کر
 حضرت خواجہ برائے الدین قطبِ اولیا کے واسطے
 دونوں عالم میں الٰہی کردے مجھ کو بامراد
 حضرت خواجہ غلام حسن شاہ اصفیا کے واسطے
 تیرے ذکر و فکر سے پُر نور ہو یہ میرا دل
 حضرت ثانی عظام محمد پُر ضیا کے واسطے
 خواجگانِ نقشبندی کی محبت ہو عطا
 حضرت خواجہ محمد حسن بادن کے واسطے

رُویاہ شرمندہ و نادم کئے اپنے پہ ہوں
 اگر در پر ترے میں اب دُعا کے واسطے
 خواجگانِ نقشبندی کی صحبت کر عطا
 قادری و سہروردی، چشتیا کے واسطے
 ان بزرگوں کی شفاعت کر مرے حق میں قبول
 حشر میں ہوں سب وسیلہ مجھ گدا کے واسطے
 آسرا دونوں جہاں میں کچھ نہیں تیرے سوا
 بندہ مسکین حیات پر خطا کے واسطے

باب نهم

تعویذات
و
عملیات

طریقہ تلاوت حزب البحر

موافق نقل حضرت جناب مولوی قاضی عطا محمد صاحب قریشی

سکند قادیان پور ران جینع ملتان

ہر روز بعد نماز مغرب بلا نامہ پڑھے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلِفٌ بَا تَا ثَا جِیْمٌ حَا خَا دَالٌ ذَالٌ رَا زَا
سِیْنٌ شِیْنٌ صَادٌ ضَا ظَا عِیْنٌ غِیْنٌ فَا قَا ن
كَانَ لَا مِ مِیْمٌ نُونٌ وَاوْ هَا یَا اَیْکَ سَا سِرْ یُیْیْ
رَبِّ سَهْلٌ وَ یَسِرُّ وَلَا تَغْتَبِرْ عَلَیْنَا یَا رَبِّ . یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ
یَا اَعْلٰی یَا اَعْظِیْمُ یَا حَلِیْمُ یَا عَلِیْمُ اَنْتَ رَبِّیْ وَ عَلِمْتَ حَسْبِیْ
فَنِعْمَ الرَّبُّ رَبِّیْ وَ نِعْمَ الْحَسْبُ حَسْبِیْ تَنْصُرْ مَنْ تَشَاءُ
وَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَلْکَ الْعِصْمَةَ فِی
الْحَرَکَاتِ وَ السَّکَنَاتِ وَ الْکَلِمَاتِ وَ الْاِیَادِیَاتِ وَ الْخَطَرَاتِ
مِنَ الظُّلُمِ وَ الشُّکُوْکِ وَ الْاَوْهَامِ السَّاتِرَةِ لِلْقُلُوْبِ عَنْ
مُطَالَعَةِ الْغُیُوْبِ فَقَدْ ابْتَلٰی الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زَلْزَلًا
شَدِیْدًا ۝ وَ اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ

مَرَمْنِ مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا ۝ فَخَشِنَا عَلَى
 أُمُورِ الشَّرِيعَةِ ۝ ۳ بار اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ عَزِيْزًا فِيْ اَعْيُنِ
 النَّاسِ وَذَلِيْلًا فِيْ عَيْنِيْ وَانْصُرْنَا عَلَى جَمِيْعِ الْخَلَائِقِ ۝
 ۳ بار وَسَخِّرْ لَنَا هَذَا الْبَحْرَ كَمَا سَخَّرْتَ الْبَحْرَ
 لِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَخَّرْتَ الْجِبَالَ وَالْحَدِيْدَ
 لِسَيِّدِنَا دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَخَّرْتَ الرِّيَّاحَ وَالشَّيْطَانِ
 وَالْجِنَّ وَالْاِنْسَ لِسَيِّدِنَا سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَخَّرْتَ
 الْمُلُوكَ وَالْمَلَائِكَةَ وَالْعَوَالِمَ كُلَّهَا لِسَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا
 وَشَفِيْعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
 وَسَخِّرْ لَنَا كُلَّ وَزِيْرٍ وَامِيْرٍ وَرَعِيَّةٍ وَسَخِّرْ لَنَا
 كُلَّ بَرٍّ وَفَاسِقٍ وَفَاجِرٍ وَسَخِّرْ لَنَا كُلَّ بَحْرٍ هَوْلَكَ
 فِي الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَالْمُلُوكِ وَالْمَلَائِكَةِ وَبَحْرِ الدُّنْيَا
 وَبَحْرِ الْاٰخِرَةِ اِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَسَخِّرْ لَنَا
 كُلَّ شَيْءٍ يَآمَنُ بِبَيْدِهِ مَلَائِكَةُ كُلِّ شَيْءٍ وَاِلَيْهِ
 تُرْجَعُوْنَ ۝ كَهَيْلَعٍ ۝ بِالْقَابِلِ ہر حرف کے دونوں
 ہاتھوں کی انگلیوں کو چھنگلیا سے بند کرنا شروع کریں فَانْصُرْنَا
 فَإِنَّكَ خَيْرُ النَّاصِرِيْنَ ۝ ہر دو انگلیوں کو کھولیں وَافْتَحْ لَنَا
 فَإِنَّكَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ ۝ انگوٹھے کے ساتھ والی دونوں انگلیوں
 کو کھولیں وَاغْفِرْ لَنَا فَإِنَّكَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ ۝ دونوں شہادت
 والی انگلیوں کو کھولیں وَارْزُقْنَا فَإِنَّكَ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ ۝
 ہر دونوں چھنگلیا کو کھولیں وَاحْفَظْنَا فَإِنَّكَ خَيْرُ الْحَافِظِيْنَ ۝

دونوں ہاتھ منٹھ اور بدن پر سر سے لے کر پاؤں تک لے آئے
 وَاهْدِنَا وَنَجِّنَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ ۝ وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ
 رِيْحًا طَيِّبَةً كَمَا هِيَ فِيْ عِلْمِكَ وَانْشُرْهَا عَلَيْنَا مِنْ
 خَزَائِنِ رَحْمَتِكَ وَاجْعَلْ لَنَا بِهَا حِمْلَ الْكَرَامَةِ مَعَ
 السَّلَامَةِ وَالْعَافِيَةِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِنَّكَ
 عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لَنَا اُمُورَنَا ۝ تصور
 مطلب خود بخود داشتہ مع الرَّاحَةِ لِقُلُوْبِنَا وَابْدَانِنَا
 وَالسَّلَامَةِ وَالْعَافِيَةِ فِي دِيْنِنَا وَدُنْيَانَا وَكُنْ لَنَا صَاحِبًا
 فِي سَفَرِنَا وَخَلِيْفَةً فِيْ اَهْلِنَا وَحَامِيًا وَمُعِيْنًا فِيْ حَضَرِنَا
 وَاطْمَئِنِّ عَلَى وُجُوْهِ اَعْدَانِنَا ۝ (تین بار دونوں ہاتھ زمین پر
 مارے اور مقبوری اہلہ کا تصور کرے) وَامْسَحْهُمْ عَلَى
 مَكَائِنِهِمْ ۝ (تین بار دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور مقبوری
 اہلہ کا تصور کرے) فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ الْمَضِيَّ وَلَا الْمَجِيَّ
 اِلَيْنَا وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ
 فَأَنَّى يُبْصِرُوْنَ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَاهُمْ عَلَى مَكَائِنِهِمْ
 فَمَا اسْتَبَقُوا مَضِيَّتًا وَلَا يَرْجِعُوْنَ ۝ يَسْ ۝ يَسْ ۝ يَسْ ۝
 وَالْقُرْآنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ عَلَى صِرَاطِ
 مُسْتَقِيْمٍ ۝ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ لِتُنْذِرَ قَوْمًا
 مَّا اُنْذِرَ اٰبَاؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلَى
 اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْ اَعْنَاقِهِمْ
 اَغْلَالًا فَهُمْ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْ

بَيْنَ أَيْدِيهِمْ سِدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سِدًّا فَأَعْيَشْنَاهُمْ فِيهِمْ
 لَا يَبْصُرُونَ ○ شَهِتَ الْوُجُوهُ ○ تین بار دونوں ہاتھ زمین
 پر مارے اور مقبوری اعداء کا تصور کرے۔ وَعَيْتِ الْوُجُوهُ ○ تین
 بار ہر دونوں کی ٹہنیاں زمین پر مارے اور مخدوئی اعداء کا تصور
 کرے لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ○ تین بار۔ ہر
 دونوں ہاتھ کے انگڑے کے ساتھ والی انگلیوں سے دشمنوں کی
 طرف اشارہ کرے۔ طَهْ طَهْ ○ پہلے والی ترتیب کی طرح
 انگلیوں کو بند کرے۔ حَمَّ عَسَقَ ○ ترتیب کے ساتھ انگلیوں
 کو کھول دے۔ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ
 لَا يَبْغِيَانِ ○ حَمَّ سامنے کے حَمَّ پیچھے کے حَمَّ دائیں
 طرف کے حَمَّ اسی طرح بائیں طرف۔ اوپر اور نیچے کی طرف
 کے۔ پھر یہ دُعا پڑھ: دَقَقْتُ بِأَمْرِ اللَّهِ تَعَالَى كُلَّ بَلَاءٍ
 وَقَضَاءٍ نَجَّيْتُ مِنْ هَذِهِ الْجِهَاتِ النَّشْءَ نَأْمَنُ بِأَذْنِ
 اللَّهِ تَعَالَى مِنْ جَمِيعِ الْأَفَاتِ وَالْعَامَاتِ حَمَّ الْأَمْرِ وَجَاءَ
 النَّصْرُ فَقَلْبِنَا لَا تَنْصَرُونَ ○ حَمَّ ○ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ
 مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ○ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ
 شَدِيدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّلُولِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِلَهِي الْمَصِيرِ
 بِسْمِ اللَّهِ بَابًا تَبَارَكَ حَيْطَانُنَا ○ بِسْمِ سَقَفُنَا
 كَهَيْئَتِ ○ پتھلیا سے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں بند کرے۔
 كَفَايَتُنَا حَمَّ ○ عَسَقَ ○ انگلیوں کو کھول دے۔ جَمَانَتُنَا
 آمِينَ ○ فَسَكَنِيكُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○

سِتْرُ الْعَرْشِ مَسْبُورٌ عَلَيْنَا وَعَيْنُ اللَّهِ نَاطِرَةٌ إِلَيْنَا
 وَيَحُولُ اللَّهُ لَا يَقْدِرُ أَحَدٌ عَلَيْنَا وَاللَّهُ مِنْ وَرَائِهِمْ مُحِيطٌ ○
 بَلْ هُوَ قَرِآنٌ مَجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ ○ فَاللَّهُ خَيْرٌ
 حَافِظًا وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ○ إِنَّ وَلِيَ اللَّهِ الَّذِي
 نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ ○ فَإِنْ تَوَلَّوْا
 فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ
 الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ○ بِسْمِ اللَّهِ الشَّافِي بِسْمِ اللَّهِ الْكَافِي
 بِسْمِ اللَّهِ الْمُعَافِي بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ
 شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○
 تین بار۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ○
 وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَ
 أَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ ○ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ
 الرَّاحِمِينَ ○ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ
 عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا
 عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ○ اللَّهُمَّ
 صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا
 مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ
 وَسَلِّمْ
 عَلَيْهِ

در ذکر منازل حصن المحصین للبخزری

جمعات کے دن شروع کرے اور الحمد لله الذی بعزته
وجلاله تتم الصالحات میں تک پڑھے۔ اور
جمعہ کے دن الذی یقال فی صباح کل یوم ومساء
ے شروع کر کے اللهم اعطنی نوراً دس تک پڑھے۔ اور
ہفتہ کے دن وعند دخول المسجد اعوذ باللہ سے
یدعوا لاهل الطعام اللهم بارک فیما رزقتهم فاغفرلہم
وارحمہم موت من مُض تک۔ اور
اتوار کے دن اللهم اطعم من اطعمنی واسق من
سقانی سے فی کتابہ الدعاء حسبنا اللہ ونعم
الوکیل خ ت س تک پڑھے۔
پیر کے دن حسبی اللہ ونعم الوکیل خ سے وان
کان مسیئاً فاغفرلہ ولا تحرمننا اجرہ ولا تقنننا
بعده حب تک۔ اور
منگل کے دن واذا وضعہ فی قبرہ قال بسم اللہ
وعلی سنة رسول اللہ سے عود لسانک باللہم اغفر لی
فان للہ ساعات لا یرد فیہن سائلا تک۔ اور
بدھ کے دن فضل القرآن العظیم و سورۃ منہ
و آیات آخر تک پڑھے۔

دلائل انخیرات پڑھنے کا طریقہ

منگل کے دن پہلے اللہ کے نام پڑھے اور ہر نام کے ساتھ
لفظ جل جلالہ پڑھے اس کے بعد نبی کریم کے نام پڑھے اور
ہر نام کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھے۔ پھر دلائل
کے شروع سے اللهم اجعلنی منک فی عیاذ منیع وحرز
حصین من جمیع خلقک حتی تبلفنی اجلی معانی
تک پڑھے۔ اور
بدھ کے دن اللهم صل سے شروع کرے اور ولا تحل
بیننا و بینہ یوم القیامۃ یا رب العالمین و اغفر لنا
ولو الدینا ولجمیع المسلمین الحمد للہ رب العالمین تک پڑھے۔
جمعات کے دن اللهم صل علی النبی الهاشمی سے
شروع کرے اور واغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا
بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلاً للذین امنوا ربنا انک
رؤف رحیم تک پڑھے۔ اور
جمعہ کے دن اللهم صل سے شروع کرے اور ورضی
اللہ عن اصحابہ الاعلام ائمة الہدی ومصابیح الدینا
وعن التابعین وتابع التابعین لہم بلحسان الی یوم الدین
والحمد للہ رب العالمین تک پڑھے۔ اور
ہفتہ کے دن اللهم رب الارواح والاجساد سے شروع

کرے اور ولا تجعله غاضباً علينا واغفر لنا ولوالدینا
ولجميع المسلمين والاحیاء منهم والمیتین والآخر
دعوات ان الحمد لله رب العالمین تک پڑھے۔
اتوار کے دن فاستلک یا اللہ یا اللہ یا اللہ سے
شروع کرے اور وان ترحمنا وان تعفوعنا وتغفر لنا
ولجميع المؤمنين والمؤمنات والمسلمین والمسلمات
الاحیاء منهم والاموات والحمد لله رب العالمین
وهو حسی ونعم الوکیل ولا حول ولا قوة الا باللہ
العلی العظیم تک پڑھے۔ اور
پیر کے دن اللهم صل علی سیدنا محمد سے شروع
کرے اور فاتمہ تک مع دُعا فاتمہ کے پڑھے۔

○

عمل سُورۃ یٰس

پہلے تین بار درود شریف پڑھ کر لفظ یٰس تین بار
تکرات کرے۔ والقرآن الحکیم سے آگے ہر مُبین پر
الحمد لله رب العالمین سے نستعین تک پڑھ کر شہادت
کی انگلی کھڑی کر کے پوری اذان کہیں اور جب سلام قولاً
من رب رحیم پر پہنچیں تو اس آیت کو سات بار پڑھ کر
یا سلام یارب یا رحیم کو بھی سات مرتبہ پڑھیں
جب ذلک تقدیر العزیز العلیہ پر پہنچیں تو اس آیت
کو سات بار پڑھ کر یا قدیر یا عزیز یا علیہ کو سات
بار پڑھیں۔ جب مثلہم پر پہنچیں تو اس کو تین بار کہیں۔
پھر پوری سورۃ والیہ ترجعون تک پڑھ کر سورۃ فاتحہ
ایاک نعبد وایاک نستعین تک پڑھ کر شہادت کی انگلی کا
اشارہ کر کے پوری اذان کہے۔ پھر اهدنا الصراط المستقیم
سے ولا الضالین، امین تک پڑھ کر درود شریف تین مرتبہ
ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم تین سو بار یا ذالجلال
والاکرام تین سو بار لا اله الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین
تین سو بار۔ درود شریف تین بار پڑھ کر ثواب حضرت امام
ربانی رضی اللہ عنہ کو بخش کر ان کے وسیلے سے دُعا مانگیں۔
چالیس دن کے اندر مشکل حل ہو جائے گی۔

عمل سُوْرۃ مُزَمِّلٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ یَا اَیُّهَا الْمُزَمِّلُ زَمِّلْنِیْ
زَمِّلْنِیْ زَمِّلْنِیْ بِقُدْرَةِ الْخَفِیِّ وَ اَدْرِکْنِیْ قَضَاءَ حَاجَتِیْ
یَا اَحْمَدُ ۝ اکتالیس بار بعد نماز فجر یا درمیان ظہر و عصر
یا مغرب و عشاء کے درمیان پڑھیں۔ مشکل حل ہو جائے گی۔
اور اگر پوری سورۃ کا عمل کرنا ہو تو یَا اَحْمَدُ یَا اللّٰهُ
یَا اِسْرَافِیلُ یَا سَمُوْعِیْلُ یَا حَقَّ یَا اللّٰهُ یَا بُدُوْحُ
یَا جَبْرَائِیلُ قُمْ اَلَلَّیْلُ اِلَّا قَلِیْلًا نِصْفَهٗ
اخر تک پڑھے۔ جب رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا اِلٰهَ
اِلَّا اَمُوْا فَاَتَّخِذْهُ وَكِیْلًا پر پہنچے تو اس کو گیارہ بار
پڑھے۔ اور جب فَمَنْ شَاءَ اَتَّخِذْ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا ۝ پر
پہنچے تو اس کو یَا عَزِیْزُ الْوَهَّابُ پانچ سو بار پڑھے۔ پھر
سورۃ نتم کر کے درود شریف سینتالیس بار پڑھے۔
بفضلہ تعالیٰ جس کام کے لیے پڑھی جائے پورا ہو جائے گا۔

○

حُصولِ مَطَالِبِ ہر قسم

درمیان نماز عشاء و وتر یعنی قنوں سے پہلے آیت کریمہ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ
تین سو تیرہ مرتبہ پڑھ کر گڑ گڑا کر اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگیں۔

دُشمنوں پر فتح مندی حاصل ہو

نماز صبح کے بعد لَا یَلٰہَ اِلَّا فَرِیْشُ پوری سورۃ
ایک سو ایک بار پڑھیں۔

گم شدہ چیزوں کو ڈھونڈنا

گم شدہ چیز کو ڈھونڈتے رہیں اور زبان پر یہ ورد
رہے :- وَ اَذْكُرْ رَبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ۔

استخارہ

عشاء کی نماز کے بعد اول درود شریف گیارہ مرتبہ
سورۃ یٰسّٰ تین بار اور درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھ کر سو رہیں۔

شفاء امراض

سات تار دھاگہ پر سلام قَوْلًا مِنْ رَبِّ رَحِيمٍ
سات سات بار پڑھی جائے اور دھاگے کو سات گرہ دیدی
جائیں۔ ہر مرض سے بحکم الہی شفا ہوگی۔

دردِ سر

دردِ دل کے سر پر ہاتھ رکھ کر پڑھیں : بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرُ
الْاَسْمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَرَبِّ السَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ
الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اِسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ
وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ تین بار یا سات بار پڑھنے سے آرام
آجاتا ہے۔

برائے دفعِ جن

دفعِ جنات کے لیے یہ نوکر گے میں پڑھیں :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ هَذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ
رَسُولِ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ إِلَى طَرِيقِ الدَّارِ مِنَ الْعِمَارِ وَالزَّوَارِ
وَالسَّائِحِينَ الْأَطَارِقَ يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمَنُ اَمَّا بَعْدُ
فَإِن لَّنَا وَلَكُمْ فِي الْحَقِّ سَعَةٌ فَإِن تَكْ عَاشِقًا مَوْلَعًا
أَوْ فَاجِرًا مُّقْتَحِمًا أَوْ رَاعِيًا حَقًّا مَبْطَلًا هَذَا كِتَابُ اللّٰهِ
يَنْطَقُ عَلَيْنَا وَعَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ إِنَّ كُنَّا نَسْتَنْسَخُ مَا كُنْتُمْ

تَعْمَلُونَ وَرَسَلْنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ اَتَرَكُوا صَاحِبَ
كِتَابِي هَذَا وَانْطَلَقُوا إِلَى عِبَادَةِ الْأَصْنَامِ وَالْإِلَهِاتِ مِنْ يَزْعُمُ
أَنَّ مَعَ اللّٰهِ إِلَهًا آخَرَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ مَّالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ
لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ تَقْلِبُونَ حُمَ لَا تَنْصَرُونَ
خَمَقَسَقَ تَفَرَّقَ اَعْدَاءُ اللّٰهِ وَبَلَفَتِ حُجَّةُ اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ
وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ
وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

گمشدہ کی بازیابی، بردہ گریختہ

فضلِ آہنی پر اکیس بار سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کر کے گم شدہ
کا نام لے کر قفل بند کر دیں کوری ہنڈیا (گٹی) میں رکھ کر پانی
ڈال دیں، سارا دن آگ پر رہنے دیں۔ ان شاء اللہ جلد
واپس آجائے گا۔

برائے ہر حاجت

اس رباعی کو ہر نماز کے بعد ساٹھ بار پڑھیں :

اے زلفِ سیاہ تو بلائے دلِ من
وے محلِ بستِ گرہ کشائی دلِ من
من دلِ زہم بہ کس برائے دلِ تو
تو دلِ زہم بہ کس برائے دلِ من

برائے بندش بول و برار اور پتھری مثانہ

لکھ کر مریض کو پلائیں۔ شفا یاب ہو جائے گا۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا
فَكَانَتْ مَبَاءً مُّنبَثًّا وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ
فَدَكَّتْ دَكَّةً وَاحِدَةً

اِیضاً مِثْلُ اَوَّلِ وَاِذَا اسْتَسْقٰی مُوسٰی لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا
اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عِیْنًا

اِیضاً مِثْلُ فَوَائِدِ بِاللّٰ قُلْ كُنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِیْدًا اَوْ خُلُقًا
مِّمَّا یَكْبُرُ فِیْ صُدُوْرِكُمْ فِیَقُولُوْنَ مَنْ یَّعِیْدُنَا قُلِ الَّذِیْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ
فَیَسِیْنَفْعُزُوْنَ الْیَكْ رُؤُسَهُمْ وَیَقُولُوْنَ مَتٰی هُوَ
قُلْ عَسٰی اَنْ یَّكُوْنَ قَرِیْبًا۔

اِیضاً سُورَةُ تَكْوِیْنِ لَکُمُ کَرِیْمًا۔

اِیضاً اٰیة فَفَتَحْنَا اَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُّنْهَمَرٍ وَ
فَجَرْنَا الْاَرْضَ عِیْنًا فَالْتَقٰی السَّمَاءُ عَلٰی
اَمْرِ قَدْ قَدَسَ لَکُمُ کَرِیْمًا فِیْ بَازِیْعِیْنِ اَوْ پَلَاثِیْنِ۔ پتھری
اور بندش بول کے لیے مفید ہے۔

○

سلس بول، جریان، افراط حیض، بکیر دہی کے لیے

لکھ کر مریض کو پلائیں: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلِ
یَا اَرْضُ اَبْلَغِیْ مَآءُكَ وَیَا سَمَاءُ اَقْلَمِیْ وَغِیْضُ الْمَآءِ وَقَضِیْ
الْاَمْرِ قُلْ اَرَا یَتَمُّ اَنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمِنْ
یَا تِیْکُمْ بِمَآءٍ مُّعِیْنِ

بچے کی بد خوئی

لکھ کر گلے میں ڈالیں: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَلَبِثْنَا فِیْ کَھْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةِ سَنَیْنِ اَزَادُوْا
تِسْعًا یَوْمَئِذِ یَتَّبِعُوْنَ الدَّاعِیَ لَا عُوْجَ لَہُ وَخَشَعَتِ
الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا ہَمْسًا

نظر بد

ہلدی کی گٹھی پر تین بار الاسلام حق والکفر باطل
پڑھ کر دم کر کے آگ میں ڈالیں اور دھواں مریض کو پہنچائیں۔

چیچک

سات دانہ چاول سالم لے کر ہر ایک دانہ پر سات سات
بار سورۃ الکواثر پڑھیں۔ اول و آخر درود شریف تین تین بار بھی
پڑھیں اور مریض کو کھلائیں۔

برے ہمسائے کا دفع کرنا

سات پرانی قبروں کی مٹی جدا جدا لے کر ہر ایک پر سات سات بار سورہ کوثر پڑھ کر دم کریں اور مٹی کو کپڑے میں باندھ کر دیوانے میں ڈال دیں۔ منگل کو یہ کام کریں۔

دردِ سر

مریض کے سر پر یا باسٹ لکھ دیں۔ درد رفع ہو جائے گا۔

روٹھے کو منانا

اول و آخر درود شریف گیارہ بار درمیان میں مطلوب کا تصور کر کے یا اَوْدُوْد ہزار بار روزانہ پڑھیں۔ بفضلِ الہی راضی ہو جائے گا۔

دفعِ مشکل، احضارِ غائب، شفاءِ مرض

درمیانِ سنت فجر و فرض سورہ فاتحہ اِکتالیس بار پڑھیں۔ ضرورت مند خود پڑھے۔

دیوانہ کُتھا کاٹے

چالیس ٹکڑے روٹی کے بے کر ہر ایک پر انھم یکیدون کَیْدَا وَاکَیْد کَیْدَا اَنْھَلِ الْکَافِرِیْنَ اْمْھَلْھُمْ رُوْیْدَا

لکھ کر ہر روز ایک ایک ٹکڑا کھلائیں۔

افسر کے غصے سے بچنے کے لیے

کَھَلِیْعَصَ کَھَلِیْعَصَ ہر حرف پر دائیں ہاتھ کی انگلیاں بند کرے اور حَقِّقَ حَقِّیْتُ ہر حرف پر بائیں ہاتھ کی انگلیاں بند کرے۔ افسر کے سامنے دونوں ہاتھ کھول دے۔

جمع امراض کے لیے

آیاتِ شفا پینی کی پلیٹ پر لکھ کر پلاٹیں تین سے سات روز تک شفا حاصل ہوگی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وِیْثَقْ صَدُوْرُ قَوْمٍ مُّوْمِنِیْنَ وَشَفَا لِمَا فِی الصُّدُوْرِ یَخْرُجُ مِنْ بَطُوْنِہَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُہ فِیْہ شَفَا لِّلنَّاسِ وَنَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شَفَا قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ اٰمَنُوْا وَحَدِّیْ وَشَفَا

۳۳ آیاتِ قرآنیہ

سحر، سیاطین، چوروں، اور دزدوں سے حفاظت کے لیے یہ ۳۳ آیاتِ قرآنی لکھ کر اپنے پاس رکھے اور گھول کر پلائے تو سحر دفع ہو جائے گا۔ حضرت قبلہ خواجہ صاحب کا فرمان ہے کہ جو شخص ان آیات کو ایک بار صبح اور ایک بار شام کو پڑھے اَمَانِ اَلّٰہِی میں آجائے گا۔ کسی اسم اور دعا کی رجعت

اس پر اثر نہ کرے گی: بسم الله الرحمن الرحيم ○ آلم
 ذلك الكتاب لا ريب فيه هدى للمتقين ○ الذين
 يؤمنون بالغيب ويقيمون الصلوة ومما رزقناهم
 ينفقون ○ والذين يؤمنون بما أنزل اليك وما أنزل
 من قبلك وبالأخرة هم يوقنون ○ أولئك على هدى
 من ربهم وأولئك هم المفلحون ○ بسم الله الرحمن الرحيم
 الله لا اله الا هو الحي القيوم لا تأخذه سنة ولا نوم
 له ما في السموات وما في الارض من ذا الذي يشفع عنده
 الا باذنه يعلم ما بين ايديهم وما خلفهم ولا يحيطون
 بشئ من علمه الا بما شاء وسع كرسيه السموات
 والارض ولا يؤوده حفظهما وهو العلي العظيم
 لا اكراه في الدين قد تبين الرشد من الغي فمن
 يكفر بالطاغوت ويؤمن بالله فقد استمسك
 بالعروة الوثقى لا انفصام لها والله سميع عليم
 الله ولي الذين امنوا يخرجهم من الظلمات الى النور
 والذين كفروا اولياءهم الطاغوت يخرجونهم
 من النور الى الظلمات أولئك أصحاب النار هم فيها
 خالدون ○ اور تین آیات سورہ بقرہ کے آخر کی بسم الله الرحمن الرحيم
 لله ما في السموات وما في الارض وان تبدوا ما في
 او تخفوه يحاسبكم به الله فيغفر لمن يشاء ويعذب
 من يشاء والله على كل شئ قدير ○ امن الرسول بما أنزل

اليه من ربه والمؤمنون كل آمن بالله وملائكته و
 كتبه ورسوله لا نفرق بين احد من رسوله وقالوا
 سمعنا واطعنا غفرانك ربنا واليك المصير ○ لا يكلف الله
 نفسا الا وسعها لهما ما كسبت وعليهما ما اكتسبت ربنا
 لا تؤاخذنا ان نسينا او اخطانا ربنا ولا تحمل علينا اصر
 كما حملته على الذين من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا
 طاقة لنا به واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت
 مولينا فانصرنا على القوم الكافرين ○ اور تین آیات
 سورة اعراف کی ان ربکم الله الذي خلق السموات والارض
 في ستة ايام ثم استوى على العرش تف يفتي الليل النهار
 يطلبه حثيثا والشمس والقمر والنجوم مسخرات
 بامره الا له الخلق والامر تبارك الله رب العالمين ○
 ادعوا ربكم تضرعا وخفية انه لا يحب المعتدين ○
 ولا تفسدوا في الارض بعد اصلاحها وادعوه خوفا وطمعاً
 ان رحمة الله قريب من المحسنين ○ اور سورة نبي اسر ایل
 کی آخری آیات قل ادعوا الله وادعوا الرحمن ايامات دعوا
 فله الاسماء الحسنی ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت
 بها وابتغ بين ذلك سبيلا ○ وقل الحمد لله الذي
 لم يتخذ ولداً ولم يكن له شريك في الملك ولم يكن له
 ولي من الدن ولا من الدن ولا من الدن ○ اور سورة صافات کی
 ابتدائی دس آیات والصفات صفات ○ فالزجرات زجراً ○

فَالْتَلَيْتَ ذِكْرًا ۝ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بَزِينَةٍ
الْكَوَاكِبِ ۝ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝
لَا يَسْمَعُونَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اِلَّا عُلٰى وَيَقْدِفُونَ مِّنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝
دَحْوَزًا وَلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝ اَلَا مَن خَطَطَتِ الْخُطْفَةُ
فَاتَّبَعَهُ شَهَابٌ ثَاقِبٌ ۝ فَاسْفَتْهُمْ اَمْرًا شَدَّ خَلْقًا
اَم مِّنْ خَلْقِنَا اِنَّا خَلَقْنَهُمْ مِّنْ طِينٍ لَّا زَبٍ ۝ اور سورۃ رحمن
کی دو آیات یا معشر الجن والانس ان استطعتم ان
تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لا تنفذون
الا بسلطان ۝ فَبِأَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ يرسل
عليكم ما شواظ من نارٍ وَنُحَاسٍ فَلَا تَنْتَصِرَانِ ۝
اور سورۃ شکر کی آیات لَوَ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاٰتِهٖ
خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَتِلْكَ اِلْمَثَالُ فَنَضْرِبُهَا
لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
عِلْمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۝ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ
لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقَدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهِیْمُ الْعَزِیْزُ
الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُونَ ۝
هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی یَسِبحُ
لَهُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ اور
سورۃ ن کی آیات قُلْ اَوْحٰی اِلَیَّ اِنَّہٗ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ
فَقَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ یَهْدِیْ اِلَی الرِّشْدِ فَاَمْنَابُ

وَلَنْ نَّشْرُکَ بِرَبِّنَا اَحٰدًا ۝ وَاِنَّہٗ تَعَالٰی جَدُّ رَبِّنَا
مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝ وَاِنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ سَفِیْہِنَا
عَلٰی اللّٰهِ شَطَطًا ۝ یہ وہ تینتیس آیات ہیں۔
بعض لوگ ان پر سورۃ فاتحہ، قد یا ایہا الکفریون
قل هو اللہ احد اور معوذتین زیادہ کرتے ہیں۔

برائے چپک

نیلے دھاگے پر سورۃ رحمن پڑھے۔ جب تکذبن پر پہنچے
ایک گرہ دے کر دم کرے۔ اسی طرح یہ آیات سورہ میں آتیس بار
آتی ہے۔ تو آتیس گرہ دے کر سورۃ پوری کر کے سب پر دم کر کے
بچے کے گمے میں ڈال دے۔

اسماء اصحاب کہف

یہ امان ہیں غرق، حرق (جلنا) چوری، غارت، امراض و عجات
کے لیے یکہ کر مکان، مال و متاع یا کشتی میں رکھیں۔ سب محفوظ
ہوں گے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ الہی بحرمت
یَمْلِیْخَا، مَکْسَلْمِیْنَا، کَشْفُوْطَط، تَبْلُوْنَس۔
اِذْرِفَطِیْوْنَس، کَشَافَطِیْوْنَس، یَوَانَسْ بُوْس وَکَلْبِہُمْ
قَطْمِیْر وَعَلٰی اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِیْلِ ۝

قضاء حاجات

غم و اندوہ دور ہوں۔ چار رکعت نماز نفل پڑھیں۔ پہلی رکعت میں الحمد شریف کے بعد لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ○ فاستجبنا له ونجينا له من الغم وكذلك ننجي المؤمنين ○ سو بار پڑھیں اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد رَبِّ اني مسني الضر وانت ارحم الراحمين ○ سو بار پڑھیں۔ تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد و افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر العباد ○ سو بار پڑھیں چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد حسبنا اللہ ونعم الوکیل سو بار پڑھنا ہے۔ سلام کے بعد رب انی مغلوب فانتصر سو بار کہے اور اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگے۔

جنات کی سنگ باری

لوہے کی چار مینیں لے کر ہر ایک میخ پر پچیس بار پڑھ کر مکان کے کونوں میں گاڑ دے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ انھم یکیدون کیدًا واکید کیدًا فہل الکافرین امہلہم رویدا ○
ایضاً اسماء اصحاب کعب لکھ کر چاروں طرف دیوار پر لٹکادیں۔ سنگ باری دور ہو جائے گی۔

○

علاج عقیمہ

ہرن کے چمڑے پر زعفران و عرق گلاب سے لکھ کر کمر میں باندھے ان شاء اللہ حمل ہوگا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ولوان قرآنًا سیرت بہ الجبال اوقطعت بہ الارض او کلمہ بہ الموتی بل للہ الامر جمیعاً ○ افلم یأیش الذین امنوا ان لویشاء اللہ لہدی الناس جمیعاً ○

ایضاً برائے حمل: اکتالیں لونگ لے کر ہر ایک لونگ پر سات بار پڑھ کر دم کرے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ او کظلمت فی بحر لّٰجی یغشہ موج من فوقہ موج من فوقہ سحاب ○ ظلماتاً بعضہا فوق بعض اذا اخرج یدہ لم یسع یدہا ○ ومن لم یجعل اللہ لہ نوراً فمالہ من نور ○ ہر رات ایک لونگ کھائے۔ اوپر پانی نہ پیے۔ ہر رات کو قربت کریں۔ یہ عمل جب حیض سے پاک اسی روز شروع کریں۔

حفظ جنین در شکم مادر

عورت کے قد کے برابر زرد رنگ کا اکتالیں تار دھاگے لے کر سات بار پڑھ کر دم کر دے ایک گرہ دے کر عورت کی کمر میں باندھے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ واصبر وما صبرک الا باللہ ولا تحزن علیہم ولا تک فی حنیق مما یمکرون ○ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین هم محسنون ○ اور قل

یا ایہا الکُفرون پوری سورت سات بار پڑھ کر ہر بار دعا گے
پر دم کریں اور گرہ لگائیں۔

دفع مشکل

یابدیع المعائب بالخیر بارہ روز تک روزانہ ایک ہزار
دوسو بار پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ مشکل حل کرے گا۔

برائے دروزہ

کاغذ پر لکھ کر پاک کپڑے میں باندھ کر بانیں ران پر باندھیں
بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ والقت مافیہا وتخلت واذنت
لربہا وحقت امیہا اشرامیہا ○

جس عورت سے لڑکیاں ہوں لڑکے کیلئے

حمل کے تین ماہ کے اندر ہرنی کے چمڑے پر گلاب و زعفران
سے لکھ کر کمر پر باندھے: بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ اللہ یعلم
ما تحمل کل انثیٰ وما تفيض الارحام وما تزداد وکل
شیء عنده بمقدار ○ عالم الغیب والشہادۃ العکبر
المتعال ○ یاد کریں ان انبشردک بغلام اسمہ یحییٰ
لم نجعل لہ من قبل سمیاً ○ بحق مریم و عیسیٰ ابنہما صالی طویل العمر
بحق محمد وآلہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

○

برائے مسان (بچہ زندہ نہ بچتا ہو)

اچان اور کالی مرج لے کر سوموار کو بوقتِ ظہر سورۃ "والشمس"
اِکتالیس بار پڑھے۔ ابتداء و انتہا درود شریف پر ہو۔ ظہورِ حمل پر
روزانہ تھوڑا تھوڑا کھاتے رہیں۔ جب تک بچہ دودھ پینا نہ چھوٹے
ان شاء اللہ لمبی عمر والا ہوگا۔

جو عورتیں لڑکیاں جنیتی ہوں

عورت کے پیٹ پر انگشت شہادت سے ستر دائرے بنائیں
ہر بار انگلی پھیرتے ہوئے یا مَتِّین کہیں۔ بفسندہ تعالیٰ لڑکا
پیدا ہوگا۔

جانوروں کی بیماری گل گھوٹو کا دفع کرنا

ایک تعویذ لکھ کر نلی میں دوسرا لکھ کر پانی میں گھولیں۔ اور
جانوروں کے منہ پر چھینٹے ماریں: بسم اللہ الرحمن الرحیم
اللہ ولی الذین آمنو یدفع عنہم من الظلمات الی النور والذین
کفروا اولیاء وہم الطاغوت یدفعونہم من النور الی
الظلمات اولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون

دفع زنا

دفع زنا کے لیے عَلَیْہِمُ الشُّقَّةُ پڑھے۔ اور اگر اس کو پڑھ

کرتھوں میں چلا جائے تو کچھ ایذا نہ دیں گے۔

مرض لادوا

(جس سے اطباء عاجز ہوں)

سفید چینی کی پلیٹ پر لکھ کر چالیس روز پلائیں **يَا حَيُّ حَيِّنْ**
لَا تَحْيَ فِي دَيْمُومَةٍ مُلْكِهِمْ وَبَقَاةٍ يَا حَيُّ ○ اگر سورۃ
فاتحہ پلائیں تو زود اثر ہوگا۔

گم شدہ چیز کی بازیابی

بلا کی بیشی ایک سو اسی بار **يَا حَفِظُ** پڑھیں۔ اور
يَا حَيُّ اِنَّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَفَرَةٍ
اَوْ فِي التَّسْمُوتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاتِ بِهَا اللّٰهُ بھی ایک سو اسی
بار پڑھیں واپس مل جائے گا۔

برائے تپ لرزہ

لکھ کر پلائیں : **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ** ○ براءۃ من
اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ اَلِیْ اَمْلَدُمُ الْقِيَامَ كُلَّ اللّٰحْمِ
وَتَشْرَبُ الدَّمُ وَتَهْشَمُ الْعَظْمُ اَمَّا بَعْدُ یَا اَمْلَدُمُ
اَنْ كُنْتُ مُؤْمِنَةً فَبِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
وَ اَنْ كُنْتُ یَهُودِيَّةً فَبِحَقِّ مُوسَى الْكَلِیْمِ عَلَیْهِ
السَّلَامُ وَ اَنْ كُنْتُ نَصْرَانِيَّةً فَبِحَقِّ الْمَسِيْحِ عِیْسَى

بن مریم علیہما السلام ان لا اكلت لفلان ابن فلانة لحما
ولا شربت له دما ولا هشت له عظما وتحولت عندی من
اتخذ مع الله الها آخر لا اله الا هو العزيز الحكيم
الافانت نبریئة من الله تعالى والله تعالى برئ
منك حسبنا الله ونعم الوكيل ولا حول ولا قوة
الا بالله العلی العظیم ○ وصلی اللّٰہ علی سیدنا محمد و
آلہ واصحابہ وسلم ○

ایضاً: آیت قلنا ینار کونی بردا و سلاماً علی
ابراہیم ○ لکھ کر تپ والے کو پلائیں۔

خناریہ

مریض کے قد کے برابر چڑے کا تسمہ لے کر تین بار سورۃ اخلاص
پڑھ کر گرہ دیں۔ ہر گرہ کا فاصلہ تین انگل ہو۔ اسی طرح تین بار سورۃ
اخلاص پڑھ کر گرہ دیتے جائیں۔ اسی طرح تمام تسمہ پورا کریں۔ اور
پھر مریض کے گلے میں باندھیں۔

ایضاً: تسمہ چرم مریض کے قد کے برابر لے کر اتالیس گرہ
دے ہر گرہ پر ایک بار پڑھیں **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ** ○
اعوذ بعزة الله وقوة الله وعظمة الله وبرهات الله
وسلطان الله وكنف الله وجوار الله وامان الله
وحرز الله وصنع الله وكبرياء الله وكمال الله
لا اله الا الله محمد رسول الله من شر ما اجد ○

پڑھ کر دم کریں۔ مریض کی گردن میں باندھیں۔

ضعف بصر

بعد ہر نماز تین بار پڑھ کر آنکھوں پر دم کریں فکشفنا
عنك غطاءك فبصرک الیوم حدید ○

مرگی کے لیے

تلبے کی پتری پر اتوار کو کندہ کریں اور گلے میں ڈالیں۔ ایک
طرف: یا قہار ذو البطش الشدید انت الذی لا یطاق
انتقامہ یا قہار لکھیں۔ اور دوسری طرف: یا مذل کل
جبار عنید بقہر عزیز سلطانہ لکھ کر گلے میں ڈالیں۔

برائے امراضِ سخت

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ اعوذ بکلمات
اللہ التامات کلہا من شر ما خلق ○ اعوذ بکلمات
اللہ التامات الہامات من غضبہ وعقابہ ومن
شر عبادہ ومن شر ہمزات الشیاطین و ان
یحضرون ○ بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ
شیء فی الارض ولا فی السماء وهو السميع العليم ○
یا شافی ○ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ○ یا شافی
○ وصلى الله على خير خلقه محمد وآله

واصحابہ اجمعین ○ لکھ کر بازو یا گلے میں باندھیں۔
اگر تمام بدن میں درد ہو تو اس تعویذ کو لکھ کر پلائیں،
تھوڑا سا پانی بچا کر کڑوے تیل میں ملا کر مقام درد پر ملیں۔

بچے کا تمام آفات و امراض سے محفوظ رہنا

لکھ کر گلے میں باندھیں بسم اللہ الرحمن الرحیم
اعوذ بکلمات اللہ التامۃ من کل عین لامة ومن
شر کل شیطان و ہامۃ تحضت بحصن الف الف
لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ○ وصلى الله
على خير خلقه محمد وآله واصحابہ اجمعین ○

مُحافظتِ نیتِ اِعت

کاغذ پر لکھ کر اوپر نیچے کوری ٹھیکری دے کر درمیان میں بند
کریں اور کھیت کے درمیان دفن کریں: بسم اللہ الرحمن الرحیم
یا رزاق العباد یا خالق الخلاق یا فاطر السموات ویا
منبت الزرع فی الارض والنبات ویا مجیب الدعوات
ادفع من هذا الزرع شر الہوام والوحوش وشر الفارۃ
والخنایر المفسدة وارزقنا رزقاً حسناً وصلى الله على
خير خلقه محمد وآله واصحابہ اجمعین ○

الاباعث يارب صلى الله على خير خلقه محمد وآله
 واصحابه اجمعين ○ لکھ کر مقام درد پر باندھیں۔

مال جلدی فروخت ہو

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○ فَاستَبشروا بِبَيْعِكُمُ
الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ ○ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ○ وَصَلَّى
اللَّهُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلَّمَ بِكُلِّ
أَيِّ مَالٍ فِي رُكْعَةٍ جَدِي بِكَ جَلْتُ غَا.

تیزی ذہن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اللّٰهُمَّ نُوْرِ قَلْبِیْ بِعِلْمِکَ
وَ اِشْرَاحِ صَدْرِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ وَ اسْتَعْمَلْ بَدَنِیْ
بِطَاعَتِکَ وَ بَارِکْ وَ سَلِّمْ ○ سبق شروع کرنے
سے پہلے سات بار پڑھ کر سینہ پر دم کریں۔

بچے کا رونا

ط ط ط ط ط ط ه ه ه ه ه ه قدوس
قدوس قدوس قدوس قدوس قدوس
وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین
لکھ کر بچے کے گلے میں باندھیں۔

0

دافع تپ ہر قسم

گھنچے ۝ ذکر رحمت ربك عبده زكريا ۝
 اذ نادى ربه نداء خفيا ۝ قال رب انى ومن العظم
 منى واشتعل الرأس شيبا ولم اكن بدعاك
 رب شقيا ۝ وصلى الله على خير خلقه محمد وآله
 واصحابه اجمعين ۝ کاغذ پر لکھ کر گلے میں باندھیں۔
 اور تین پرچوں پر : يَا مُحِيطُ ^{اللہ} ^{اللہ} لکھ کر تین دن
 مریض کو کھلائیں۔

دفع بواسیر

یاریحیم کل صریخ و مکروب و غیاثہ
و معازہ یاریحیم و صلی اللہ علی خیر خلقہ مُحَمَّد
وَالْہِ وَاَصْحَابُہِ اٰجَمِیْنَ ○ لکھ کر کمر میں باندھیں۔
اور اگر صبح و شام سورۃ فاتحہ با تسمیہ سات بار پڑھ کر
ہاتھ پر دم کر کے اپنے آگے پیچھے زانو تک پھیر لیں۔
ناف سے زانو تک اگر صرف تسمیہ سات بار پڑھ کر دُم
کریں تو بواسیر دفع ہو جائے گی۔

دفع درد

اللهم انت الباعث وانا المبعوث ومن يدع المبعوث

برائے دفع طحال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ ان اللّٰه یمسك
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُولَا وَلَنْ يَّزَالَتَا اِنْ اِمْسَكَهَا
مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهِ كَانَ اللّٰهُ حَلِیْمًا غَفُورًا ۝ یَا طَحَال
اَرْجِعْ اِلٰی مَكَانِكَ بِحَقِّ اَبِی بَكْرٍ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ
تَعَالٰی عَنْهُ ۝ بکھ کر طحال پر باندھیں۔

ایضاً: سات تہ نیلے کپڑے کر کے تر کریں اور طحال
پر رکھیں، کپڑے پر کوری ٹھیکری رکھ دیں، اوپر انگارے رکھ کر
اوپر تعویذ رکھ دیں۔
تعوذ یہ ہے:

ہی

یرقان

لبے پتوں کا گھاس لے کر ایک طرف سے مریض پکڑے اور
دوسری طرف سے خود پکڑیں، بائیں ہاتھ سے۔ دائیں ہاتھ میں چاقو
لیں۔ ایک بار سورۃ الم نشرح باتمیہ پڑھ کر چاقو سے گھاس
کائیں۔ اس طرح سات بار کریں۔ اول و آخر درود شریف بھی ضرور
پڑھیں، یہ عمل تین اتوار کریں۔ یرقان ختم ہو جائے گا۔

ختم قادیہ

حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ حصول

جمع مقاصد اور حل مشکلات دینی و دنیاوی: اول درود شریف ایک
سو بار۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل پانچ سو بار۔ درود
شریف ایک سو بار ہمیشہ پڑھے، جب تک مطلب حاصل
اور مشکل حل نہ ہو۔ ثواب حضرت غوث الثقلین کی روح مبارک
کو دے کر دُعا مانگیں۔ آپ کا واسطہ قبولیت دُعا کا ضامن ہے۔

دوسری شادی کی خواہش

کسی کی بیوی مرگئی ہو اور وہ دوسری شادی کرنا چاہے تو یہ
دُعا پڑھے: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ فِیْ
مُصِیْبَتِیْ هَذِهِ وَاَخْلِفْ لِیْ خَیْرًا مِنْهَا ۝ جب تک کہ شادی
نہ ہو جائے پڑھتا ہی رہے۔

برائے حُب

دائیں بازو پر خوشبو لگا کر باندھیں:

محبونہم کحب اللہ	والذین امنوا شد جبالہ	والقیت علیک محبۃ منی	ازحب الخیر لشدید
یا غفار ۱	یا کریم ۱۳	یا کریم ۱۱	یا ودود ۸
ازحب الخیر لشدید	والذین امنوا شد جبالہ	محبونہم کحب اللہ	ازحب الخیر لشدید
یا ودود ۱۲	یا کریم ۷	یا رحیم ۲	یا لطیف ۱۳
والذین امنوا شد جبالہ	محبونہم کحب اللہ	ازحب الخیر لشدید	والقیت علیک محبۃ منی
یا لطیف ۶	یا رحمن ۹	یا رحیم ۱۶	یا رحمن ۳
والقیت علیک محبۃ منی	ازحب الخیر لشدید	محبونہم کحب اللہ	والذین امنوا شد جبالہ
یا رحمن ۱۵	یا ودود ۳	یا کریم ۵	یا رحیم ۱۰

الحب فلاں بن فلاں علی حب فلاں بنت فلاں

[illegible]

تعوید درد چشم

يابدوج	يابدوج	يابدوج
يابدوج	يابدوج	يابدوج

يَاوُح يَاوُح يَاوُح يَاوُح يَاوُح يَاوُح

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○ فَكُتِبْنَا عَلَيْكَ
عِطَانُكَ فَبَصُرَكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ ○ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى
خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ
لکھ کر آنکھ پر باندھیں۔

ع م ن ع م ن ع

حرم حرم حرم حرم حرم وجاء الله النصر فلعين انصرون
وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد الله وآله واصحابه اجمعين

بقائے حمل کے لیے

يا قابض	يا قابض	يا قابض
يا قابض	يا قابض	يا قابض
يا قابض	يا قابض	يا قابض

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○ يَا حَيُّ خُذْ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ وَأَتَيْنَاهُ
الْحُكْمَ صَبِيحًا ○ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

تعوید برائے ناف کاٹنا

[illegible]

طَلسم حضرت علی کرم اللہ وجہہ

حفاظت از جادو، مُصیبت، امراض، باعزت و ابروفتوحاتِ نبوی اور فیوضات حاصل ہوتے ہیں۔

خمس ہاءات وخط فوق خط و صلیب حولہ سبع نقط
ثمرہمزت اذا اعددتها فی سبع لایری فیہا الغلط
ثمر و او ثمر ہاء بعدہ ثمر صاد ثمر میم فی الوسط
و بہا یدفع عن حاملہا کل سحر و بلاء و سخط

یشفی الاسقام والداء الذی
عجزت عنہ الاطباء النمط



○

عمل

اللہ تعالیٰ اور مشائخ عظام کی بخت، گناہوں کی مغفرت،
فرانجی رزق، اداء قرضہ کے لیے یہ درود شریف بلا نامہ دن رات میں
ہزار بار پڑھیں: اللہم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد
افضل صلواتک بعدد معلوماتک و بارک وسلم علیہ ○

○

دردِ ذملاں، دردِ سر، دردِ ریاح

پاک ریت بچا کر اس پر درج ذیل حروف لکھیں:

ا ب ج د ه و ز ح ط ی

درد والا شخص درد کی جگہ اپنے انگوٹھے اور انگلی سے پزکر
بیٹھے۔ آپ چاقو یا پٹھری یا میخ لے کر اس کی نوک "الف" پر رکھ کر
ایک دفعہ سورۃ فاتحہ پڑھیں، دم کر کے دبائیں اور مریض سے
پوچھیں کہ آرام آیا یا نہیں؟ ورنہ پھر "ب" پر نوک رکھ کر دو
بار سورۃ فاتحہ پڑھیں۔ اسی طرح "ج" پر تین بار سورۃ فاتحہ عدد
حرف کے مطابق پڑھیں۔ جہاں درد ختم ہو چھوڑ دیں۔

سفر سے بخیر و خوشی واپسی ہو

سفر پر جلتے وقت سات بار آواز سے مسجد میں اذان کہیں
اور واپس آنے تک ہمیشہ ہر نماز کے وقت سات بار اذان کا ورد
رکھیں۔ سفر بخیر و خوشی کئے گا۔

مطالبِ دینی و دنیاوی کے حصول کیلئے

کثرت سے استغفار اس طرح پڑھیں: استغفر اللہ استغفر اللہ
تا کہ تسبیح پوری ہو جائے۔ آخر میں استغفر اللہ تعالیٰ ربّی
من کل ذنب و اتوب الیہ کئے۔

تَعْوِذَاتُ

چند تعویذات اور عمل حضرت خواجہ ثانی حضرت مولانا غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کے بیاض "عجائبات محمدی" سے پیر بھائیوں کے فائدے کے لیے ایذا دیے گئے ہیں۔

لکھن اور دودھ زیادہ ہو

سورة انا انزلناه ۱۴ بار - اول و آخر درود شریف ۱۴ بار پڑھ کر مٹوری پر دم کریں - اور مدھانی پر یہ تعویذ باندھیں:

انا اعطینا	لک الکوش	ان شانک	هو الابتر
فصل	لربک	وانحر	بعق
برین	حافظ بکو	وايلا مین	نا امین

ایضاً لکھن زیادہ ہو

پہلے سوا روپیہ شیرینی لے کر تعویذ لکھیں۔ مدھانی میں باندھیں:

بسم الله الرحمن الرحيم

اللہ تعالیٰ بحضرت حضرت ابوبکر الصديق رضی اللہ عنہ

اللهم بارک و زد مسکة و ذبیب هذه المرأة
بحضرت سليمان بن داود علیہما السلام

یا وهاب یا جافظ یا وهاب

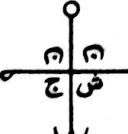
وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

دردِ کان یا کان بند ہو

یہ تعویذ لکھ کر کان پر لٹکائیں۔ ان شاء اللہ شفا ہوگی:

۲۳	۲۲	۲	۸
۳	۷	۲۰	۲۵
۳۲	۳۳	۹	۱
۴	۶	۳۴	۳۱

دردِ دندان

لکھ کر دانت پر رکھ کر دبائے:  ان شاء اللہ شفا ہوگی۔

باری کے بخار کے لیے

بخار ہونے سے دو گھنٹے پہلے پیپل کے سات پتوں پر لکھ
کر ان پتوں کو مریض پاٹ لے : یا تم شیخا و یا شعوثا
و یا شعیشا برحمتک یا ارحم الراحمین

رُکاوٹ آدھی

شہادت کی انگلی سے ہوا میں ابتداء سے انتہا تک
بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنے سے آدھی رُک جاتی ہے۔

بندشِ ژالہ باری

بسم اللہ الرحمن الرحیم و ما محمد الا رسول ... الخ
کاغذ پر لکھ کر ایک کانے پر لٹکا کر ژالہ میں رکھ دے۔ انشاء اللہ
ژالہ باری ختم ہو جائے گی۔

فراخی رزق

ہر روز بعد نمازِ عشاء ایک بار سورۃ واقعہ کی تلاوت کرنا باعث
فراخی رزق ہے۔

برائے ہر مشکل و حاجاتِ قلبی و ضروریات

نمازِ تہجد کے بعد ہزار بار یا کرت پڑھیں۔ ست مفید ہے۔

فال نامہ اصلی

فالنامہ فالنامہ فالنامہ فالنامہ فالنامہ فالنامہ فالنامہ فالنامہ

فیہ	یوسل	ولا تعیل	اولی	الصدق	لیس	یخرج	فیہ	لیس
خیرات	الی	فی ہذا	بذا الامر	اولی	فی ہذا الامر	من	حصول	فی ہذا
و بشارت	مراد	الامر	عسیر	حسن	صواب	اعظمت	المراد	الآتی
و وصول	مطلوب	یسیر	وعاقبہ	یحصل	وترکہ	و نسران	والعزۃ	منفعت
سرور	عنقریب	خیر	یسر	مراہ	احسن	الی سرور	والاولیۃ	والانصرۃ

طریقۃ فال

اول تین بار درود شریف سُبْحَنَ اللّٰہُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ اللّٰہُ اکبر ایک بار۔ قل هو اللّٰہُ احد ایک بار۔
آیت و عندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہُو پوری آیت
ایک بار۔ اور درود شریف تین بار پڑھ کر دائیں ہاتھ والی شہادت
کی انگلی پر دم کر کے کسی خانے میں رکھے۔ اس نمبر کے سارے
خانے ملا کر جواب حاصل کرے۔

ہر مشکل کا حل

حَسْبِيَ رَبِّيَ الْكَافِيُّ نُورُ
مِیں فریادی تیرا توں کن فریاد رسولؐ
سو بار روانہ رات کو بعد نمازِ عشاء ۴۱ دن پڑھیں

بچھو کا درد

وإذا بطشتم بطشتم جبارين فاتقوا الله
 واطيعون ۲۳ بار پڑھے اور اول و آخر ۳ دفعہ درود شریف
 پڑھ کر دم کرے۔

دردِ سرِ طلوعی

اُبھر سمجھ اُبھارا میں جیتا میں ہارا
یا تیدے سر تے پھلیندا کمارا
اُنوں بلانی سواناں یڑھ کلمہ تھیوں چھٹکارا

۹ بار قبل از طلوع آفتاب تین دن تک پڑھیں۔

جميع امراض جانوراں

سطر اول ۱۶ "ق"
سطر دوم ۱۵ "ق"
سطر سوم ۱۵ "ق"

ياحى حين لاحى فى ديسومة ملكه وبقائه ياحى

نصر	من	اللہ	فتح قریب
جبرائیل	میکائیل	اسرائیل	عزرائیل
توراة	انجیل	زبور	فرقان
حق یا اک	نعبد	دایاک	نستعین

~~م م م م م م م م // ه ه ه ه ه ه
::
و و و و و و~~

لا مرد جاء الله النصر فعلىنا لا ينصرون
 الهى بحرمت محمد صلى الله تعالى على خير خلقه واله
 واصحابه اجمعين بحرمت حضرت حاجى دوست محمد
 قندهارى و حضرت مولوى محمد عثمان دامانى و حضرت
 مولوى سراج الدين دامانى از آفات و بليات و امراض و سحر و جادو،
 و چشم بد و دروغ بد و ارو صحت كامله و شفاء عاجله نصيب گرواں۔

خُلفاء
حضرت پیرِ سواک
رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی

ن	والقلم	وما	يسطرون
والقلم	وما	يسطرون	ن
وما	يسطرون	ن	والقلم
يسطرون	ن	والقلم	وما
ن	والقلم	وما	يسطرون

چاندی کے تعویذ میں لپیٹ کر گلے میں لٹکائیں۔

مرگی، اُمّ القُصیان

تمام آفات سے محفوظ۔ جس مکان میں ہوگا وہ مکان محفوظ ہوگا۔
نوجندی جمعہ کی رات کو غسل کر کے شیرینی پر فاتحہ موکلاں اخلاص کا
دے۔ خوشبو جلائے۔ ۱۴ بار درود شریف اور سورۃ اخلاص چار سو بار
پڑھ کر تعویذ لکھیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ لَمْ يَكُنِ يَدْرِي

قتل	هو	الله	احد	الله	الصمد	لم	يولد
هو	الله	احد	الله	الصمد	لم	يولد	ولم
الله	احد	الله	الصمد	لم	يولد	ولم	يولد
احد	الله	الصمد	لم	يولد	ولم	يولد	ولم
الله	الصمد	لم	يولد	ولم	يولد	ولم	يكن
الصمد	لم	يولد	ولم	يولد	ولم	يكن	له
لم	يولد	ولم	يولد	ولم	يكن	له	كفوا
يولد	ولم	يولد	ولم	يكن	له	كفوا	احد

مجلس

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضرت خواجہ گل حسن صاحب مرشد آبادی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی

آپ قومیت کے لحاظ سے ”پنوار“ ہیں۔ آبائی پیشہ کاشتکاری اور طبابت تھا۔ آپ کے اسلاف صاحبِ دل، متقی، پرہیزگار، اور صاحبِ عزت و حشمت تھے۔

آپ ۱۲۸۲ھ میں پیدا ہوئے۔ ”اظہارِ گل حسن آباد“ سے آپ کا سن ولادت ظاہر ہوتا ہے۔ فطری طور پر ”مختون پید ہوئے“ بچپن ہی سے شوقِ الہی کی طرف طبیعت راغب تھی۔ آپ کے والد ماجد ایک مرتبہ آپ کو اپنے پیر و مرشد خواجہ صالح محمد صاحب سجادہ نشین دربار سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس لے گئے تو حضرت سجادہ نشین صاحب نے ازراہ شفقت بچے کو گود میں اٹھا لیا۔ چنانچہ آپ نے گود میں اللہ کا ذکر شروع کر دیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا: ”سبحان اللہ! یہ لڑکا اپنے زمانہ میں یکتائے روزگار ہوگا۔ اور اللہ کی مخلوق اس سے فیض حاصل کرے گی۔“

آپ نے قرآن مجید مع تجوید پڑھنے کے بعد علومِ شرعیہ کی تحصیل کی اور اس کے بعد شادی کر لی۔ ایک فرزند اور دو صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ اور بچپن میں ہی ان کا وصال ہو گیا۔

چند سال کے بعد اہلیہ فخرمہ فوت ہو گئیں۔ برادری کے لوگوں نے دوسری شادی کی درخواست کی مگر آپ نے قبول نہ فرمایا۔ اور اپنی جوانی خدمتِ دینِ متین اور اشاعتِ سلسلہ اور ذکر و عبادت میں گزار دی۔

آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ غلام حسن صاحب سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کی غلامی اور خدمت کے سلسلہ میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ حتیٰ کہ پچاس پچاس اونٹ تربوز کے اور تین صد کے قریب شتر بار لکڑیوں کے لنگر شریف میں بیچتے۔ اونٹ، گائے، بھیر، بکری، نقد و جنس جس قدر ہو سکتا اپنے پیر و مرشد کے لنگر میں پیش کرتے۔ اور فرماتے کہ میں لنگر کا خادم ہوں، یہ سب مال لنگر کا ہے۔

آپ ۱۳۳۲ھ میں باون سال کی عمر میں خرقہٴ خلافت سے بہرہ ور ہوئے۔ آپ نے بہت زیادہ ریاضت اور مجاہدہ کیا ہے۔ اس قدر شب بیدار تھے کہ آپ کے عبادت خانہ کی چھت کے ساتھ ایک رسی لٹکی رہتی اور اس سے اپنی زلفوں کو باندھ لیتے، تاکہ نیند نہ آئے۔ نو سال تک کوئی غذا تناول نہ فرمائی۔ کبھی بیضہٴ مرغ اور روغنِ زرد ملا کر روزہ افطار کرتے۔

آپ اس حد تک کامل التقویٰ تھے کہ ہر غذا با وضو تیار کرائی جاتی تھی اور با وضو ہی تناول فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ عوام و خواص کے لیے لنگر شریف بھی با وضو پکایا جاتا۔ اگر

کوئی کھانا مشتبہ ہوتا تو آپ خود بھی پرہیز کرتے اور دوسروں کو بھی روک دیتے۔ درویشوں کو ترکِ مستحب پر بھی تنبیہ فرماتے تھے۔ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ "سیف الرحمن" آپ کا لقب تھا۔

جب آپ بیمار ہوئے تو اپنے بہانجے مولانا مولوی عبدالغفور صاحب کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ اور فرمایا کہ بارگاہِ رسالت سے اس سلسلہ میں مجھے اشارہ ہوا ہے۔

ایک دن بمقام "انگرا" نزد دریا خان اقامت فرماتے عشاء کے وقت وضو کرتے ہوئے فرمایا: "لوگ کہتے ہیں فقیروں کے حواس درست نہیں رہتے۔ مجھے تو اتنا معلوم ہو رہا ہے کہ میری موت چاند کی پہلی تاریخ کو، سوموار کی رات مغرب و عشاء کے درمیان جامع مسجد جمعہ شاہ ڈیرہ اسماعیل خان میں ہوگی۔"

آپ کو "ذیابیطس" کا مرض لاحق ہوا۔ علاج کے لیے کافی عرصہ ڈیرہ اسماعیل خان جامع مسجد جمعہ شاہ میں اقامت گزیر رہے۔ آپ یہ شعر پڑھتے تھے:۔

ہزار عیش تصدق کنم بقطرہٴ غم

کز غم ہمیشہ رفیق است و عیش خوابِ خیال

وصال سے کچھ دن پہلے علماء و اقارب اور مخلص مریدین کی موجودگی میں حضرت مولانا عبد الغفور صاحب کو تمام سلاسل میں اجازت عطا کر کے اپنا سجادہ نشین منتخب فرمایا۔

حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پہلے گزر چکا ہے آپ نے فرمایا: "فقیر کے پاس ایک مرد آیا تھا، مگر افسوس کہ زندگی نے اُس سے وفا نہ کی۔"

حضرت خواجہ فقیر سلطان علی صاحب قدس سرہ العزیز سے سنا گیا، آپ نے فرمایا کہ: "میرے شیخ (حضرت خواجہ غلام حسن پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ) فرماتے تھے کہ: اگر کسی نے ادب سیکھنا ہو تو مولوی گل حسن صاحب سے سیکھے۔"

حضرت پیر سواگ کی بارگاہ میں ہمیشہ آپ کا سر جھکا رہتا تھا۔ نگاہیں نیچی ہوتیں اور دو زانو بیٹھتے۔

یکم جمادی الاخریٰ ۱۳۵۶ھ سوموار کی رات کو بوقت آٹھ بجے جامع مسجد جمعہ شاہ ڈیرہ اسماعیل خان میں دار الفنا سے دار البقا کی طرف انتقال فرمایا۔

"گل حسن گل باغ عدن ہو" تاریخ وصال ہے۔

آپ کے وصال کے بعد حضرت مولانا عبد الغفور صاحب منصب خلافت پر فائز رہے۔ اور حضرت خواجہ عبد الغفور صاحب کے وصال شریف کے بعد اس وقت مُرشد آباد شریف میں آپ کے صاحبزادہ حضرت مولانا عبد المعید صاحب سجادہ نشین ہیں۔

حضرت خواجہ گل حسن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے سالہا سال قبل جس شیخ ہدایت کو روشن فرمایا تھا وہ آج بھی پوری نورانیت کے ساتھ ضوفشانی کر رہی ہے۔ اللہم زد فزد۔

خواجہ محمد عبد اللہ رحمہ اللہ حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ

آپ کا اسم گرامی محمد عبد اللہ والد کا نام اللہ دتہ بن موسیٰ قوم جوتہ ہے۔ آپ موضع نوشارہ تھل کلاں تاجہ شمالی نزد قلع پور ضلع لیہ میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد نے آپ کا نام عبد اللہ تجویز فرمایا۔ بعد میں آپ "بارو" کے لقب سے مشہور ہوئے۔

آپ کے والد گرامی ذریعہ معاش کے لیے مزدوری کیا کرتے تھے آپ نے بھی جب ہوش سنبالا تو یہی پیشہ اختیار کیا۔ جب حصول علم کا شوق دامن گیر ہوا تو اپنے چچا زاد بھائی کے ہمراہ آبائی مُرشد خانہ "پنج گرائیں" ضلع بھکر پہنچے۔ پیر صاحب آستانہ عالیہ پر موجود نہ تھے۔ واپسی پر بمقام گرہ سواگ شہباز ولایت حضرت خواجہ خواجگان خواجہ غلام حسن صاحب پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی تو آپ وہاں ہی تعلیم حاصل کرنے میں مصروف ہو گئے ابتدائی کتب پڑھنے کے بعد تکمیل کے لیے جن اساتذہ سے رجوع کیا ان میں مولانا نور محمد صاحب۔ مولانا محمد اعظم صاحب اور مولانا فیض محمد شاہ جمالی رحمہم اللہ تعالیٰ کے اسماء قابل ذکر ہیں۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ نے سید العارفین حضرت خواجہ غلام حسن صاحب پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کی محبت کیمیا اثر سے فیضیاب ہونا شروع کیا۔ حضرت پیر سواگ قدس سرہ العزیز نے آپ کے حال پر

خصوصی توبہ فرمائی۔ اور تھوڑے عرصہ میں آپ کو منازل سلوک طے کرا کے اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔

حضرت پیر بارد نے اپنے پیر روشن ضمیر کی خدمت کو اپنا شعار بنا لیا تھا۔ آپ نے دربار شریف پر مکانات اور محروں کی تعمیر میں بذاتِ خود شب و روز کام کیا۔

حضرت ثانی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد پُرانی مسجد کو شہید کر کے نئی مسجد تعمیر کرائی۔ روضہ شریف کی مرمت کرائی اور برآمدہ تعمیر کروایا۔ ضعف اور پیری کے باوجود خود مسٹریوں کو اینٹیں اٹھا کر دیتے۔

حضرت پیر سواگ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے عرسِ مبارک پر تمام انتظامات تاحیات خود سنبھالتے رہے اور کثیر تعداد میں مویشی نگر شریف میں ذبح کرنے کے لیے پیش فرماتے۔

آپ نے حضرت ثانی لاثانی خواجہ غلام محمد سواگوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے حکم پر سلسلہ بیعت شروع فرمایا۔ ہزار ہا تشنگانِ روحانیت نے آپ کی ذاتِ با برکات سے فیض حاصل کیا۔

آپ کی حیاتِ مبارکہ فقرِ مہدی کی تصویر تھی۔ سادگی، بے تکلفی، تواضع و انکساری، شفقت و محبت اور صبر و تحمل آپ کے نمایاں اوصاف تھے۔ آپ نے لباس و طعام، اندازِ کلام، اور نشست و برخاست، غرض ہر چیز میں سادگی اختیار فرمائی۔ ہمیشہ سادہ لباس استعمال کیا۔ کھدر کا کرتا اور تہبند، سادہ کپڑے کی صدری، سر مبارک پر عامہ اور اس کے نیچے کپڑے

کی ٹوپی اور پگڑی کے اوپر چادر استعمال فرماتے۔ سادہ جو تازیہ قدیم فرماتے اور سنت کے مطابق عصا مبارک ہاتھ میں رکھتے۔ خوراک ہمیشہ سادہ اور قلیل تناول فرماتے۔

آپ نے اپنی پوری زندگی امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں بسر کی ہے۔ آپ سنتِ رسول کے عاشق اور تقویٰ و طہارت کا پیکر تھے۔ حق گوئی و بیباکی اور شریعتِ مظہرہ کی پابندی میں اپنی مثال آپ تھے۔

آپ نے اپنی خانقاہ میں نگر شریف کا وسیع انتظام فرمایا کسی شخص کو بغیر کھانا کھلانے واپس نہ ہونے دیتے۔ عسونا کہا کرتے تھے کہ: ”بابو کھانا کھلانا سیکھو، صرف کھانے پر اکتفا نہ کرو۔“

آپ علماءِ دین کی بہت قدر کرتے، بلکہ اُن کی عزت افزائی بذاتِ خود فرماتے۔ اور اپنی طرف سے امداد و اعانت بھی کرتے۔ علمِ دین حاصل کرنے والے طلبہ کی دلجوئی کے ساتھ ساتھ محض رضائے الہی کے لیے علمِ دین حاصل کرنے کی تاکید کرتے۔ کوئی طالب علم اگر وظیفہ پوچھتا تو اسے فرماتے کہ:

”دینی کتب کے مطالعہ سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں۔“ نمازِ تہجد کے لیے بیدار ہوتے۔ تہجد ادا فرمانے کے بعد تلاوتِ قرآن پاک اور اوراد میں مشغول ہو جاتے۔ صبح کی اذان کے بعد فجر کی سنتیں گھر میں ادا فرما کر مسجد میں تشریف لاتے نمازِ باجماعت ادا کرنے کے بعد ختم خواجگان پڑھا جاتا۔ اس کے

بعد آپ مُراقبہ فرماتے۔

حلقہ میں شامل ہونے والوں کو خصوصی توجہ سے فیضیاب کیا جاتا تھا۔ نماز اشراق کے بعد عام مجلس میں لوگوں کو شرفِ ملاقات بخشتے اور رشد و ہدایت و تبلیغِ دین کا سلسلہ دوپہر تک جاری رہتا۔ بعد ازاں قیلولہ فرماتے۔ پھر نماز ظہر کے بعد پند و نصائح کا سلسلہ شروع کرتے۔ نمازِ عشاء کے بعد آرام فرماتے اور پھر عبادت و ریاضت میں مصروف ہو جاتے تسبیح ہمیشہ ہاتھ میں رہتی اور وظائف و اوراد کا سلسلہ جاری رہتا۔ آپ نے ہمیشہ اپنے مُريدین کو مسلکِ اہل سنت و جماعت پر قائم رہنے کی تبلیغ کی۔ اور بد عقیدہ اور بد مذہب لوگوں (وہابیہ، دیابند، شیعہ اور قادیانیوں) سے بچنے کی ہدایت کی۔ آپ فرماتے تھے کہ مختلف فیہ مسائل میں اعلیٰ حضرت امامِ اہل سنت الشاہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ کی تحقیق ہی قرآن و سنت کے عین مطابق ہے۔

آپ نے اپنی زندگی میں دُعا بعد نمازِ جنازہ۔ اذان و اقامت میں سرکار کے نام نامی کو سُن کر اٹھوٹے چومنا۔ ایصالِ ثواب۔ ختم شریف اور میلاد شریف میں سلام و قیام پر خود بھی عمل کیا۔ اور تمام مُريدین کو بھی عمل پیرا ہونے کی تلقین کی۔

حضرت خواجہ فقیر سلطان علی صاحب قدس سرہ العزیز فرماتے تھے کہ میں نے اپنے پیسہ و مرشد (حضرت خواجہ غلام حسن پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ) کی زبانِ مبارک سے سنا۔ آپ فرمایا ہے تھے

کہ: "میں نے جب بھی اپنی مرضی کے مطابق فیض دینے کی کوشش کی تو کوئی شخص نہ لے سکا سوائے مولوی بارو صاحب کے" کہ ان کو جتنا فیض دیا وہ لیتے گئے۔ یہ الفاظ آپ نے تین مرتبہ فرمائے۔ ۷

نئے پرستی کا مراتب ہے کہ ساتی خود کے
نئے میں وہ متی کہاں ہو میسے متلے میں ہے

آپ کا وصال ۱۹ رجب ۱۳۵۹ھ کو ہوا۔

حضرت پیر بارو رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد آپ کے آستانہ عالیہ پر سجادہ نشینی کے فرائض آپ کے بھتیجے حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب مدظلہ العالی سرانجام دے رہے ہیں۔ موصوفِ علم و عمل کا حسین پیکر ہیں۔ مسلکِ اہل سنت و جماعت کی اشاعت اور سلسلہ عالیہ کی ترویج میں ہمہ وقت مصروف ہیں۔ حسنِ اخلاق، مہمان نوازی اور شریعتِ مطہرہ کی پابندی پر سختی سے عمل پیرا ہیں۔

حضرت پیر بارو صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح آستانہ عالیہ حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ہمیشہ سرگرم رہتے ہیں۔

حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب مدظلہ العالی نے مختصر عرصہ میں حضرت پیر بارو صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار شریف پر ایک عظیم الشان روضہ تعمیر کرایا ہے۔ اور وسیع و عریض مسجد

شریف کے ساتھ ساتھ خانقاہ میں مہمانوں اور زائرین کے لیے مہمان خانے بھی بنوائے ہیں۔

دربار شریف میں ایک بہترین مدرسہ بھی قائم ہے، جہاں علاقے کے طلباء حصولِ علمِ دین میں مصروف ہیں۔

دربار شریف میں ایک شاندار لائبریری بھی ہے جو حضرت سجادہ نشین صاحب کے ذوقِ علم کا پتہ دیتی ہے۔

○

قُدْوَةُ السَّالِكِينَ حَضْرَتُ خَواجِه مُحَمَّد عَبْدُ الْغَفُور دَرِیَا شَرِیفؒ

الْمَعْدُونِ

حَضْرَتُ بابا جی صاحبؒ

رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰی

آپ کی پوری زندگی عبادت و ریاضت اور مجاہدہ میں گزری۔ سن بلوغ سے لے کر وقتِ رحلت تک آپ نے ہر نماز باجماعت تکبیرِ اولے کے ساتھ ادا کی۔

آپ کے والدِ گرامی حضرت قبد بڑے بابا جی صاحب ایک ولیِ کامل اور عالمِ باعمل تھے۔ لوگ دُور دراز سے علمِ میراث پڑھنے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ ان کی بیعتِ قادریہ سلسلہ کے مشہور و معروف بزرگ حضرت پیرِ مانگی شریف سے تھی۔ حضرت بابا جی صاحب نے قرآن مجید شکر درہ شریف میں حفظ کیا۔ حفظ کے بعد حصولِ علمِ دین کے لیے مختلف مقامات پر تشریف لے گئے۔ جن میں کامرہ شریف، اکھوڑی رام پور اور دہلی شامل ہیں۔ آپ طالبِ علمی کے دُور میں ہی تقویٰ و طہارت کا پیکر تھے اور تمام زندگی مجاہداتِ شاقہ میں گزاری۔ آپ کی پہلی بیعت بھی مانگی شریف میں ہے۔

جب مانگی شریف میں حضرت ثانی لاثانی رحمہ اللہ تعلقے کا انتقال ہوا تو باباجی صاحب نے حضرت ثانی کے خلیفہ حضرت باباجی صاحب برہ زئی شریف کے ہاں آمد و رفت شروع کی۔

تھوڑے عرصہ کے بعد اُن کا بھی انتقال پُر ملاں ہو گیا۔ حضرت باباجی صاحب کا نظریہ تھا کہ ماہر حکیم کے بغیر زندگی بسر کرنے والا مختلف بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ زمانہ کی مسموم ہوائیں انسان کو روحانی امراض کا شکار بنا دیتی ہیں چنانچہ آپ ہر وقت متحیر اور پریشان رہنے لگے۔ اور دعا کرتے کہ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی مُرشد کامل عطا فرمائے۔

اسی اثنا میں آپ نے خواب دیکھا کہ ایک کامل بزرگ ہیں جنہوں نے میرے گلے میں ریشمی پٹہ ڈال دیا ہے۔ آپ نے اس کی تعبیر بیعت کے پٹے سے دی۔

دریا شریف کے قریب ایک گاؤں "کالو کلاں" نام سے مہوم ہے۔ وہاں ایک سید صاحب "غلام شاہ صاحب" نامی رہتے تھے۔ جو حضرت خواجہ غلام قاسم موہڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلفاء میں سے تھے۔ نہایت متقی و پرہیزگار تھے۔ آپ نے ان کو بلوایا اور خواب میں نظر آنے والے بزرگ کی صورت بیان کی۔ شاہ صاحب نے مراقبہ کرنے کے بعد فرمایا کہ گندیاں لائن پر ایک سیشن کروڑ شریف ہے، وہاں یہ بزرگ قیام پذیر ہیں۔ آپ شاہ صاحب کو ساتھ لے کر کروڑ شریف کے لیے ریل گاڑی پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔

اس وقت شہباز ولایت حضرت خواجہ غلام حسن صاحب پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کچھ شریف میں قیام پذیر تھے جو کروڑ سیشن سے آٹھ میل کے فاصلے پر تھا۔ سیشن کے قریب ہی ایک بزرگ تھے، حضرت نے انہیں خواب میں حکم فرمایا کہ ہمارے مہمان آئیے ہیں اُن کو ساتھ لے کر آنا۔ وہ بزرگ حضرت باباجی صاحب کو ساتھ لے کر دربار شریف میں حاضر ہوئے۔

چنانچہ زیارت کرتے ہی آپ کو خواب والا نقشہ نظر آیا۔ اور آپ بیعت ہو گئے۔

صاحب "لمعات نور" (سوانح حیات حضرت باباجی) کے مطابق: "جب باباجی صاحب اعلیٰ حضرت سواگوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اُس وقت آپ کے ایک محبوب خلیفہ حضرت مولانا گل حسن صاحب کا وصال ہو چکا تھا۔ حضرت پر اُس صدمہ کا اثر تھا۔ آپ نے باباجی صاحب کو دیکھ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک گل حسن لے لیا اور دوسرا گل حسن دے دیا ہے۔"

آپ ڈیڑھ یا دو سال اعلیٰ حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ اس کے بعد جب حضرت کا وصال ہوا تو باباجی صاحب نے حضرت ثانی خواجہ غلام محمد صاحب سواگوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دستِ حق پرست پر تجدید بیعت فرمائی اور سلوک طے کیا۔

آپ جب بھی دربار عالیہ پیر سواگ پر حاضر ہوتے تو کیمبل پُر (ٹمک) سے باوضو ہو کر گاڑی پر سفر کرتے۔ اور کروڑ سیشن پر اتر

کر پیدل دربار شریف تک جاتے۔

جب حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار شریف پر روضہ تیار ہو رہا تھا تو دریا شریف سے طلباء لے کر آپ حاضر ہوتے اور اپنے ہاتھ سے خود کام کرتے۔

حضرت ثانی صاحب خواجہ غلام محمد سواگوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلاسل اربعہ (نقشبندی، قادری، چشتی، سہروردی) میں خلافت عطا فرمائی۔

آپ نے اپنی پوری زندگی خلق خدا کی ہدایت و خدمت میں بسر کی۔ قرآن مجید سے آپ کو بہت زیادہ لگاؤ اور انس تھا۔ آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے میں بسر ہوا۔ آپ کے تمام صاحبزادے حافظ قرآن ہیں۔ اور اکثر عالم دین ہیں۔ صبح سے لے کر شام تک آپ کا سنگر شریف مہمانوں اور محتاجوں کے لیے کھلا رہتا تھا۔ کثیر طلباء آپ کے مدرسہ میں علم دین حاصل کرتے تھے۔ آپ نے اپنی مسجد تین منزلیں بنوائی تھی اس خیال سے کہ دریا شریف گاؤں کی کوئی عمارت اللہ کے گھر سے اونچی نہ ہو۔ پوری زندگی کسی شخص سے مسجد یا مدرسہ کے لیے آپ نے کوئی پیسہ نہیں لیا۔

آپ نے اپنے تمام صاحبزادگان اور طلباء کو اس بات کا پابند کیا ہوا تھا کہ وہ خدمت دین کا کسی سے کوئی معاوضہ نہ لیں۔ اور نہ ہی قرآن مجید تراویح میں سنانے کا کوئی پیسہ لیتے اور نہ ہی اپنے متعلقین کو لینے دیتے۔

آپ فرماتے تھے کہ قرآن مجید کے حافظ رمضان المبارک میں قرآن مجید سنا کر جو رقم وغیرہ لیتے ہیں چند دن تو ننگی کلاہ باندھتے ہیں۔ مگر سارا سال خواب گزرتا ہے۔

آپ کی اکثر گفتگو حب دنیا کی مذمت، فکر آخرت، حسن نیت، پاکیزہ اخلاق، ترک دنیا و ترک راحت اور خشیت و بلبلیت کے موضوع پر ہوتی۔ ادب اور تواضع کی اہمیت پر بہت زور دیتے تھے۔

آپ منگل کے روز کو پسند فرماتے تھے اور منگل کو منگل فرمایا کرتے۔ کیونکہ آپ کو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نسبت بہت پسند تھی اور اس پسند کا یہ عالم ہے کہ آپ نے اپنے لیے بھی منگل پسند فرمایا۔

آپ کا وصال ۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۷ھ بروز منگل بوقت چاشت ہوا۔ چاشت کی نماز آپ نے ادا فرمائی۔ اس کے بعد جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

آپ کا مزار پُر انوار مرتجع خوام و خواص ہے۔ آپ کے تمام صاحبزادگان خدمت دین متین میں آج بھی شب و روز مصروف ہیں جو چشمہ فیض حضرت بابا جی صاحب نے اپنی حیات مبارکہ میں جاری فرمایا تھا۔ آج بھی تشنگان معرفت کو سیراب کر رہا ہے۔ دریا شریف میں دینی مدرسہ قائم ہے جس میں قال اللہ وقال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائیں آج بھی سامعہ نواز ہو رہی ہیں۔ اور اس دینی و روحانی مرکز میں درس و تدریس، افتاء اور تصنیف و تالیف کا کام جاری ہے۔

حضرت خواجہ غلام قاسم کبہ رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ یکم اپریل ۱۹۰۲ء میں کبہ شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نسب تعلق پاک و ہند کے مشہور قبیلہ کبہ سے ہے۔ آپ کے جد امجد ملک لطف علی بغرض دینی تعلیم شور کوٹ منٹجہ منگ سے بلوٹ حضرت پیر شاہ عیسیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تحصیل علم سے فارغ ہونے کے بعد ان کو اپنے استاد محترم نے ”میاں وڈا“ بھیج دیا جو ”کبہ شریف“ سے ملحق ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ اس کے بعد آپ کے صاحبزادہ حافظ بدر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ (جو کہ اپنے وقت کے ولی کامل تھے) نے موضع ”امیر شاہ“ کو اپنا مسکن بنایا۔ وہاں آپ نے تمام زندگی رشد و ہدایت اور مشرانِ مجید کی تدریس میں گزاری۔ کثیر تعداد میں خلقِ خدا آپ سے فیضیاب ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب جو آپ خود بیان فرمایا کرتے تھے وہ درج ذیل ہے :

قطب وقت حضرت خواجہ پیر غلام قاسم صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
ولد ملک شمس الدین صاحب ولد ملک غلام حسین صاحب ولد
ملک محمد اعظم صاحب ولد حضرت حافظ بدر الدین صاحب ولد
مولانا لطف علی صاحب۔ آگے آپ کا نسب کبہ ہان شور کوٹ
سے جا ملتا ہے۔

آپ کا گھرانہ ابتدا ہی سے اہل علم اور راست باز چلا آیا ہے۔ اسی لیے آپ نے قرآن مجید ناظرہ اپنے چچا مولانا غلام حیدر صاحب سے شروع کیا۔ لیکن ابھی تک آپ کا سبق جاری تھا کہ حضرت چچا صاحب کا وصال ہو گیا۔ اس لیے آپ نے تکمیل دوسرے اساتذہ سے کی۔ قرآن مجید ختم کرنے کے بعد آپ لوٹر مڈل سکول رنگ پور میں بتاریخ ۱۶ مارچ ۱۹۱۳ء جماعت اول میں داخل ہوئے اور پرائمری پاس کر کے بغرض دینی تعلیم مولانا سید احمد صاحب کبہ کے پاس ”پنیالہ“ چلے گئے۔

تحصیل علم کے بعد آپ نے زکوڑی خاندان سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت فرمائی۔ کچھ عرصہ بعد حضرت غریب نواز پیر سوگ رحمہ اللہ تعالیٰ کے پیر بجائی شیخ محمد معصوم کے ایما پر غوث زمان قطب دائرہ زمان خواجہ خواجگان حضرت خواجہ غلام حسن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر عنفوانِ شباب میں شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے۔

بیعت کے آٹھویں سال آپ حضرت غریب نواز کے ساتھ آستانہ عالیہ موسیٰ زئی شریف حاضر ہوئے تو حضرت غریب نواز رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ہاتھ حضرت خواجہ حاجی محمد عثمان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار پر انوار پر رکھوایا اور اوپر اپنا دستِ اقدس رکھ کر فرمایا کہ: ”فقیر کو جو کچھ اس صاحبِ مزار سے فیض ملے وہ فی سبیل اللہ تیرے حوالے کیا۔“ پھر تین دفعہ فرمایا: ”مبارک، مبارک، مبارک۔“

آپ کو اپنے شیخ کامل سے انتہائی 'والمانہ عقیدت تھی،
بایں وجہ آپ کی کوئی محفل حضرت پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کے
ذکر سے خالی نہیں ہوا کرتی تھی۔ آپ جامع مسجد چاون، اور
عبد اللہ شاہ والی کرامت کو اکثر بیان فرمایا کرتے تھے۔

آپ اپنے شیخ کے فرمودات کا انتہائی پابندی سے اہتمام فرمایا
کرتے تھے، یہاں تک کہ اگر آپ کے عزیز و اقارب میں
کوئی شخص فوت بھی ہو جاتا تو وظائف مکمل کرنے کے بعد اُس
کی تجمیز و تکفین کا انتظام فرماتے تھے۔

حضرت پیر محمد عبد اللہ صاحب عرف پیر بارو رحمہ اللہ تعالیٰ
کو آپ کے ساتھ بڑی محبت تھی۔ جب بھی ان کی خدمت میں
حضرت کبوترہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادگان یا مریدین حاضر ہوتے
تھے تو آپ اکثر اوقات انہی کے ذکر میں مصروف رہتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت پیر بارو رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت فقیر
صاحب کے خلیفہ حافظ اللہ ڈٹہ کلیرا کو فرمایا کہ میرے نزدیک
حضرت غریب نواز رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلفاء میں پہلا مقام حضرت
حاجی گل حسن صاحب کا اور دوسرا مقام تیرے پیر (حضرت خواجہ
غلام قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ) کا ہے۔

تہجد، اشراق، چاشت اور آدابین وغیرہ نوافل اور اربابیس ہزار
اسم ذات، بارہ ہزار نفی اثبات، صبح کی نماز کے بعد تلاوت قرآن
مجید، دلائل الخیرات شریف، اور حزب البحر وغیرہ یہ آپ کے
روزانہ کے معمولات تھے، جن کو آپ حتیٰ الوسع قضا نہیں فرمایا

کرتے تھے۔ نماز پنجگانہ باجماعت ادا فرماتے تھے، حتیٰ کہ مرض
موت میں بھی جب تک آپ مسجد میں آنے کے قابل تھے
تو مسجد میں پہنچ کر نماز باجماعت پڑھتے تھے۔
ہر سال میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک محفل بڑے
اہتمام سے منعقد فرمایا کرتے تھے۔

آپ جلوت سے غلوت کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ ہر
اور دنیا داروں سے آپ کو نفرت تھی۔ آپ بسا اوقات
یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

میکوں پیر بکھائی ایسا ریت
ہک حجرہ تے ہک مہیت

بہا پروتھا مکرڑا کھا
غیر دے دے مول نہ جا

آپ صاحب کرامات کثیرہ بزرگ تھے۔ جو بات منہ
سے نکلتی تھی وہ ہو کر رہتی تھی۔ آپ کی کرامات سے ایک
زندہ کرامت آپ کے نام سے موسوم "دارالعلوم قاسمیہ رضویہ"
ہے۔ جس میں اس گئے گزرے دور میں بھی پونے دو سو کے
قریب مسافر طلباء زیور تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں۔ جس وقت
حضرت ثانی لاٹانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام خلفاء عظام کو
حکم فرمایا کہ اپنی اپنی خانقاہوں میں دینی مدارس قائم کریں، تو
آپ نے یہ عظیم ذمہ داری اپنے صاحبزادوں پر چھوڑتے ہوئے

فرمایا کہ یہ گنگار زادے مثالی درس گاہ بنائیں گے۔ اس زمانے اور پسندہ علاقے میں طلباء کی یہ کثیر تعداد واقعی حضرت کا تصرف ہے۔
۱۹۶۲ء کے اوائل میں آپ کو گلے کا سرطان ہوا تھا، جس کی وجہ سے نشتر ہسپتال ملتان میں آپ کے گلے کا آپریشن ہوا۔ چند ماہ نشتر میں رہنے کے بعد میو ہسپتال لاہور تشریف لے گئے۔ لیکن: ۵

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی علم و عرفان کا یہ نیر تاباں ساٹھ سال سات ماہ اور تیرہ دن اس دار فنا میں صوفشاں رہنے کے بعد ۱۵ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۳ھ بمطابق ۱۳ نومبر ۱۹۶۲ء کو رُوپوش ہو گیا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعہ
اس وقت سجادہ نشین آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ ابوالحسن صاحب ہیں۔

(یہ حالات آپ کے صاحبزادہ حضرت ابوالحسن صاحب کی تحریر کے مطابق درج کیے گئے ہیں) (مرتب)

حضرت خواجہ پیر محمد اسد خان ترین رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ کا اسم گرامی ”محمد اسد خان“ ہے۔ ”ترین“ پٹھان خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ اپنا نام اس طرح تحریر فرمایا کرتے تھے: ”لا شئی محمد اسد ترین نقشبندی مجددی حسنی“

آپ کی پیدائش بتی آڑی محل خاں نزد قصبہ گجرات تحصیل کوٹ اڈو ضلع مظفر گڑھ میں ۱۸۹۶ء میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام خالق داد خان تھا، جو کہ نہایت متقی آدمی تھے۔

ابتدائی تعلیم آپ نے ملتان شریف میں حاصل کی۔ ہر جماعت میں امتیازی حیثیت میں کامیابی حاصل کرتے رہے۔ سکول کی تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ نے قرآن مجید بھی پڑھ لیا۔ اور دینی کتب کی تعلیم جاری رکھی۔ تعلیم دینیہ مکمل کر لینے کے بعد آپ نے حضرت خواجہ خواجگان خواجہ غلام حسن صاحب پیر سوگ قدس اللہ سرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت فرمائی۔ آپ کو اپنے شیخ سے بے پناہ عقیدت تھی۔ اور حضرت خواجہ غریب نواز کو بھی آپ سے محبت تھی۔

حضرت موصوف نے اپنے پیر روشن ضمیر کے لنگر شریف کی جانی و مالی ہر لحاظ سے خدمت فرمائی۔ آپ اپنے رقبہ جات کے درخت اور زمینیں بیچ کر لنگر شریف میں حاضر کرتے اور اپنے ہاتھ سے لنگر شریف کے لیے لکڑیاں اٹھا کر لاتے۔ حتیٰ کہ لنگر

شرف کا کام کرتے کرتے آپ کے ہاتھوں سے خون جاری ہو جاتا تھا۔

آپ نے ۱۹۶۰ء میں قصبہ گجرات میں ایک دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی، جس میں کئی طلبہ آج بھی دینی تعلیم حاصل کرنے میں مصروف ہیں۔

آپ کو کشف عیانی حاصل تھا۔ آپ کو سلبِ امراض کی طاقت عطا فرمائی گئی۔ کئی قریب الموت مریض آپ کی توجہ سے صحت یاب ہوئے۔

آپ نے ایک کتاب ”ذکر کمون“ دو حصوں میں ’اور دوسری کتاب“ معمولاتِ اسدی“ تحریر فرمائی۔ تقریباً ایک صد پچاس حضرات کو آپ نے خلافت و اجازت مرحمت فرمائی۔

آپ کی وفات ۳ نومبر ۱۹۸۶ء میں ہوئی۔ مزار شریف آپ کے آبائی گاؤں قصبہ آڑی محل خان میں مرجع خاص و عام ہے۔ اس وقت آپ کے بڑے فرزند صاحبزادہ محمد امجد خان ترین سجادہ نشین ہیں۔ جو اپنے والدِ گرامی کے معمولات کے مطابق سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔

آپ کی تاریخِ وفات ۹ صفر ۱۴۰۵ء مطابق ۳ نومبر ۱۹۸۶ء ہے۔

حضرت خواجہ فقیر سلطان علی نقشبندی

قدس اللہ سرہ العزیز

سید العلماء الراغبین، قدوة الاولیاء، المتأخرین حضرت خواجہ غلام حسن صاحب پیر سوگ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روحانی تربیت حاصل کرنے والے اس مردِ حق آگاہ کا نام نامی و اسم گرامی سلطان علی، والدِ گرامی کا اسم مبارک حضرت خواجہ محمد امین صاحب بن حضرت خواجہ غلام حبیب قادری بن حضرت خواجہ غلام شرفی بن حضرت میاں احمد بن مہر سماء قادریہ مظہر انوارِ غوثیت حضرت خواجہ محمد موسیٰ مجاز اعظم حضرت خواجہ شیر شاہ صاحب ملتانی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

آپ کا خاندان کئی پشتوں سے اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کا خاندان رہا ہے۔ آپ کے آباء و اجداد سالہا سال سے عوام و خواص کی معیت کا مرکز رہے آج بھی ان کے مزارات قبولیتِ دعا کے لیے مجرب ہیں۔ آپ کا قد متوسط، مائل بہ بندگی، انوارِ مبارک سے روشن پیشانی، زلفیں تابگوش اور کبھی زیرِ گوش، ریش مبارک نہ زیادہ گھنی نہ پتلی۔ آواز میں جہر اور رعب کے ساتھ ساتھ بے پناہ تاثیر، لباس ہمیشہ سادہ مگر سفید عموماً تہبند کے اوپر کھلا اور لمبا کرتا، سر پر عمامہ، اور اس کے نیچے کپڑے کی ٹوپی اور اس کے اوپر سفید چادر جو نصف راس اور کچھ چہرہ کو ڈھانپ لیتی۔ رہن سہن، نشست و برخاست۔

گفتار و رفتار کھانا پینا، ملنا جلنا، خوشی، غمی، ہر چیز میں سادگی نمایاں تھی۔

آپ کی عمر شریف دس بارہ برس کی تھی کہ والد گرامی دنیا فانی سے رخصت ہو گئے۔ مگر آغوش پدری سے محروم ہونے کے باوجود رحمت خداوندی نے اپنی آغوش میں لے کر آپ کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔

آپ کی حیاتِ مستعار کے ایام اطاعت شاری، و عبادت گزار سے عبارت تھے۔ تمام زندگی دنیا کی دولت سے بے نیاز اور اہل دنیا سے مستغنی رہے۔ اور ہمیشہ ہنگامہائے دنیا سے دور رہے۔ محسوس یہ ہوتا تھا کہ انھیں فکرِ آخرت کے سوا اور کوئی فکر نہیں۔ اور غمِ دین سے بڑھ کر کوئی غم نہیں۔ آپ تکلف سے آزاد تھے اور ہر ایک کے نہانخانہٴ دل کی آواز تھے۔ تواضع و انکساری، خوش کلامی و خندہ پیشانی آپ کی عادت تھی۔ صبر و رضا کا یہ عالم تھا کہ راحت ہو، تکلیف ہو، ہر حال میں سجدہٴ شکر بجالاتے۔

فرائض و واجبات تو گویا، نوافل کی ادائیگی بھی اس التزام سے فرماتے کہ سولہ بیہاری یا سنتِ مجبوری کے قصائد ہوتے۔ آپ کے اوراد و وظائف میں اسم ذات، نفی اثبات، کلمہٴ تمجید، درود پاک، سورہٴ یسین شریف اور سورہٴ مزمل کی تلاوت شامل تھے۔

آپ چونکہ حافظِ قرآن تھے، اس لیے روزانہ تقریباً ڈیڑھ پارہ

قرآن مجید، آذاین کے نوافل میں پڑھتے۔ نماز تہجد ادا کرنے کے بعد اسم ذات شریف فرماتے۔ اور مراقبہ بھی فرماتے۔ پھر صبح کی نماز باجماعت ادا کرتے۔

امامت آپ خود فرماتے۔ صبح کی نماز میں سورہٴ القیامہ، سورہٴ دھر، سورہٴ الرحمن اور کبھی ”عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ“ کی تلاوت فرماتے۔ نماز اس خشوع و خضوع اور حضور و طہانیت سے ادا فرماتے کہ لوگ حیران رہ جاتے۔ فجر کی نماز کے بعد پوری جماعت سے بل کر کھجور کی گٹھلیوں پر درود پاک پڑھتے، پھر دُعا فرما کر مراقبہ میں مشغول ہو جاتے اور جب سورج اچھا خاصا بلند ہو جاتا تو اشراق ادا فرماتے۔

آپ کا اکثر وقت تبلیغِ دین، امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں بسر ہوتا۔ حصولِ تعویذات یا ملاقات کے لیے آنے والوں کو مسلکِ اہل سنت و جماعت پر کاربند رہنے کی ترغیب اور نماز، بیگانہ پابندی سے ادا کرنے کی تاکید فرماتے۔

نوجوانوں کو ڈاڑھی رکھنے، سیدی مانگ نکالنے اور لباسِ اسلامی طرز کا استعمال کرنے کی تبلیغ فرماتے۔ سینکڑوں افراد آپ کی تبلیغ سے صوم و صلوة کے پابند ہوئے اور سنت کے مطابق ڈاڑھی رکھی اور اسلامی وضع قطع اختیار کی۔

آپ ہر ایک کے دکھ درد میں شریک ہوتے۔ کسی کو تکلیف میں دیکھ کر خود بے چین ہو جاتے۔ لوگوں کے اختلافات اور جھگڑے ختم کرنے میں بذاتِ خود دل چسپی لیتے۔ چنانچہ آپ کی

مصالحت کی برکت سے کئی خاندان جن میں سالہا سال سے دشمنی
چلی آرہی تھی آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔

خنجر چلے کسی پہ تہمتے ہیں ہم اکیر
سارے جہاں کا درد ہلکے مگر ہیں ہے

باوجود اس کے کہ آپ عابد شب زندہ دار تھے۔ دن کی
روشنی اور رات کی تاریکی میں ذکر و فکر میں محو رہتے۔ خلقِ خدا
کی تعداد کثیر ان کی صحبت اور تبلیغ سے راہ ہدایت پر گامزن
ہوئی، مگر عاجزی اور تواضع کا یہ عالم تھا کہ ہر ایک کو اپنے
سے بہتر سمجھتے۔

ظاہری طور پر ہر نیکی کرنے والے اور دینِ متین کی معمولی
خدمت سرانجام دینے والے کی بھی بہت زیادہ تعریف اور
حوصلہ افزائی فرماتے۔ بہت دیر سے ناراض ہونا اور بہت جلد
معاف کر دینا آپ کی عادت مبارکہ تھی۔ دُنیادوی کاموں میں
نقصان پر بہت کم غصہ آتا۔ مگر دینی معاملات میں کسی فروگزاشت
کو ہرگز برداشت نہ کرتے تھے۔

آپ کا خاندان اولیاء اللہ کا خاندان تھا۔ اس لیے بچپن ہی سے
آپ کی طبیعت صوم و صلوة اور ذکر و فکر کی طرف مائل تھی۔ چنانچہ
آپ دن میں تسبیح بدست ہو کر اپنے گاؤں (شاہ والا) کے شمال
مشرق میں حضرت شیر شاہ صاحب قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار
پر انوار پر محو ذکر رہتے۔ اور مختلف بزرگانِ دین کے مزارات پر

ماضی دے کر مرشدِ کامل کے حصول کی دُعاں مانگتے۔ اسی اثنا میں
آپ کو خواب میں اپنے والد گرامی حضرت خواجہ محمد امین صاحب
رحمہ اللہ تعالیٰ خلیفہ مجاز حضرت خواجہ جان محمد میلبوی رحمہ اللہ تعالیٰ
کی زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ:

”جنوب میں ایک بزرگ ہیں ”دلباغ“ ان کا نام
ہے، ان کے مُرید ہو جاؤ۔“

آپ نے ”دلباغ“ نامی بزرگ کی تلاش شروع کر دی یہ وہ
وقت تھا جبکہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے وقار، تعلیماتِ امام ربانی
کے علم بردار قطب العارفین مجددِ دوران حضرت خواجہ غلام حسن
صاحب سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ آسمانِ شہرت پر مہِ کامل بن کر
چمک رہے تھے۔

آپ اسی ذوقِ جستجو میں ”لعل عین کروڑ“ شریف میں حضرت
پیر سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دربارِ دربار میں حاضر ہوئے۔ آپ
اس وقت کچھ شریف میں قیام پذیر تھے۔ آپ کی زیارت کرتے
ہی دن اس قدر باغِ باغ ہوا کہ فوراً بیعت ہونے کی درخواست
پیش کی۔

آپ فرماتے تھے کہ جب حضرت پیر سواگ نے مجھے
بیعت فرما کر اسمِ ذات شریف اور نفعی اثبات کی تلقین فرمائی
تو حضرت نے اپنی انگشت مبارک میری ناف پر رکھی، اور
اس کو پیشانی تک اوپر کھینچ کر لائے اور ساتھ ہی زبان سے
کلمہ ”لا“ ادا فرمایا، پھر انگلی کو سر سے دائیں باندھے تک لائے

اور کلمہ "اَللّٰہ" ادا فرمایا۔ اس کے بعد انگلی کو کاندھے سے دائیں پستان سے گزار کر قلب تک لائے۔ اور کلمہ "اَللّٰہ" ادا فرمایا۔

جب پیچھے ہٹ کر بیٹھا تو میں نے محسوس کیا کہ "لا" سر تک اور "اَللّٰہ" کاندھے تک اور "اَللّٰہ" قلب پر اس تیزی کے ساتھ گھوم رہا ہے جیسے مشین کا پہیہ گھومتا ہے۔

پھر نقشبند نے ایک ہی صحبت میں "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" کا نقش دل پر ایسا منقش کیا جو تادم واپس پوری نورانیت کے ساتھ جگمگاتا رہا۔

بیعت کے بعد آپ نے چوبیس ہزار اسم ذات شریف کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ روزانہ حسب الحکم چوبیس ہزار مرتبہ قلب پر اسم ذات کرنے لگے۔ کچھ دنوں بعد حاضری ہوئی تو نباضِ باطن نے مراقب ہوئے بغیر فرمایا کہ "خوب محنت نہیں کی۔" عرض کی گئی: حضور! چوبیس ہزار کا حکم تھا وہ تو روزانہ پابندی سے کرتا ہوں۔

آپ نے فرمایا کہ: "شیخ، وظیفہ کم اس لیے بتاتا ہے کہ اس میں اگر سستی ہو جائے تو طالب سلوک کو نقصان آجاتا ہے بتایا چوبیس ہزار جاتا ہے مگر کرنے والے زیادہ کرتے ہیں۔"

آپ فرماتے ہیں: "اس کے بعد میں نے روزانہ ایک لاکھ اسم ذات شریف کا التزام کر لیا۔"

پھر جب حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا: "اب تم نے خوب محنت کی ہے۔"

قلب پر اس قدر اسم ذات ہوا ہے کہ دوسرے لطائف بھی حرکت میں آگئے۔

آپ نے فرمایا کہ: "مرشدِ کامل کی توجہ اور تربیت سے جب میرے لطائف جگمگائے اور مجھے اپنا سینہ گلزار کی طرح مکتا ہوا محسوس ہوا تو اُس وقت اپنے والدِ گرامی کا خواب ہم کنار تعبیر ہو کر سامنے آگیا۔ یعنی "دلباغ" سے اس طرف اشارہ تھا کہ وہ دل میں اللہ کے نام کے باغ لگاتے ہیں۔"

اس کے بعد آپ حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمہ اللہ کے شعر پڑھتے تھے: ہ

سَدِّ الْفِیْءِ اللّٰہِ چنبے دی بُوٹی مُرشدِ مَنِ وَجِیِّ لائی ہو
نفی اثباتِ دِا پانی بلیا ہر رگے ہر جانی ہو

اندر بُوٹی مُشک چمایا جان پھلن پر آئی ہو
جیسے مُرشدِ کامل باہو جیسے اید بُوٹی لائی ہو

علمِ دین اور علماء دین سے آپ کو بے حد محبت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنی تمام اولاد کو علمِ دین کی تعلیم دلوائی۔ ماہر اور جتید علماء و اساتذہ سے اسلامی علوم و فنون پڑھائے۔

دارالعلوم جامعہ رحمانیہ حسنیہ رضویہ رجب پور شاہ والا وہ دینی ادارہ ہے جسے حضرت خواجہ فقیر سلطان علی صاحب قدس سرہ العزیز نے اپنے ہادی طریقت ثانی لاثانی حضرت خواجہ غلام محمد سواگوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آج سے تیس سال پہلے قائم فرمایا۔ آج بھی تشنگانِ علوم

اسلامیہ کی ایک کثیر تعداد اس چشمہ نور سے اکتاپ ضیاء کرنے میں مصروف ہے۔

مدرسہ میں آج بھی قال اللہ وقال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صداؤں کا سامعہ نواز ہونا، علوم اسلامیہ کا روز افزوں ترقی پذیر ہونا۔ اور مختصر وقت میں پُر شکوہ عمارت کا تعمیر ہونا۔ اس کی گراں قدر خدمات کے بار آور ہونے کی دلیل ہے۔

فقر و درویشی کی دُنیا میں پورے پچاس برس چھپا کر یہ بُبل ہزار داستان ۱۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۹ھ کو ہمیشہ کے لیے خاموش ہوئی۔

✓ ابرارِ رحمت ان کے مرقد پر گُل افشانی کے سبز نور سے اس گھر کی نگہبانی کرے

پیر طریقت حضرت علامہ صاحبزادہ مولانا محمد اسماعیل فقیر الحسنی مدظلہ العالی اس وقت سجادہ نشین ہیں۔ موصوف علم و عمل کا حسین امتزاج ہیں جید عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ظاہر و باطن کے لحاظ سے اپنے والدِ کرامی کی مکمل تصویر ہیں۔ تبلیغ و تقریر، تصنیف و تالیف اور افتاء و تدبیر کے ذریعہ پورے علاقہ میں خدمتِ دینِ متین میں مصروف اور مسلکِ اہل سنت و جماعت کے نقیب ہیں۔ متعدد ادارے اور مدارس ان کی سرپرستی میں کام کر رہے ہیں۔

÷ اللہ کرے زورِ بیاں اہل زیادہ

○

حضرت مولانا عبدالکریم بلوچ احمدانی جام پوری رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم بن مولانا مولوی محمد صدیق صاحب آپ کی ولادت بمقام آدم گڑھ مصنافات جام پور ضلع ڈیرہ غازی خان ۱۲ ربیع الاول ۱۳۱۶ھ بوقتِ ظہر ہوئی۔

قرآن شریف و کتب فارسی اور بعض کتب مثلاً صرف و نحو اپنے والد ماجد سے پڑھیں اور تکمیلِ علوم کی سند "کان پور" میں علامۃ الزمان حضرت مولانا مولوی سید مشتاق احمد صاحب بن حضرت فخر زمان مولانا مولوی سید احمد حسن صاحب سے حاصل کی۔ حصولِ علم دین کے بعد بواسطہ سید رکن عالم شاہ صاحب جو کہ قطب الارشاد غوث زمان حضرت خواجہ محمد سراج الدین دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے خلفاءِ اجل میں سے تھے، حضور حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہو کر شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے۔ پانچ سال تک لنگر شریف کے کام میں مشغول رہے۔ اور دس سال تک امامت اور حضراتِ مخدوم زادگان کی تعلیم کے کام میں مصروف رہے۔ اور شرفِ اجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے حضرت پیر سواگ کے وصال کے بعد "ملفوظاتِ حسنیہ" کے نام سے فارسی میں اپنے شیخ کی سوانح حیات تحریر فرمائی۔

- ۱۴ حضرت اخوند عبدالغفار صاحب قریشی . سکنہ سی . کوئٹہ بلوچستان .
- ۱۵ حضرت مولوی لال دین صاحب مرحوم کا تیمار ضلع خوشاب
- ۱۶ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب . مرشد آباد ضلع بھکر
- ۱۷ حضرت خدا بخش خان صاحب کنگر ضلع بھکر
- ۱۸ حضرت حافظ محمد رمضان صاحب ننکانہ ڈیرہ غازی خان
- ۱۹ حضرت مولانا شیر محمد صاحب سکنہ شجاع آباد ضلع ملتان .
- ۲۰ حضرت سید دوست علی شاہ صاحب سکنہ ریتھہ ضلع ڈیرہ غازی خان
- ۲۱ حضرت سید بہادر شاہ صاحب سکنہ ماڑی شاہ سہیرہ ضلع جھنگ
- ۲۲ حضرت سید محبوب شاہ صاحب بلاولی سکنہ ڈھوک فتح شاہ ضلع اٹک
- ۲۳ حضرت سید احمد شاہ صاحب سکنہ بستی پیرزادہ ضلع مظفر گڑھ
- ۲۴ حضرت سید گلاب شاہ صاحب سکنہ لاڑی ضلع جہلم
- ۲۵ حضرت سید راجن شاہ صاحب سکنہ بستی محمد شاہ محمود کوٹ ضلع مظفر گڑھ
- ۲۶ حضرت سید کرم علی شاہ صاحب بہاول پور
- ۲۷ حضرت سید غلام حیدر شاہ صاحب سکنہ بانر شریف ضلع مظفر گڑھ
- ۲۸ حضرت عبد اللہ خان صاحب سکنہ غزنی افغانستان
- ۲۹ حضرت مولوی اللہ بخش صاحب سکنہ ریتھہ ضلع ڈیرہ غازی خان
- ۳۰ حضرت مولانا مرید احمد صاحب قریشی سکنہ کلول میل شریف . میانوالی
- ۳۱ حضرت مولانا نور محمد صاحب سکنہ کارل کاریز بلوچی افغانستان
- ۳۲ حضرت مولانا بہاؤ الحق صاحب سکنہ کڑی شمرئی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان
- ۳۳ حضرت جلال خان صاحب چوٹی زریں
- ۳۴ حضرت حاجی تصدق خان صاحب ڈیرہ اسماعیل خان

حضرت پیر سوگ کے دیگر خلفاء

حضرت پیر سوگ رحمہ اللہ تعالیٰ کے جن خلفاء کے حالات مہیا ہو سکے ہیں وہی درج کیے گئے ہیں ۔ دیگر خلفاء کے اسماء گرامی کی فہرست پیش خدمت ہے :

- ۱ حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب سوگوی رحمہ اللہ تعالیٰ
- ۲ حضرت مولانا خان محمد صاحب سکنہ بستی بزدار ڈیرہ غازی خان
- ۳ حضرت حافظ عبدالرحمن صاحب سکنہ آڑی نعل خان ضلع مظفر گڑھ
- ۴ حضرت سید محسن شاہ صاحب راڑہ شرم لورالائی بلوچستان
- ۵ حضرت سید حافظ اسماعیل شاہ صاحب راڑہ شرم لورالائی
- ۶ حضرت سید شیر شاہ صاحب سکنہ بستی نعل شاہ لودھراں ملتان
- ۷ حضرت سید عبداللہ شاہ صاحب بستی کالے وا۔ ڈیرہ غازی خان
- ۸ حضرت سید اکبر علی شاہ صاحب اچھرہ لاہور
- ۹ حضرت صاحبزادہ اخوند حزب اللہ صاحب موسیٰ زئی شریف
- ۱۰ حضرت شیخ سعد الدین صاحب سکنہ اورہ ۔ جھنگ
- ۱۱ حضرت مولانا علامہ غلام نبی صاحب لودھراں (حافظ ثنوی مولانا دوم)
- ۱۲ حضرت صوفی خیر محمد صاحب سکنہ بغلانی ۔ تونسہ شریف
- ۱۳ حضرت قاضی عطاء محمد صاحب قریشی سکنہ قادر پور راں ۔ ضلع ملتان

- ۳۵ حضرت مولانا کریم بخش صاحب - (مصنف مسیحا صادق)
آژہ اکبر شاہ ضلع مظفر گڑھ
- ۳۶ حضرت بہاؤ الدین صاحب قریشی میانوالی -
- ۳۷ حضرت مولانا شیخ کلیم اللہ صاحب کوٹہ جام
- ۳۸ حضرت صوفی نور محمد صاحب بصیرہ قنڈرانی ضلع مظفر گڑھ
- ۳۹ حضرت سید عبداللہ شاہ صاحب - راڑہ شہ - بلوچستان
- ۴۰ حضرت سید اللہ بخش صاحب سکنہ عنایت شاہ فتح پور - لہیہ
- ۴۱ حضرت سید مہربان شاہ صاحب وزیرستان
- ۴۲ حضرت مولانا غلام حیدر صاحب قنڈہاری - افغانستان
- ۴۳ حضرت حاجی پھلا خان صاحب چوٹی زیریں - ڈیرہ غازی خان
- ۴۴ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب واسو آستانہ ضلع جھنگ
- ۴۵ حضرت شیخ عبدالرحیم صاحب نور پور قلعہ ضلع خوشاب
- ۴۶ حضرت مولانا محمد حیات صاحب ڈیرہ اسماعیل خان
- ۴۷ حضرت مولانا سید محمد بخش صاحب ڈیرہ غازی خان



نقل اجازت نامہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله لوليه والصلوة على نبيه وعلى
آله واصحابه اجمعين

اجازت طريقہ شریفہ نقشبندیہ منجانب فقیر حقیر لاشئ
عسلام حسن عفی عنہ

امروز درویش جناب قلا نور محمد صاحب ولد اخوندزادہ شمس الدین برکت
قوم کاکڑ ساکن کاریز بلوڑی، بروز جمعہ بوقت ظہر بتاریخ ۲۷ ماہ محرم
۱۳۵۷ھ، اجازت از قلب تا لاتعتین وادام کہ سلوک یعنی طریقہ حضرت
کرام نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ بسرہم الاقدس فیوضات ایشان ہمہ خلق
را بدہید۔ اللهم ارزقنی من فیوضاتہم ولا تحرمنی من
برکاتہم۔ آمین یا رب العالمین۔

ترجمہ:

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله لوليه والصلوة على نبيه و
على آله واصحابه اجمعين

اجازت طریقہ شریفہ نقشبندیہ
من جانب فقیر حقیر لاشی غلام حسن عفی عنہ

آج درویش جناب ملا نور محمد صاحب ولد اخوند زادہ شمس الدین رحمہ
قوم کاکڑ سکند کاریز بلوچی کو بروز جمعہ بوقت ظہر - بتاریخ ۲۷ ماہ محرم
۱۳۵۷ھ اجازت "قلب" سے "لا تعین" تک دے دی ہے تاکہ
سلوک یعنی طریقہ حضرات نقشبندیہ قدسنا اللہ تعالیٰ بسر ہم الاقدس
اور ان کے فیوضات لوگوں تک پہنچائیں - اللہم ارزقنی ولا
تحرمني من برکاتہم آمین یا رب العالمین

فقیر حقیر لاشی غلام حسن عفی عنہ

خانقاہ سراجیہ حسن آباد تھل

خاتم

قصائد مدحیہ

عرض حال

رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى

○

از: سید راجن علی شاه فوین کوئی

ابر را کاریست باریدن بهر یک شنگ در
میشود سر سبز زو در باغ هر برگ و شجر

بحر را جیب مراد از مے ز نقد در پُراست
دامن کو هیمست مالا مال با کان گهر

از نبات گوناگون دست است زو بزم عروس
هم زراعت شد ز قطراتش چو مرد باهنر

گر زره هم صد جمعیت یافت از فیضان او
و دیده روشن کرد از نورش رخ دیوار و در

میکند دلخه

رُوءے خود را آسمان خود پاک کرد است از غبار
 یافت زو نور دنیا تا دیده شمس و قمر
 در غلو آسمان و ہم زمین باو بهار
 میخراهد همچو در گلشت سر و خوش نظر
 میتراود نثری از چسب و حش و طيور
 شاد و فرحال بگرم یک رنگ طبع هر بشر
 چیست آن ابر کرامت خیز لے آگاه حال
 آن که جیب چشم گل زو شد پر از نقد اثر
 باز میگویند کفیل حال هر زشت و نکو
 تا که ما هم بشویم از نور فیضش بهره در
 بر سر اصحاب سائل را چون رایج شاه دید
 گفت بشنو لے سراپا غیر و پاک از زنگ شر
 مصدر خلق حسن بل مظهر فیض رسول
 منبع بحسب هدایت کمال را راهبر
 وارث غیر الرسل یک حادث و شت سلوک
 حامل اسرار قرآن، حامل علم غیب

عرض حال

بایسته و کرامت و کمال و کمال

از: محترم جناب محمد امین صاحب گزشتنی بهادری

عارف پاک باز بسم الله	سالک جاں نواز بسم الله
مسند زهد مرترا زبید	بامس عتق ناز بسم الله
از وجودت جمان جمان خورند	باد عسرت دراز بسم الله
دست جودت همه دگر گنج	حاتم دل دراز بسم الله
چشم دار از فیاضیت عالم	سر بعز و نیاز بسم الله
پهلوان شریعتی لاریب	مادی دین نواز بسم الله
یوسف حسن صد زلف را	دلبسته بے نیاز بسم الله
عالم کامل اندرین دنیا	پیر راز و نیاز بسم الله
صید دل با همه کنی پر نگاه	واحدی شاه باز بسم الله
آشنائی دل الیم سقیم	صاحب امتیاز بسم الله
دستگیر از بلای فاقه و فقر	از کرم کار ساز بسم الله
دام اندر رضائے حق پویا	سر بسبده نیاز بسم الله

یافت از مین عسلی نام در فخر حسن
با منتور دیدہ دل ہم چوں خورشید سحر
گو من از سادات دلم خویش را لیکن برو
یک کینہ چاکر در گاہ دے گشتم مگر

بر امید یک نگاہ ناز آں مست الست
ایسا دسم برہنہ پا سر پائین در

قبلہ گاہ جز نگاہت بر ریاضت تکیہ نیست
صبر کے وزد پدر چوں تشنہ لب بیند پسر

گرچہ عرض حال یک شوخیت ہم ترک ادب
لیک دور افتادہ نہ تواند کنوں ضبط دیگر

ساربان بے شتر را بیشتر نبود مہار
وقف دست اختیار قلب اکنوں وانگر

تا کہ بر منزل کہ می خواہم رسم با مین چشم
دستگیری کن کہ اقدام بدشت پر خطر

ہم بصاحبزادگان گویند از بندہ سلام
ہم بمنشی صاحب خواندہ مکتوب خاص
با جلال الدین ہم ایں ہدیہ باد از زان دیگر
باد نیز ایں ہدیہ از زان از غریب بے نہر

لے نشی اللہ بخش

شہر نیک تو بہ ہر ہر جاست
سگ در بار تو بر گنج ذراست
قصہ درد راقم ایں نامہ
غم گسارم بجسز تو دیگر نیست
قید ما قید غربت و افلاس
چارہ ام نیست زین بلاتے نجات

دست عازب ایں بہشت بہت
راہ اللہ نواز بسم اللہ

التجائے حقیر

محضوہ حضرت پیر سواگ

رحمہ اللہ تعالیٰ

از محترم غلام محمد رنگین صاحب

اے خدا کے رازداروں کے حبیب و رازدار
قبلہ من دنیائے روحانیت کے تاجدار

مُرشد کمال و اکمل عارف فخر زمان
اے سخا و لطف اور رحمت کے بحر بیکراں

منبعِ جود و کرم اے مہدِ لطف و عطا
 اے کہ تیری ذات ہے سرِ پشتر فیض و سخا
 میں سمجھتا ہوں زمانے میں وہی ہے سرِ فراز
 آستان پر جو مجھ کا تیرے بصدِ عجز و نیاز
 خوبی قسمت کہ میں ناپاک اس قابل ہوا
 خوبی قسمت کہ مجھ کو یہ شرف حاصل ہوا
 یعنی تیرے حلقہٴ خدام میں داخل ہوا
 مجھ کو بھی خادمِ ترا ہونے کا حق حاصل ہوا
 اللہ ذرۂ ناچیز کیا ممتاز ہے
 مجھ کو اپنے اس معطر پر بڑا ہی ناز ہے
 کچھ میری زندگانی ہے سرِ اسرِ معصیت
 آیتِ لَا تَقْنَطُوا سے ہے امیدِ مغفرت
 میں سب دنیا بڑا بدِ فعل ہوں بدِ کار ہوں
 کیا ہوں بدِ اعمال و بدِ افعال و بدِ اطوار ہوں
 میں ہوں وہ بدِ بخت ہے جس سمت بھی اٹھتی نگاہ
 مجھ کو آتا ہے نظر چاروں طرف سخت سیاہ

ہاتھ میں دنیا نہیں اور ہے ہر عقبی خراب
 آخرت کا بھی ہے دُر اور زندگانی ہے مذاب
 جس طرف دیکھوں ہیں بس ناکامیاں آتی نظر
 آتیں دنیا کی ہیں اور اک اکیلی جان پر
 کیا بتاؤں چارہ گر میں تجھ کو رازِ آرزو
 ہے شکستہ نہیں حسرت سے یہ سازِ آرزو
 ایک عرصے سے شکستہ میرے دل کا ساز ہے
 راز تھا جو آرزو کا وہ ابھی تک راز ہے
 میری دنیا دل کی ہے اُجڑی زمانہ ہو گیا
 میری قسمت مجھ سے ہے بگڑی زمانہ ہو گیا
 دیدہ تر سے چکر کا خوں بہاؤں تاہ کئے
 موتیوں کی کشتیاں بھر کر لٹاؤں تاہ کئے
 حالِ دل کتنا ہوں میں دنیا سے گھبرائے ہوئے
 آیا ہوں در پر تیرے اب ہاتھ پھیلائے ہوئے
 مجھ کو ہے وہ درد جس کا ہے فقط تو چارہ گر
 تیری رگم و لطف پر ہے آج کل میری نظر

مجھ کو بھی مطلوب ہے سُنے اُسی اکسیر کا
 اک جہاں قائل ہے جس کے فیض عالمگیر کا
 واسطہ تجھ کو مُستند مُصطفیٰ کا واسطہ
 واسطہ تجھ کو ہے محبوبِ خدا کا واسطہ
 واسطہ تجھ کو عرب کی برگزیدہ ذات کا
 واسطہ تجھ کو رسولِ خیرِ موجدات کا
 جس طرح ممکن ہو مجھ ناچار کی امداد کر
 مجھ ذلیل و خوار اور بدکار کی امداد کر
 ابرِ رحمت اس طرف بھی چار بوندیں رحم کی
 جن سے ہو جائے مرے ایمان کی کھیتی ہری
 رحم کر میرے لیے بھی تو اٹھا دستِ دعا
 دُنیا و عقبیٰ مرا ہو سُرخِ روِ مردِ خدا
 صدقِ دل سے میری خاطر یہ سفارش کیجیے
 اس بڑے دربار میں بس یہ گزارش کیجیے
 دہر میں بے غم گزاروں اور نہ ہو عقبیٰ میں ڈر
 جس طرف جاؤں قدم ہوئے مرے فتح و ظفر

دیکھیے اب ہاتھ آئے کب یہ دُرِ آرزو
 دیکھیے کب میری قسمت میں ہے ہونا مُرُخرو
 دیکھیے یہ حسرت و ارباب کا ہے ویرانہ جو
 شادی و امید کا کب یہ بھی لالہ زار ہو
 دیکھیے کب چشمِ رحمتِ رحم کی بارش کرے
 دامنِ امید میں امید کے گوہر بھرے
 کیجیے مت دیر اتنی سوچ اور تدبیر میں
 جان مضطر بھی نکل جائے اسی تاخیر میں